U99113 Date- 22-12-09

Title - HADIYA ISNA ASHRIYYAH. (Part-1).

Creator - Mohd. Muzaffar Ali Khan.

Publisher - Matba Mumtaz Al mataba (Lucknow).

Date - 1346 H.

Pages - 128.

Subjects - Islam - Farqe - Isna Ashriyyah

لا الٰہ الا اللہ آمنا باللہ ورسولہ وآلہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ القدیر والصلوٰۃ علی حبیبہ البشیر النذیر محمد وعترتہ محال العصمۃ والاعجاز والتطہیر

کہ رسالۂ دلپذیر

ہدایۂ اثنا عشریہ

حصہ اوّل

مصنفہ عالم وناظم بےنظیر جامع المفاخر الحاج الزائر مولانا
محمد مظفر علیخان صاحب سفیر دام فیضہ الکثیر الی یوم عسیر

حسب فرمائش جناب مصنف

بحسن اہتمام
منشی [illegible] سید حسین رضوی مہتمم

در مطبع ممتاز المطابع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

قیمت آٹھ آنے (۸)

تعداد طبع بار اول پانچسو سنہ ۱۳۴۲ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصویر تحریر سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام الاعلم العلام مجتہد العصر والانام مرجع الاکابر والاصاغر مولانا السید محمد باقر صاحب قبلہ وکعبہ لازالت حیاض فیضہ مترعۃ فی الانام الی یوم القیام

باسمہ سبحانہ وللہ الحمد

کتاب مستطاب بلاغت نصاب روضۂ بہیہ و ثمرۂ جنیہ ہدیۂ اثنا عشریہ مولفہ فضائل مآب کمالات اکتساب صفوۃ الافاضل الکرام عمدۃ الاماثل العظام عین المدرسین الماہرین الاعیان جناب الحاج المولوی **مظفر علی خان** صاحب ید فضلہم الواسع الراحب نظر قاصر سے گذری بعض مقامات اُسکے کمال اشتیاق سے مین نے دیکھے اسکے مطالعہ سے بہت مسرور و نہایت محظوظ ہوا خصوصا اشعار آبدار مدح اہلبیت اطہار سلام اللہ علیہم ما اختلف اللیل والنہار نہایت مطبوع و دلپذیر و بے مثل و بے نظیر ہین حضرات ذاکرین کے واسطے عمدہ ذخیرہ ہے خداوند کریم جناب مؤلف ممدوح کو ثواب و اجر بے حساب و خلعتہائے فاخرہ رضائے رب الارباب وخوشنودی حضرات ائمہ اطیاب سلام اللہ علیہم مدی الاحقاب عطا فرمائے امید ہے کہ مؤمنین موقنین اسکی خاص طور سے قدر فرمائینگے۔ واللہ الموفق۔

محمد باقر عفی عنہ بقلمہ

الهدیة الاولیٰ

اعوذ باللہ السمیع العلی العظیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ احمد و ایاہ اشکر ھو الواھب المواھب بدیع العجائب ابدع الیواقیت والدرر فی بطن الصدف والبحر۔ ونصلی علی حبیبہ سید البشر محمد و عترتہ الائمۃ الاثنی عشر والسیدۃ المعصومۃ الشفیعۃ فی یوم المحشر ونلعن علی اعدائہم واعدائہم بالمساء والسحر

اما بعد ملتمس ہے خادم الطلبہ ہیچمدان مظفر علیخان خلف جناب منشی محمد زین العابدین خان مغفور عفی عنہما الراحم الغفور کہ بعد فراغ درس و تدریس اکثر نظم و نثر مناقب و مصائب لطائب لکھنے کا مجھکو شوق تھا جب یہ رسالہ ہدیۂ اثنا عشریہ لکھا۔

بہ لب تہنیت یہ دل نے کہا | ہو مبارک قبالہ جنت کا
حبذا الجنت مرحبا تقدیر | فیض منعم کا شکر کر تو سفیر
طیب خاطر سے نذر دے جیلکر | بحضور امام ثانی عشر

کہ انشاء اللہ دست بدست پہونچکر میرے سب آقاؤنکے خلعت فیض نظر سے مخلع ہوکر بارگاہ الٰہی مین قبول ہو صلہ مین تیرا اور تیرے سب عزا کا عفو عن الخطا ہوکر۔

بہ جوار حسینؑ ہو مدفن | اور ملے سب کو خلد مین مسکن
چودہ معصوم کا ہے ہمسایہ | بھیجتا ہے درود جن پہ خدا

رب صل علی محمد و آل محمد

حق سبحانہ عز شانہ قرآن مجید مین فرماتا ہے انک لعلیٰ خلق عظیم۔ اے حبیب کبریا یقینا تم بڑے خلق ہو۔ محمود کو محامد اخلاق اپنے بندون کے پسند ہین تمام انبیاء و اوصیاء علیہم التحیۃ والثناء درسگاہ دنیا مین محاسن اخلاق کا درس دیتے ہوئے آئے ہین۔ ارشاد حبیب کبریا ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق حق تعالے نے اخلاق مرضیہ کی تکمیل کیلیے مجھکو مبعوث فرمایا ہے۔

ہے یہ حکم شریعت غرا | اور اتالیق عقل نے بھی کہا

تخلقوا باخلاق اللہ

ہین جو اخلاق حق تعالے کے | اُن کو ہر ایک اختیار کرے

اخلاق الٰہیۃ کا جلوہ نبوت اور امامت کے آئینہ مین صاف نظر آرہا ہے۔

تہذیب اخلاق ایجاد عالم کی غرض اور غلب غائیہ ہے۔

اب دیکھیے تو رحق کی تنویر
دربار نبیؐ سجا ہوا ہے
دیوانہ در آیا ایک بدو
اک ہاتھ مین سوسمار دابے
اسلام کے حق مین جانے کیا کیا
انگشت شہادت نبیؐ کا
اسکو نہ ستائے کوئی دیکھو
کچھ یاد ہے معجزہ نبیؐ کا
دو ٹکڑے ہوا قمر برابر
اعجاز نبیؐ کی دیکھیے شان
روحی بفداک اے شہنشاہ
اس لطف وکرم کو کوئی دیکھے

اور خلق محمدؐ کی تصویر
ایمان کا چمن کھلا ہوا ہے
بد خلقی و کفر سے تھا مملو
آتے ہی غضب سے ہونٹ چابے
بیہودہ زبان سے بک رہا تھا
اصحاب کی سمت تھا یہ ایما
مرفوع قلم ہے کچھ نہ بولو
اک اُنگلی سے جب کیا اشارا
تاریخ سے پوچھ لیجیے چلکر
صد پارہ جگر ہے کفر کا یان
اخلاق کا خاتمہ ہے واللہ
ادنے سے بھی ملتے ہین تو جھک کے

اللہ اکبر سلطان زمان شہنشاہ دو جہان ایک جاہل وحشی بدوی سے مشفقانہ لہجہ مین خطاب فرماتے ہین یا اخا العرب اگر یہ سوسمار تیرا شکار خدا کی وحدانیت اور میری نبوت کی حقیت کی شہادت دے بصدق دل ایمان لائے گا۔

اللہ اکبر باعجاز سید البشر سوسمار بفصاحت گویا ہوا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ حقا۔ یہ دیکھتے ہی بدوی جوش مین آکر کلمہ طیبہ پڑھنے لگا اور پروانہ شمع نبوت کا بنگیا حضار دربار تکبیر کے نعرے لگا رہے تھے۔ وہی جوش ایمان آپکے دلمین ہے باواز بلند درود پڑھیے۔

تھا حبیب خدا کا یہ اعجاز | سیئے نفس نبی کا اب اعزاز
اے غلامان ساقی کوثر | بادہ خواران جام اربعہ عشر

ان کے سینہ مین ہے وہی خوشبو
علم وہی عصمت و اعجاز
جانشین نبیؐ کا لطف و کرم
خانۂ کعبہ مین تھے جلوہ نما
بہ تبسم کہا دعا تیری
جب سنا ہین علیؑ عالی جاہ
پوچھا کیا اور چاہتا ہے اب
آپ ہین چشمۂ عطا و کرم
مہر زوجہ کا دون گا ایک ہزار
ہو مکان ایک ہزار مین تعمیر
بزبان کرم یہ فرمایا
وہ مدینہ کو حج کے بعد گیا
جو نبی نے دیا تھا باغ انھین
مشتہر شہر مین ہوئی یہ خبر
جب مسافر غنی ہوا اک بار
نہ رہا زر تو جھاڑ کر دامن
سیدہ نے پکڑ لیا دامان
شرم سے سر جھکائے تھے مولا
یہ ہماری کنیز سے کہہ دو
لے خوشا بخت حبذا تقدیر
صاحب ہل اتی کا ذکر عطا
سات درہم نبیؐ نے اُنکو دیے
کھانا لینے گئے سوے بازار
اُس نے رو کر کہا مرے بچے
ایک خنجر جگر کے پار ہوا

جن سے قلب رسولؐ تھا مملو
پایا سینہ بسینہ ہر اعزاز
آج تک ہے فدائے عالم
ایک سائل کو دیکھا محو دعا
حق کی درگاہ مین قبول ہوئی
عرض کی انت حاجتی واللہ
تب کہا اُس نے اے امیر عرب
چاہتا ہون مین چار ہزار درم
قرض خواہون کا ایک ہزار ہی بار
باقی صرف و خرچ عمر فقیر
ہم سے ملنا مدینہ جب آنا
در دولت پہ آپ کے پہنچا
بیچا بارہ ہزار درہم مین
فقرا کا ہجوم تھا در پر
فقرا پر کیا وہ زر ایثار
آئے بیت الشرف مین شاہ زمن
کہ مرے بچون کا ہے حصہ کہان
وحی پہونچی کہ اے حبیب خدا
چھوڑ دے اب علیؑ کے دامن کو
اللہ اللہ یہ عزت و توقیر
اور سنیے کہ دل ہو محو ثنا
شاہزادے کو اپنے ساتھ لیے
ملگیا ایک مستحق دیندار
چار دن سے تڑپتے ہین بھوکے
شاہزادے سے آپ نے پوچھا

لے حسن درہم اسکو کردین عطا عرض کی ہان محتاج ہے ہم سے سوا
پاکے درہم دعائین دیتا ہوا مستحق شاد شاد گھر کو گیا
کوئی مرد عرب پھر اُن کو ملا خوبصورت لیے ہوے ناقہ
عرض کی اسکو مول لے لیجے سو درم لون گا اسکی قیمت کے
آپنے عذر یہ کیا اُس سے قیمت اسدم نہین ہے پاس مرے
دے گیا قرض حسنہ آخرکار شاہزادے نے لی اسکی مہار
اک خریدار پھر ملا ان کو پوچھا ناقہ کو بیع کرتے ہو
مختصر آپنے یہ فرمایا سو درم کو ہے ہم نے مول لیا
دے گے درہم وہ ایک سو ستر لے گیا ناقہ والے خوش ہو کر
متلاشی تھے بائع کے ناگاہ جلوہ فرما ہوے شہ ذی جاہ
مسکرا کر رسول حق نے کہا ان طوبیٰ لکم لکم بشری
بائع تھے اسکے حضرت جبرئیل مشتری تھے جناب میکائیلؑ
یا علیؑ یا اخی عطا سے خدا ہے عوض آج کے ہدیہ کا
تم نے مقداد کو دیے درہم اسکا بدلا ہے حق کا لطف و کرم
پیکے کوثری ساغر غدیر کے مست متمسک بعہد روز الست
صلوات و سلام پڑھ پڑھ کر خوش ہون اعجاز سیدہؑ سنکر
معتبر ذاکرون سے جب کہ سنا تب یہ مضمون ہے مین نے درج کیا
ہے عطیۂ الٰہیہ اعزاز اہل ایمان کا ہے مایۂ ناز
سنیے اب شادی قریش کا حال سیدہؑ کا عیان ہو فضل و کمال
ہے عروسی کی بزم جلسۂ عیش اور مصر ہین بہت زنان قریش
جلوہ فرما ہون بنت پاک نبیؐ کہ ہماری ہو عزت افزائی
رؤسا نے دیا پیام آکر سیدہؑ کو نبی نے دی یہ خبر
سیدہؑ نے کہا کہ اے بابا میرے مالک ہین آپ اور خدا

مگر زنان کفار زیور مرصع بجواہر اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہونگی اور میرے پاس
یہی ایک ردا دریدہ بوسیدہ ہے جسمین جابجا پیوند لگے ہین یہ سب میرا استہزا اور خندہ زنی کرینگی

اسی لیے مجھ کو بلاتی ہین۔ سیدۂ عالم متامل تھے ناگاہ جبرئیل بحکم رب جلیل لباس رنگین و معطر اور زیور پر گوہر جو کسی نے کبھی نہ دیکھا نہ سنا اور تاج زر مکلل بہ گوہر حوران جنان کے ہمراہ لیکر حاضر ہوے اور کہا حکم خدا ہے کہ ہماری کنیز خاص محفل عروسی مین جاے اور قدرت خدا کا مشاہدہ کرے پوشاک جنت اور زیور بہشت پہنکر سردار زنان جہان ہمراہ حوران جنان در دولت سے برآمد ہوئین عطر جنت کی خوشبو سے بام و در مہکنے لگے اللھم اغفر میر فدا علی نثار عجب حسن ادا سے اس روایت کو پڑھتے تھے۔

دہ قدسیون کا چار طرف قدرتی ہجوم
صل علی کا شور وہ اور طرقوا کی دھوم

بنت نبی ہین حورون کے حلقہ مین جلوہ گر
جھرمٹ مین ہو ستارون کے جیسے قمر

حوران خلد نور کے پردے مین لاتے ہین
غل ہے جناب سیدہ شادی مین جاتی ہین

مجمر لیے ہوے تھی کوئی غیرت قمر
گلدستۂ جنان کوئی رکھے تھی ہاتھ پر

اک مہروش لیے سر اطہر پہ چتر زر
اک مہ لقا ادب سے ہلاتی ہوئی چنور

سواری کا جاہ و جلال حورون کا حسن و جمال صدیقہ معصومہ کا اقبال دیکھکر بزم عروسی طلسم حیرت بنگئی جواہر زیور کی چھوٹ جس پر پڑی عطر بہشت کی خوشبو جسنے سونگھی صدہا عورتین بیہوش ہوگئین۔ کوئی محو حیرت قیام مین کوئی تعظیم کے لیے رکوع مین جھکی ہوئی۔ کوئی سر اپنا فرش اطاعت پر رکھے سجدۂ تعظیمی کر رہی ہے بزم عروسی نماز کا منظر ہے۔ عروس ایسی محو حیرت ہوئی کہ اُسنے معصومہ کے قدمون پر جان نثار کر دی شادی مرگ ہوکر روح پرواز کر گئی۔

شاہزادی کا سنیے اب اعجاز
ہے عطیہ خدا کا یہ اعزاز

معصومہ نے دو رکعت نماز پڑھی بارگاہ الٰہی مین دعا کی عروس کلمۂ طیبہ پڑھکر اُٹھ بیٹھی۔ اُسکے ہمراہ کئی سو زنان قریش یہ معجزۂ فاطمیہ دیکھکر صدق دل سے ایمان لائین جناب سیدہ کے ہاتھون پر بوسے دیے قدمون پر آنکھین ملین۔

اکثر مردان قریش بطیش جو دشمن ایمان تھے یہ اعجاز دیکھکر تہ دل سے ایمان لائے ماشاء اللہ بخیتی غیرت دار جلوہ فرما ہین جنکے دل سیدہ کی سواری کا حال سنکر مسرور ہوے اب ایک اور سواری کے واقعات یاد آگئے پانچ امرون کا تقابل مختصر عرض کرونگا متوجہ ہوکر سنیے۔ ایک یہ کہ خاتون محشر جنت کا لباس و زیور پہنے ہوے تھین۔ دو شہنشہ کے وقت

پردے کا اہتمام قدسیان جنان جلودار تھے۔ تیسرے جبرئیل امین طرقوا کی آواز بلند کرتے تھے جھکتے در حرم پس پہونچکر زنان قریش نے تعظیم و استقبال کیا قیام در رکوع و سجدہ تعظیمی نماز کا منظر تھا۔ پانچویں اعجاز سید دیکھ کر صدہا زن و مرد کفار مشرف باسلام ہوے۔

اے حسینؑ مظلوم کے عزادارو دختران زہرا کی سواری کا منظر بیکسی تصور کی نظر سے دمشق کے بازار مین دیکھو۔ آہ آہ۔ دن کا وقت ہے شامی لعین شادیانے بجاتے ہوے جلو مین سیدانیان برہنہ سر بالون سے منھ چھپائے نوحہ گر کوئی چیز دست و بازو اور گلون مین بندھی ہوئی زیور شفاعت امت کا پہنے ہوے ہین۔ منادی ندا کر رہا ہے ھذہ سبایا من بنات علی و فاطمہ۔ اے تماشائیو دیکھو یہ بیٹیان ہین علیؑ و فاطمہؑ کی۔ درحاکم پر جب پہونچے کچھ ظالم آگے بڑھے بیمار کربلا فرماتے ہین جاؤ بحبال و دبقونا کالا غنام۔ ظالمان بے حیا رسیان ہاتھون مین لیے ہوے آئے اور بھیڑ بکری کی طرح ہمکو باندھا۔ کسی مظلوم کی گردن کسی کے بازو رسن ظلم سے بندھے ہوے تھے۔ وہ منظر بلا اور یہ فقرہ معصوم کا مومن کے دل کو خنجر سے کم نہین ہے کہ ہم مین سے اگر کوئی بیٹھ جاتا تھا تو سب کو مجبوراً بیٹھنا پڑتا تھا۔ ہاے اُسی ایک رسن ظلم مین بچون کی گردنین بھی تو بندھی تھین

ہاے یہ تہنیت قتل حسینؑ کا جلسہ نو سو کرسی نشین عمائد رؤسا سے بھرا ہوا ہے بادشاہون کے سفیر امیر و وزیر دربار مین حاضر ہین یزید علیہ اللعنہ منھو اور تما رشراب پی پیکر شطرنج کھیل رہا ہے۔ مخدرات خاندان نبوت سر دیا برہنہ رسن بستہ سر کے بالون کے نقاب منھ پر ڈالے وارثون کو یاد کر کے اپنی بےکسی پر رو رہی ہین مظلوم کربلا کا سر اطہر زیر تخت رکھا ہے ؎

سر حسینؑ کجا محفل شراب کجا ہجوم عام کجا آل بو تراب کجا

ایک رومی سفیر پوچھنے لگا اے امیر یہ سر کس مظلوم کا ہے اور یہ اسیر کس خاندان کے ہین۔ یزید نے کہا حسینؑ کا سر ہے۔ اُس نے پوچھا کون حسینؑ۔ کہا فرزند علی و فاطمہ یہ سنکر بیتاب ہو کر سر برہنہ کھڑا ہو گیا اور کہا اے مسلما نو تمھارے نبی کے انتقال کو کچھ زمانہ بھی نہین گذرا تم نے یہ ظلم کیا کہ فرزند رسول کو ذبح کر ڈالا۔

یزید نے کہا یہ جا کر مجھ کو بدنام کرے گا اس کو قتل کر دو۔ اُس نے دوڑ کر سر اطہر فرزند رسولؐ کا اُٹھا لیا اور اپنی آنکھین سر پر ملکر رو کر کہا شاہزادے گواہ رہنا آپ کی محبت مین قتل کیا جاتا ہون اور صدق دل سے کلمۂ طیبہ اُس نے زبان سے پڑھا۔

پھر بیمار کربلا سے عرض کیا اے امام عصر حجت خدا شاہد رہیے میرے ایمان کے رات کو مین نے آپ کے جد کو خواب مین دیکھا کہ وہ بہت خوش ہو کر مجھ کو بشارت بہشت کی دے رہے ہین متحیر تھا کہ مسلمانون کے نبیؐ اور مجھ کو تہنیت دین بہشت کی۔ بے خطا قتل کر دیا گیا اور اہل حرم اُس کی شہادت اور بیکسی پر بھی روئے۔

ہون بلند اب درود کے نعرے　　　سنیے اخلاق شاہزادون کے

ایک صحرائی معمر مسجد کے حوض پر غلط وضو کر رہا ہے شان اخلاقی دیکھیے کس حسن ادب سے اُس کو ہدایت فرماتے ہین آستین ادب چڑھائے قریب آئے فرمایا اے مرد عرب ہم تجھ کو حکم بنا کر وضو کرتے ہین انصاف سے بتلا ہم دونون مین کس کا وضو صحیح ہے۔ اول بڑے نے پھر چھوٹے نے وضو کیا وہ معمر مکرر بغور دیکھتا رہا آخر تمام ارکان تعلیم پا کر دولہ مین آ کر قدم اطہر چومنے لگا بار بار کہتا تھا کہ اے نبوت و امامت کی آنکھون کے تارو تم نے مجھ بوڑھے جاہل کی آبرو رکھ لی کس عنوان تہذیب سے مسئلہ وضو کا تعلیم فرمایا آجتک مین جس سے جاہل تھا۔

اللہ اکبر۔ حضور سید لولاک اور اُنکی عترۃ پاک کا جو اعزاز پیش خدا ہے وہ کسی کا نہین۔ یہی معصوم معجز نما مظہر ذات الٰہیہ منظر صفات لا بانیہ ہین۔ قرآن پاک کی تلاوت فرمایئے جناب رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون علت ایجاد عبادت ہے اور عبادت سے مراد معرفت ہے اسلیے کہ معبود کی معرفت جب تک نہ ہو بندہ کس کی عبادت کرے۔ معرفت خدا ہر فرد پر واجب ہے۔ معرفت نبیؐ و ائمہؑ جس کا مقدمہ ہے۔

ایک محقق جرمنی لکھتا ہے کہ علیؑ کی اطاعت سے نبیؐ کا فضل و کمال پہچانا گیا۔

ایسے ہی ان حضرات کو سر بسجود دیکھکر ہم کو اپنے معبود کی قدر ہوئی کہ وہ ان ممکنات کی علت اور واجب الوجود معبود ہے۔

جس طرح کلام خدا فصاحت و بلاغت سے مملو اور کذب و اغلاط سے پاک ہے ایسے ہی احادیث نبویہ کا محکی عنہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے دونون سے حدیث امامی مقتبس ہے انہین بھی

ممکن نہیں کہ شائبہ غلطی کا ہو۔

وہ حدیث نبوی جس کو اکثر میں نے عرض کیا یقین دلا رہی ہے کہ حق تعالے کو نبی و علی کے سوا اور نبی کو خدا اور علی کے سوا اور علی کو خدا اور نبی کے سوا کسی نے نہیں پہچانا مخبر صادق کا کلام ہے جسکی واقعیت میں کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا ہر شخص اگر عارف ہوتا تو آج کل عالم ایک تنگ پر نظر آتا تفرقہ کا ہے کو پڑتا۔ سہ

وللناس فی ما یعشقون مذاھب

وا اسفاہ شیطان لعین سنگ راہ مومنین ہے نہیں چاہتا کہ بندگان خدا عارف بنکر بہشت میں جائیں۔

علم کی چار قسمیں ہیں بالکنہ اور بکنہہ بالوجہ اور بوجہہ۔ بالکنہ کے یہ معنے ہیں کہ اجزا کے ذریعہ سے شئے کو جاننا۔ اور بکنہہ اجزا کا جاننا ہے

معرفت الٰہیہ میں ان دونوں قسم کا ہونا محال ہے اسلیے کہ حق تعالے واجب الوجود ہے اور حکما کی اصطلاح میں واجب وہ ہے کہ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ دونوں قسموں میں اجزا نکلیں گے پس اجزا کا محتاج ہو کر ممکن ہو جائیگا واجب نہ رہیگا تقلب ماہیت لازم آئیگا اور وہ عقلاً محال ہے۔

علم بالوجہ وہ ہے کہ صفت کے ذریعہ سے موصوف کا علم ہو۔ معرفت خدا اُسکی ذریعہ سے ممکن ہے لیکن اسمیں بھی ایک وجہ اشکال کی ہے امیر المومنین نے جس کو صاف کر دیا۔

نہج البلاغہ میں خطبۂ اولے حکیمانہ عارفانہ نظر سے دیکھیے ارشاد حق بنیاد مدار اعتقاد سے صفحۂ عقل پر لکھنے کے لائق ہے۔

علم بالوجہ کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ صفت غیر موصوف ہو اور یہ ممکنات میں بن سکتا ہے۔ دوسرا طریقہ معرفت واجب کا ہے کہ صفت کو عین موصوف لیجیے تب معرفت حاصل ہو ورنہ جو اشکال علم بالکنہ میں ہے وہی یہاں بھی ہوگا۔ اسی طریقۂ حسنہ کو برہان کے ساتھ لیے ہوے عجیب لطیف عبارت میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اول الدین معرفته وکمال معرفته التصدیق به وکمال التصدیق به توحیده وکمال توحیده الاخلاص له وکمال الاخلاص له نفی الصفات عنه لشهادة کل صفة انها غیر الموصوف وشهادة کل موصوف انه غیر الصفة۔

اول اصول دین معرفت خدا ہے اور کمال معرفت خدا تصدیق ہے اُس کی اور کمال تصدیق توحید خدا ہے یعنے وحدہ لاشریک جاننا اُسکا اور کمال توحید اخلاص ہے یعنے خالص کرنا اُسکا صفت کی دوئی سے اور کمال اخلاص نفی کرنا ہے صفات کا ۔ یعنے جب صفت عین ذات ہے تو نفی ہو گئی صفت کی تنہا ذات یکرنگی کا جلوہ دکھلا رہی ہے ۔ اس وجہ سے کہ نفی صفات اگر نہ ہو اور صفت کو بھی لو تو دوئی پیدا ہو کر صفت کہتی ہے کہ مین غیر موصوف ہون اور موصوف شاہد ہے کہ مین غیر صفت ہون ۔ بہرکیف صفات آلٰہیہ عین ذات خدا ہین اور صفت کا عین ذات ہوتا یہ ہے کہ ذات ممکنہ مین جو آثار صفات و آلات کے ذریعے سے ظاہر ہوتے ہین دوئی متصور ہے ذات اور صفت دونون جدا جدا ہین یہان ایسا نہین ہے ۔

ذات واجبہ تنہا منشا ترتب آثار ہے کسی آلہ یا صفت کی محتاج نہین آنکھ نہین اور بصیر ہے کان نہین اور سمیع ہے ترتب سمع و بصر کا اکیلی ذات پر ہے ۔ دوئی ہرگز نہین محض یکرنگی ہے ۔ متوجہ ہو کر سنئے اس ارشاد کو جس سے ایمان تازہ ہو ۔ فمن وصف اللہ تعالیٰ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثناہ ومن ثناہ فقد جزاہ ومن جزاہ فقد جہلہ ومن جہلہ فقد اشار الیہ ومن اشار الیہ فقد حدہ ومن حدہ فقد عدہ ۔ یعنے جس نے بطور غیر حسن صفت کو غیر ذات جانکر اللہ کی تعریف کی پس قرین اُسکا پیدا کیا ایک موصوف دوسرے صفت اُس کی اور واجب قدیم کی صفت بھی قدیم و واجب ہے تعدد وجبہ لازم آیا جو عقلا اور نقلا محال ہے اور جس نے قرین بنایا اُس نے تجزیہ کر دیا یعنے دو جز ہو گئے ایک موصوف دوسرے صفت اُس کی اور جس نے تجزیہ کیا اُس کا وہ ذات واجب سے جاہل رہ گیا اسلیے کہ اجزا کا محتاج ہو کر واجب ممکن ہو گیا واجب نہ رہا اور جب واجب واجب نہ رہا تقلب ماہیت کا استحالہ بھی لازم آیا اور یہ اُس سے جاہل رہ گیا اجزا کے لیے مکان ضرور ہے محدود ہو گیا یا حد منطقی لیجیے جنس و فصل نکلکر جسمانیات مین معدود ہو گیا یا واحد حقیقی نہ رہا واحد بالعدد ہو گیا ۔

لا اکراہ فی الدین حق تعالےٰ عادل ہے کسی کو مجبور نہین کرتا شان اُسکی تسبیح اجبار و اکراہ سے پاک ہے ۔ مرضی آلٰہی یہی ہے کہ اُسکے بندے عقل رکھتے ہین باقتضا حسن عقلی معارف خمسہ کی زینت سے مزین ہون ۔

ارشاد ہے جناب رب العزت عز اسمہ کا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی
الامر منکم۔ اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو رسول خدا اور امام عصر سلطان
عادل کی جو بحکم خدا اولی امر تمہارا ہے۔

امر وجوب کے لیے ہے یہ اطاعت واجب ہے اور بغیر معرفت کے اطاعت ہو نہین سکتی،
پس یقین ہو گیا کہ معرفت واجب عینی ہے۔

حق تعالے عارفون کو شوق دلاتا ہے اور اپنے حبیب صلعم کا مرتبہ ظاہر فرماتا ہے حدیث
قدسی مین اُنکی شان دکھلاتا ہے لولاک لما خلقت الافلاک۔

نور محبوب کے چودہ حصہ ہین اور انکا وجود ذی جود سبب ہے ایجاد عالم کا انکی معرفت
سبب افتخار عالم ہے۔

اللہ نور السموات والارض نور یہان منور کے معنے مین ہی اسلیے کہ نور جسم
لطیف ہے اور خدا جسم ہونے سے پاک ہے اس نے نور محمدی سے تمام عالم کو روشن کر دیا ارشاد
نبی ہے اول ما خلق اللہ نوری۔

نور پنجتن کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا ہے۔ آفتاب بھی اسی نور کا ذرہ ہے۔ آفتاب
فقط ایک رُخ کو زمین کے روشن کرتا ہے اور نور محمدی ایک وقت مین تمام کرہ ہاے
آسمان و زمین و نجوم و عرش کے ہر جہت اور ہر رُخ کو یکجا روشن کر رہا ہے۔

یہ نور سایہ نہین رکھتا اسلیے کہ ہمارے حضور ہین شہنشاہ ظل اللہ سایہ کے لیے سایہ
نہین ہوتا۔ دوسرے یہ کہ سایہ مثال شے کا ہوتا ہے اور آپ عدیم النظیر اور بے مثال ہین
تیسرے جسم اطہر فرشتون سے بڑھکر نورانی اور لطیف تر ہے مشہور ہے کہ پسینا گر سے نکلتا تھا
پھر جو اس درجہ لطیف ہو اُس کے لیے سایہ کہان۔ چوتھے حبیب خدا ہر کمال و فضل مین فرد
یکتا ہین اور جو غرق ہو دریاے وحدت مین غریق کا سایہ نہین ہوتا۔ پانچوین ابر رحمت خدا
ان پر سایہ افگن ہے اسلیے سایہ نہین۔

ان وجوہ خمسہ کے قطع نظر ایسا نورانی منظر دکھلاتا ہون کہ انشاء اللہ دل و دماغ آپ کا
روشن ہو جاے انوار خمسہ نجبا کا جلوہ نظر آنے کے اول یک عقلی تمہید عرض کر لون متوجہ ہو کر سنیے
یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ نور کی طرف پشت اگر ہو تو سایہ اپنا منھ کے سامنے ہو گا اور
اگر روشنی کی جانب رخ کر کے چلو تو سایہ عقب پشت گرے گا بارک اللہ آپ خاتم النبین ہین

آگے آگے کل انبیا آپ کی آمد آمد کی خبر دیتے ہوے دنیا مین آئے ہین اور حضور سب کے بعد تشریف لائے ہین درود پڑھ کر اسکی وجہ سنیے کل انبیا اور رسول سایہ ہین آپ کا۔

ماشاء اللہ سید المرسلین نورانی محفل قدس سے دنیا کی طرف کو جب چلے تو سایہ آپ کا رُخ انور کے سامنے تھا اور یہ دوبارہ بازگشت اُسی نورانی بارگاہ کی طرف دنیا سے مراجعت فرمائین گے تو سایۂ انور عقب سے ظاہر ہوگا انبیا اور ائمۂ دین پس پشت سید المرسلین اور ان کے پیچھے مومنین ادب سے خراماں خراماں صلوات پڑھتے ہوے اور ید اللہ دل کی طرح پہلو مین حضرت کے لواے محمدی کا سایہ کیے ہون گے۔

کیا سواری کا شہنشاد کی ممکن ہی بیان | کوئی محدود ہے اللہ کی قدرت کا سامان
ہین جلو دار ملک عہد کے عالم مین کردان | منظر حسن سے نظارۂ حور و غلمان
طرفہ آگی ہی خوش آئندہ سہانی آواز | خیر مقدم کی صدامین بھی ہی دلکش انداز
زلف محبوب الٰہی ہی زبس عطر فشان | ہر طرف قدرتی خوشبو سی مہکتا ہی جہان
ہے اسی نور خداداد سے عالم مجلو | عالم نور نظر آتا ہے گویا ہر سو
تھا سر طور اسی نور کا جلوہ بخدا | نہ رہی تاب نظر غش ہوے جس سے موسیٰؑ
کہتے ہین سید سجاد وہ تھا نور علیؑ | حق ہے جو نور علی کا ہے وہ ہے نور نبیؐ

حدیث میزان سُنیے جو ابن عباس سے مروی ہے سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہین :- انا میزان العلم و علی کفتاہ والحسنؑ والحسینؑ خیوطہ وفاطمۃ علاقتہ والائمۃ من ذریتی عمودہ یوزن فیہ اعمال المحبین والمبغضین ارشاد ہے کہ مین میزان علم ہون اور علیؑ دونون پلے اُس ترازو کے ہین اور حسنین علیہما السلام ڈوریان اُس کی ہین اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا علاقہ اُس کا ہین اور ائمۂ معصومین میری ذریت سے عمود یعنی ڈنڈی ترازو کی ہین۔ دوستون اور دشمنون کے عمل انھین تو لے جاتے ہین۔

اب معرفۂ حسنیہ و حسینیہ مد نظر ہے ارشاد سید البشر ہے الحسنؑ والحسینؑ سیدا شباب اھل الجنۃ حسنین علیہما السلام سردار ہین جوانان بہشت کے اہل بہشت جوان ہو کر بہشت مین جائین گے۔

بہشت پیدا کیا گیا ہے امام حسینؑ کے نور سے دونون شاہزادے مالک و مختار اور

سردارِ جوانانِ بہشت کے روزِ عاشورا سید الشہدا علیہ السلام نے مناظرِ بہشت باعجاز دکھلا دیے
اپنے اعزا اور انصار کو دونوں انگشتِ مبارک اٹھا کر فرمایا دیکھو درمیان ان کے اللہ اکبر
سب نے اپنے مساکن دیکھ لیے شوقِ شہادت میں عرض کرنے لگے ؎

دیر اب کس لیے ہے ہمین ہمارے مولا
جان و دل لیگئے حوروں کے اشارے مولا

اللہ اکبر عجب بافوق المراتب مرتبہ ہے، ان دونوں فرزندِ رسولؐ کا امیر المومنینؑ کے
بعد کوئی ہمسر ان کا نہین ہوسکتا۔ روح امین گہوارہ جنبان اور اس خدمت پہ نازان ؎

لوریان دے دیکر سلاتے تھے
خبر تہنیت سناتے تھے

ان فی الجنۃ نہرا مّتملیًّ بلبن
لعلی و لزہرا و حسین و حسن

ایک مرتبہ جبرئیلؑ امین بصورت دحیۂ کلبی خدمت سید المرسلین مین حاضر ہوئے
ہین شاہزادے اُن کی آستین کو دیکھنے لگے پوچھا یا رسولؐ اللہ یہ میری آستین
مین کیا دیکھتے ہین۔ فرمایا معمول ہے کہ دحیۂ کلبی سفر سے جب آتے ہین آستین مین رکھکر
فواکہ ان کے لیے لاتے ہین۔ جبرئیل نے دستِ اعجاز بڑھایا سیب و انار و بہی و رطب و
انگور باغِ بہشت کے توڑکر فوراً حاضر کیے سبحان اللہ کیا جلالت قدر ہے۔

اس سے مافوق رتبہ کیا ہوگا
یہ تفضل ہے حق تعالےٰ کا

ان شاہزادوں نے کبھی کوئی مرحلہ اطاعت و فرمانبرداری کا فروگذاشت نہین
کیا۔ گھر بار۔ مال و زر۔ جان و آبرو سب خدا کی راہ مین خوش ہوکر لٹا دیا جتنے مصائب
و آلام بڑھتے گئے رنگ مبارک چہرۂ اطہر کا اور سرخ ہوگیا تب تو خدا نے نبیؐ کو اپنا مختار
اور دونوں فرزندون کو بہشت کا سردار مقرر کیا ہے اور حدیث مین آیا ہے و ابوہما خیر منہما
ماشاء اللہ صاحبان اولاد تشریف فرما ہین جب عید کا زمانہ قریب ہوتا ہے بچے آپ
حضرات کے فرمائشین کرتے ہین آپ سے کوئی کہتا ہے کلاہ زردوزی اور پیراہن ریشمی
ہم لین گے کوئی نعل قیمتی مانگتا ہے آپ حضرات بچون کی فرمائشین مہیا کرتے ہین نادار
کیون نہو مگر ہر شخص اپنے بچون کے لیے کہین سے فکر ضرور کرتا ہے۔
عید کا دن صبح کو ہوگا حسنینؑ سیدہؑ سے ضد کررہے ہین کہ اطفال مدینہ صبح کو نئی پوشاک پہنے ہونگے
امان جان ہمکو بھی نیا لباس پہنائیے نیا لباس ہم آپ سے لین گے۔
سیدہ شہزادون کو بہلا رہی ہین کہ لباس تمہارا خیاط کے پاس ہے وہ لائیگا تو مین

اپنے بچون کو پہناؤن گی حضرات ۔ بچے تو ضد کرتے کرتے سو گئے ۔ صدیقہ معصومہ کو نیند کہان فکر تھی کہ صبح کو لباس نو حسنین کو کہان سے پہناؤن گی اور اپنی ناداری پر سخت متردد تھین ۔ یکایک کسی نے دق الباب کیا ۔ پوچھا من انت تم کون ہو ۔ کہا شاہزادون کی پوشاک لیکر یہ خیاط حاضر ہوا ہے سیدہ قریب در تشریف لائین پس در سے ایک جامہ دان دیکر وہ چلا گیا ۔

اب جو کھولکر دیکھا دو چھوٹے چھوٹے عمامے دو زیر جامے دو جوڑی موزے دو پیراہن دو جگہ رومال مین بندھے ہوئے پائے مساوی تقسیم تھی ترجیح کسی کو نہ تھی کہ ملال خاطر پیدا ہوا اللہ اکبر ۔ اُسوقت کی خوشی معصومہؑ کے دل سے کوئی پوچھتا خوش ہوکر دونون کو جگایا کہ اے نور نظر خیاط تمھاری پوشاک لایا ہے لباس فاخر پہنا کر پیار کر رہی ہین جناب سید عالمؐ بھی تشریف لے آئے اپنے دونون فرزندون کو گلے سے لگایا پیار کیا اور فرمایا اے سیدہ وہ خیاط نہ تھا بلکہ رضوان خزینہ دار باغ جنان تھا ۔

تقابل اسکا سنیے جو دل کو مجروح کرنیوالا ہے ۔ عید کے دن ضد کرکے جناب سیدہؑ سے نیا لباس مانگا اور بروز عاشورہ مظلومؑ کربلا اپنی بہن سے لباس کہنہ طلب فرما رہے ہین جسکی طرف کسی کو اعتنا نہو ۔ ثانی زہرا عرض کرتی ہین لباس کہنہ کیا کیجیے گا فرماتے ہین سب لباس کے نیچے اسکو پہنونگا لشکر اجرد بعد قتل تابعد شہادت لاش میری عریان نہ چھوڑے ۔

عید کے دن رسول خدا مرکب آپکا بنے اور بجائے مہار گیسوے اطہر اپنے دے دیے روز عاشورہ جب خیمے سے نکلکر سوار ہونے کو چلے دیکھا جلوخانہ سونا پڑا ہے ذوالجناح در خیمہ پر کھڑا رو رہا ہے کوئی رکاب تھام کر سوار کرنیوالا نہ تھا ۔

آہ آہ راوی کہتا ہے کہ ایک بی بی سیاہ برقع پہنے روتی ہوئی خیمے سے نکلین اور اپنے کانپتے ہوئے ہاتھون سے رکاب پکڑکر سوار کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ۔

الهدیة الثانیة

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کما هو اهله۔ نحمده علی ما کان ونستعینه من امرنا علی ما یکون هو اللہ الرحمن الاحد الصمد المعبود المحمود واجب الوجود الحی القیوم القادر المختار العلیم الحکیم الملك المنان۔ ونشکره علی ما خلقنا من فاضل طینة خلفائه الحسنات وانطق السنتها بآیات الصدق والیقین والایمان۔ ونصلی علی حبیبه و رسوله سید الانس والجان محمدؐ وعترته امناء الرحمن شرکاء القرآن۔ ونبرء عن اهل الشرك والظلم والکفران اللهم العن علی اعدائك واعداء محمد وآله یا دیان وانتقم عن غاصبی حق آل نبیك وعذب الظلمة بالنیران۔

وبعد فقال سبحانه عز شانه فی کتابه الفرقان۔ ان فی اختلاف اللیل والنهار وما خلق اللہ فی السموات والارض لآیات لقوم یتقون ۝

بارك اللہ امام المتقین کے شیعہ جلوہ فرما ہیں چشم تدبر سے دیکھیے اس کلام معجز نظام میں یتقون کی قید صاف کہہ رہی ہے کہ رات دن کی آمد و شد اور ان چیزوں میں جو اللہ تعالے نے آسمان و زمین میں خلق فرمائی ہیں البتہ نشانیاں ہیں پرہیزگاروں کے لیے۔

پرہیزگار وہی فرقہ حقہ عدلیہ ہے جو خدا کو عادل نبی و امام کو معصوم اور معجز نما جانتا ہے حسن و قبح اشیاء کو عقلی مانتا ہے۔ وہی فرقہ ناجیہ مصداق ہے اس آیت کا اور معاذ اللہ جنہے امام المتقین اہلبیت طاہرین کا دامن محبت ہاتھ سے چھوڑا تقوے و طہارت اس سے دونوں سلب ہوگئے

بالیقین درسگاہ ہے دنیا	امتحان ہے ہر اک مکلف کا
اولا دے گئی ہے عقل سلیم	کہ ہوا فہم سہل اور تفہیم
بحث توحید و عدل کیجیے یاد	اور نبوت امامت اور معاد
امتحان معارف خمسہ	پاس کرتے ہیں متقی بخدا
پاکے انعام حشر و نشر کے دن	داخل خلد ہونگے وہ مومن
شرک سے ہے دماغ جنکا پاک	شیعۂ آل سید لولاک

کفش بردار احمد و حیدر — مست صہبائے ساقی کوثر

بعبارۂ اُخرےٰ اسکی دوسری تقریر نئی روشنی دکھلا رہی ہے۔

ہے یہ دنیا طلسم حیرت خیز — جسکا نظم و نسق ہے دل آویز
علم و حکمت کے دیکھ کر منظر — محو حیرت ہے فلسفہ کی نظر

دو امر اجلاے بدیہیات و مسلمات سے ہین۔ اول یہ کہ ہر ممکن اپنے وجود مین علت کا محتاج ہے۔ دوسرے دنیا عالم اسباب ہے اُسکے جزئیات سب متغیر ہین اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے۔ آج پیدا ہوے کل جوان پرسون بوڑھے ہوکر مرگئے۔ ؎

دیکھیے اب وہ منظر اعلےٰ — جو نہ دیکھا ہو اور کبھی نہ سُنا

چمن دہر مین پھولون کی قدرتی گھڑی لگی ہوئی نبض کیطرح ہر دم چل رہی ہے ؎

نہ کبھی کوک اُس کو ملتی ہے — نہ سوئی اُس کی بند ہوتی ہے

اُسکی خوشبو فلسفی دماغونکو معطر کر رہی ہے۔ ربع نصف سہ ربع منٹ سکنڈ دکھلا رہی ہے صبح کا گجر بجتے ہی نسیم سحری اٹکھیلیان کرتی ہوئی چلی۔ جسکی خرام ناز کی آہٹ پاکر نسترن کی کلیان کھلنے لگین۔ ؎

گدگداتی ہے نسیم سحری آ آکر — لب ہر غنچہ سے ظاہر ہی تبسم کا اثر
طرب افزا ہی عنادل کے ترانونکی بہار — دلکو کھینچے ہی لیے جاتے ہین نغمات ہزار
مسمریزم کا ہی دز دیدہ نگاہی مین اثر — لیگئی دل کو اُڑا نرگس شہلا کی نظر
ساحری فن ہین فسون ریز حسینان چمن — دلربایانہ ہی جادو نظری کا فیشن
جلوہ افروز ہے ایجاد حکیم برحق — حکمت نگاہی مرقع چمنستان کا ورق
حیرت انداز ہے ازبسکہ حکیمانہ نظر — عقل کہتی ہے یہ انگشت بدندان ہوکر

ربنا ما خلقت ھذا باطلا ہ

سُنیے اور اگر کچھ تازگی ہو تو درود پڑھیے بلبلون کے مشروع زمزمونمین حی علی الصلوٰۃ کا شور مچتے ہی ہر روش سجانے فرش گل کے بچھ گئے اقامت صلوٰۃ کی صورت کھنچ گئی۔ اشجار قیام مین ہین ڈالیون کا ہوا سے بار بار جھکنا اور اُٹھنا۔ اللہ اکبر۔ ؎

عارفانہ نظر سے دیکھیے گر — ہے قیام و قعود کا منظر

سبحان ربی الاعلیٰ کی آواز فضاے ہوا مین آجتک گونج رہی ہے کہ اے ٹھنڈی ہوا کھا کر

سونے والو اُٹھو فریضۂ سحر ادا کرو۔ سفیر حضرات صادقین صبح صادق مہ جبین زبان فصاحت سے کہہ رہی ہے اے بنی آدم حکم شریعت سہلا یہ ہی کہ طلوع آفتاب سے پہلے اُس معبود برحق کا سجدہ کرو جس نے جناب ابوالبشر کی پیشانی مین خمسۂ نجبا کے نور کو مسجود ملائک بنایا۔ ؎

سجدہ شیطان نے مگر نہ کیا | رانندۂ بارگاہ قدس ہوا
جب کرن پھوٹتی ہے سورج کی | روز کرتا ہے اُس کو سجدہ شقی

اسلیے اس ناری کے جلانے کیلیے لازم ہی کہ سورج کے نکلنے سے پہلے اہل اسلام اپنے معبود برحق کو سجدہ کرین مصلائے عبادت پر بیٹھے ہوے جبتک آفتاب نکلے قرآن و دعا پڑھتے رہین۔ تعقیبات ترک نہ کرین۔ سورج نکلا سورج مکھی کا چہرہ شگفتہ ہوا۔ جمال آفتاب کی شعاع سے لو لگا کر ہوے حیرت کی نظر سے اُسکا منہ تک رہا ہی۔ گویا اُسکے تار نظر خطوط شعاعی مین اُلجھے ہوے ہین۔ اب سنیے بگوش ہوش ذرا بجوش ذرا۔ آپ حضرات مومنین بھی چمکتے ہوے ذرّے ہین شموس شعشانیۂ ربانیہ کے فضاے محبت مین اُڑ رہے ہین بالاے ہوا ایک زرین و رنگین خوشنما لین ذرونکی بنی ہوئی ہے۔ مکۂ معظمہ۔ مدینۂ منورہ۔ نجف اشرف۔ کربلاے معلے۔ کاظمین شریفین۔ سُرّ من رای۔ مشہد مقدس کی طرف۔

ہوا ے شوق لیے جاتی ہی اُڑائے ہوے | صدا یہ آتی ہے گویا زبان قدرت سے

بشرے لکم طوبیٰ لکم بارک اللہ فیکم

گلاب کیوڑہ چنبیلی جوہی بیلا مدن بان موتیا انواع و اقسام کے پھول اپنے اپنے وقت پر کھل رہے ہین گلونکی خوشبو کی تازہ لپٹین چمن کے تختونسے آرہی مین نمازیونکے مشام جانکو مہک مہک کر بسا رہی ہین شمشاد کی شاخص دصوب کا اندازہ کرنے لگی خط نصف النہار پر پہونچکر فروغ شمس کا زوال آیات الٰہیہ سے ہی ظہر کا وقت آ گیا طیور بکمال سرور ذکر اخفاتی مین محو ہوے گلہاے عصر کھلنے لگے شام ہوئی چھوئی موئی سو گئی۔ اللہ اکبر مغربین کی شان عبادت کا رنگ جما ٹھنڈی روشنی کا جھاڑ بام فلک پر روشن ہوا۔ چاندنی چھٹکی ع نبلگی تہر چمن منظر دشت ایمن۔ نور کے فوارونکی نیرنگی نیا رنگ برسا رہی ہی۔ آب شبنم سے گلون نے وضو کیا غنچونکی چٹک گویا ذکر بالجہر کا جلوہ دکھلانے لگی۔ گل شب بو تا ریورات کو کھلتے ہین اور اُن کے اوقات محدود و منضبط ہین کوئی اول شب کوئی نصف

آئیے دیکھیے اب منظر عرفان کی بہار | آمد فصل بہاری کی چمن مین ہے پکار
گویا ہر شاخ شجر آتی ہی اسطرح نظر | جیسے ہو سبز پری پھولونکا پہنے زیور

باغ مین سبزۂ نوخیز کی ہی طرفہ لہک	گل خندان کی مہک بلبل نالان کی چہک
سائبان نو مسرت کا ہی ابر نوروز	اور محب ساقی کوثر کے ہین جلوہ فروز
ساغر بادۂ اطہر ہین چھلکتے ہر جا	آتی ہی قلقل مینا سے صدا صل علے

فلسفیانہ عادلانہ گہری نظر اسپر ڈالکر آخری فیصلہ فرمایئے کہ یہ واقعی اصلی مرقع کسی حکیم قدیم کے قلم قدرت کا جلوہ ہی یا بقول دہریون کے مادہ کا خیالی کرشمہ ہی۔ دائے بوالعجبی مادہ تو محض قابل ہے فاعلیت اور ایجاد کا مادہ ہی اسمین کب ہے کہ طرح طرح کے نقش و نگار کھینچکر دکھلائے ہان البتہ صورت نوعیہ فاعل کی بیٹھکا رہے ہے۔ مادہ منفعل معلول ہے صورت کلیہ کا۔ مادہ اور صورت جزئیہ اور غایتہ یہ تینون ممکن اور حادث ہین۔ صانع مطلق حکیم برحق واجب الوجود فاعل مختار سب کی علت ہے جسنے مادہ کو اول پیدا کیا پھر خاص خاص صورتین اسکو پہنائین غایت کا ظہور ہوا جیسے کوزہ گر نے اول مٹی تیار کی پھر سلیقہ سے صراحی گلاس اس سے بنائے جنمین سب نے پانی پیا۔ مٹی علت مادیہ مختلف صورتین علۃ صوریہ۔ استعمال علت غائی۔ کوزہ گر علت فاعلی ہے۔ ؎

یہ تصاویر اور یہ نقش و نگار | رنگ امکان سے ہین مرصع کار

مومنین اخیار پرہیز گار کے دلہائے صافیہ پر یقین کا پرتو ڈال رہے ہین کہ لاریب ضرور کوئی واجب الوجود مصور ان ممکنات کا ہی جسکے ارادۂ قدرت نے قطرۂ آب کے صفحہ پر حور دپری کی تصویر کھینچی ممکنات حادثہ کے قالب مین روح تازہ پھونکی فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ جوارح اور اعضائے رئیسہ بنا شی قویٰ رفتہ رفتہ نشو و نما پاکر پتلا تیار ہوا جان ڈالدی گئی یہ امکانی ہیکل عجائب حکمیہ کا منظر محل حوادث ہے جسکا ہر جز حادث ہے طفلی و جوانی و پیری و فنا آیندہ جو طواری اسپر طاری ہونگے وہ بھی حادث اور نطفہ علقہ مضغہ جو رنگ اسکے یکے بعد دیگرے بدلتے رہے ہین وہ بھی سب حادث تھے پھر فرمائیے مادہ کسطرح قدیم ہو سکتا ہی۔ ؎

کدھر ہین آنکھ ملائین تو دہریہ آکر	مجادلہ کا نہین ہے کوئی جواب مگر

امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد سنیے اور معرفت الٰہیہ کا سبق لیجیے۔ ؎

اتزعم انک جرم صغیر	وفیک انطوی العالم الاکبر

کیا تو گمان کرتا ہے کہ تو جسم صغیر ہے۔ حالانکہ عالم اکبر تجھ مین پنہان ہے۔ جسطرح عالم اکبر یعنے دنیا کی بڑی سلطنت ایک قلعہ ہے جسمین بادشاہ وزیر امیر مشیر افسر لشکر ملکی حکومت جمہوری سلطنت کا عظیم الشان سامان ہی ایسے ہی ہر فرد بشر گویا ایک شخصی

آزاد ریاست شاہی بارگاہ ہے دل بادشاہ ہے دار الامارت دماغ عقل وزیر نفس مشیر قوائے لشکر جوارح جسم حصار جو اسپیں عشرہ دم دم کی خبر بہم پہنچانے پر تیار۔

ہشام علیہ الرحمہ رفیق ہیں جناب صادق علیہ السلام کے یہی مسئلہ آپ نے نعمان سے پوچھا تھا کہ آنکھ ناک کان زبان رکھتا ہے۔ ہنسکر کہنے لگا ہان یہ سب رکھتا ہون۔ فرمایا اُنسے کیا کام لیتا ہے۔ کہا آنکھ سے دیکھتا ہون کان سے سنتا ہون منھ سے بات کرتا ہون۔ فرمایا دل بھی رکھتا ہے۔ بہت ہنسا مسجد کوفہ مین درس دے رہا تھا حضار ع سنتے ہی قہقہے اُڑانے لگے۔ فرمایا دل سے کیا کام لیتا ہے۔ اُسنے کہا دل حاکم ہے بدن کا تمام جسمانی قضایا کا فیصلہ کرتا ہے۔ فرمایا خدا نے ایک متنفس کو بھی بغیر حاکم کے سر خود نہین چھوڑا پھر کیا قیاس ہے تیرا کہ جناب حبیب کبریا اپنی تمام امت کو بغیر امام عادل کے مقرر کیے ہوے سراسیمہ چھوڑ کر دنیا سے چلے گئے۔ یہ سنتے ہی حیرت کا مہتاب اُسکے منھ پر چھوٹ گیا۔ گھبرا کر کہنے لگا کیا تم ہشام ہو۔ آپ نے کچھ حیلہ کر کے ٹالدیا وہان سے اُٹھ کھڑے ہوے اور وہ جلسہ منتشر ہو گیا۔

اب تلک تھے ہمارے یہ منظر — اہل عرفان کے زیب چشم و نظر

اب کوہ و صحرا پر نظر ڈالیے قدرت الٰہیہ کو دیکھیے کہین چٹیل میدان ریگستان سنسان بیابان نہ شجر نہ حجر نہ حیوان نہ کہین پانی کا نشان۔

غول کی شکل مین اُٹھتے ہین بگولے ہر سو — آدمی زاد کی کوسون تلک آتی نہین بو

کہین آتش فشان پہاڑون کا طولانی سلسلہ لیلائے بلاکی پُر آشوب زلفون کا پیچ و خم دکھلا رہا ہے جسکے حلقون کے آئینہ مین تسلسل محال کا چہرہ نظر آ رہا ہے آگ کے شعلے بھڑک رہے ہین غضب کی لو چل رہی ہے گویا دنیا کا جہنم یہی ہے عجب نہین ہے کہ برہوت اسیکا نام ہو جو عالم برزخ مین ظالمان کفار و اشرار فجار دشمنان دین کا مسکن ارواح العیاذ باللہ من ذلک بد ترین عذاب و عقاب الٰہی و قہر خدا سے مملو ہے۔ عرب کے پہاڑ خاکی ہین آبی نہین طائف کا خطہ سبزہ زار ہے جہان سے ترکاریان انار و غیرہ مکہ معظمہ مین آتا ہے۔ ؎

آہ موسیٰ بن حضرت جعفرؑ — قید ہارون مین تھے جب مضطر
سخت سفاک تھا وہ عباسی — اور زوجہ زبیدہ تھی اُس کی
خواب دیکھا یہ زبیدہ نے — متمتع ہے اک جہان اُس سے
کھلگئی آنکھ بیقرار اٹھی — اور لونڈی سے اپنی کہنے لگی

جو نبی زادے قید ہین اس جا | اُن سے تعبیر جلد پوچھ کہ آ بتا
مگر اُن سے نہ لینا نام مرا | وہ گئی اور اپنا خواب کہا
جھوٹ مت بول اُس نے فرمایا | تیری بی بی نے خواب ہے دیکھا
اُس نے کہا ایک نہر کھدوا دے | کہ ترا فیض یادگار رہے

نہ جانے کیا نتیجہ نکلیگی پہاڑون کا جگر کھود کر کس حکمت سے حکومت نے پر فضا نہر نکالی ہی دامن عرفات مین سرکشادہ ہو کر جہان ایک قطرہ پانی کا کبھی میسر نہ تھا لاکھون حجاج و زوار کو سیراب کر رہی ہے وہان سے میدان صفا و مروہ مین سعی کرتی ہوئی بازار مکہ مین ظاہر ہو کر

جلوۂ قدرت خدا بنکر | نہین معلوم پھر گئی وہ کدھر

ایران کے پہاڑ آئی ہین ذیقعدہ سنہ تیرہ سو تینتالیس ۱۳۴۳ھ ہجری مین کاظمین شریفین سے چلکر معصومۂ قم علیہا الرحمۃ اور طہران کے متصل شہزادگان حسنی و حسینی و موسوی کی زیارت کرتے ہوئے مشہد مقدس آ کر زیارت غریب الغربا شاہ خراسان علی بن موسے الرضا علیہما التحیۃ و الثنا سے جب ہم مشرف ہوئے ہین ماشاء اللہ بہار کا موسم تھا جا بجا راہ مین پہاڑون سے پانی نکل رہا تھا ہر طرف نہرین جاری

ملک شاداب آدمی خوش گل | حسن ایمان زیب ہر منزل
پر فضا اعتدال لیل و نہار | طرب افزا ہوائے باغ و بہار
نہ کہین دزد و راہزن کا خطر | شب کو جنگل مین سو رہو ڈٹ کر

سُنا گیا ہے کہ جہان آبشار ہین وہان کے قدرتی دلکشا مناظر یادگار عجائب روزگار ہین۔ گرد حلقہ پہاڑون کا بیچ مین وسیع میدان کھلا ہوا ہے

سیل بالائے کوہ سے آ کر | گرتی ہے ایک پانی کی چادر

صبح کے وقت اُس پر سورج کی کرنون کا گرنا عجیب نیرنگ دکھلاتا ہی قوس قزح کا منظر نظر آتا ہے نئی روشنی حیرت کی زبان سے کہتی ہی واعجباہ سائنس بدلگیا صبح کے آئینہ مین عصر کا چہرہ صاف نظر آ رہا ہی۔ ایک حدیث نبوی مین آیا ہے اول ما خلق اللہ نوری دوسری حدیث مین ہی اول ما خلق اللہ العقل جمع بین الحدیثین کہتا ہی کہ دونون حجت خدا اراہ نما ہین۔ عقل سلیم نے ہر چند سمجھایا کہ فقط ذات کبریا واجب الوجود اور قدیم بالذات علت فاعلی ہے بت پرستی نہ کرو مادہ کو قدیم نہ کہو مشرک نہ بنو

شرک سے ہو گیا جہان مملو | کفر و الحاد بڑھ گیا ہر سو

نبی کریم نے توحید حق کا موعظہ فرمایا انذار کیا قریش پر طیش جانی دشمن بنگئے ہجرۃ کرنا پڑا۔

سخت مشکل تھی غار کی منزل
تھے محاصر لعین سنگین دل

سانپ کا یار غار کو ڈسنا
زہر یاں محک پہ تھا کسنا

معجزت حق کا دیکھیے اعجاز
جسپہ اسلام کو ہے فخر و ناز

کہ لعاب دہان شاہ حجاز
بنگیا گویا سرمۂ آواز

جاکے شیطان نے ناریوں سے کہا
کہ اسی غار میں ہیں نور خدا

دیکھتے کیا ہیں آنکے کفار
خانۂ عنکبوت ہے درِ غار

اور کبوتر بھی جھاڑیوں سے اُڑے
تخم تھے اُنکے آشیاں میں دھرے

رجعت قہقری کی یہ کہکر
اے خرف ہے خیال تیرا بچر

ہاتھ مل کے اُس لعین نے کہا
ہائے یہ وسوسہ بھی چل نہ سکا

اب یہ علی کی دیکھیے تحریر
کہ جناب امیرِ خیبر گیر

کرتے تھے روز فکر آب و غذا
تین اشتر اور ایک راہ نما

لاکے حاضر کیے بفضل خدا
سوئے یثرب گئے شہ بطحا

نصرت کبریا جلو میں لیے
سالماً داخل مدینہ ہوئے

اعدائے دین جو منکر ہیں وجود خدا کے اُنسے کوئی پوچھے کہ غیبی مدد کس نے کی غار میں کس نے بچایا مدینۂ منورہ کس نے پہونچایا حق یہی ہے کہ یہ سب قدرت الٰہیہ نصرت کبریا کا جلوہ تھا جناب امیر علیہ السلام بھی دُیون نبویہ ادا کرنیکے بعد عورتوں اور ضعیفوں کو ہمراہ لیکر مدینہ طیبہ پہونچے۔

یہ نبی و علی کا تھا اقبال
اور خداداد اُن کا جاہ و جلال

روز افزوں ترقیاں پاکر
بڑھ گیا دین حق کا کرّ و فرّ

شکر خالق ہو کس زباں سے ادا
جسکی قدرت سے دین حق چمکا

میرے معبود قادر و قیوم
بہر اعزاز چار دہ معصوم

جیسے اپنے حبیب کی مشکل
تو نے حل کر دی اے شہ عادل

یوہیں آنکھوں کو میری دے تو شفا
عفو فرما ہر ایک میری خطا

آستان نبی و زہرا کی
چار امام اور امیر حمزہ کی

ہر زیارت سے اب مشرف کر
دل میں ارمان ہیں اے مرے داور

قبر سے جب اُٹھون مین روز نشور | اور میدان حشر مین ہو مرورد
سب کہین خلق اول و آخر | چہاردہ معصوم کا ہے یہ تبرا کم

ہجرت کر جانے پر بھی طیش قریش فرو نہوا تعاقب کیا مگر دیکھیے نصرت الٰہیہ کی تلوار بدر مین کیسی چلی آسمانی مدد پہونچی ابو جہل شقی واصل جہنم ہوا کفار اکثر فی النار باقی لقمہ دہان فرار ہوے۔ پھر کینہ مشرکین جوش مین آیا معرکۂ اُحُد گرم ہوا مسلمان کچھ شہید ہوگئے کچھ اپنے نبی کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے اسد اللہ الغالب نے کلاب عرب کو نبی پر حملہ کرنے سے روکا بار بار مار کر ہٹا یا لواے محمدی کو استوار کیا سپر مین پانی لا کر منھ ہاتھ دھلایا تلوار آپ کی ٹوٹ گئی تھی ذوالفقار چرخ سے اُتری۔ مدح کی سہانی آواز باعجاز قدرت کی زبان سے آرہی تھی حسان نے جسکی تصویر کھینچی ہے

جبریل نادی معلنا والنقع لیس ینجلی | لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی

پھر خندق کے مورچہ پر فضل خدا کافی ہوا مسلمان کم تھے سلمان کی راے سے خندق کھود گیا عمر بن عبدود جب مبارز طلب ہوا ہی دل تھرانے لگے رسول خدا نے کئی بار من لھذا الکلب فرمایا مگر جناب امیر کے سوا یاروں کو یارا ئے جواب تھا کرار غیر فرار نے مکرر یہی عرض کیا انا ابارزہ یا رسول اللہ۔ آخر اس ہیبت سے جوش وغا مین چلے۔ ؎

کہ عمامہ نبی کا زینت سر | قبضۂ ذوالفقار زیب کمر
اب حدیث صحیح سنیے یاد | ہے رسول خدا کا یہ ارشاد

برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ

کل ایمان مقابلہ کو چلا | طرف کل شرک واعجبا
اہل ایمان کے دل کو ہے حیرت | کل ایمان کی ہو جو قوت
اُسکے ایمان مین کر رہے ہین کلام | دشمن حق عوام کالانعام
ہے دعاے نبی یمین و شمال | آگے آگے جلو مین ہے اقبال
سر پہ سایہ کیے ہماے ظفر | پشت پر نصرت خدا کی سپر
پیادہ پا رزمگاہ مین پہونچے | بفصاحت رجز یہ پڑھنے لگے
مین نبی کا ہون ایک عبد عبید | اور حبیب خدا کا کلب وصید
ہے علی میرا نام نام خدا | ابن عم نے ہے بو تراب کہا
پسر حضرت ابو طالب | افتخار قبیلۂ غالب

سُنکے یہ وہ لعین کہنے لگا | کہ مرے دوست کا ہے تو لڑکا
شرم آتی ہے قتل کرتے ہوے | پیدل آیا ہے لڑنے کو مجھ سے
سُنکے یہ مسکت جواب قابل نا نہ | گُہر افشان ہوے لب اعجاز
چڑھ کے گھوڑے پہ بُزدل آتے ہین | جو کڑی کھا کے بھاگ جاتے ہین
شرم آتی ہی تجھ کو تجھ سا جوان | ذلت کفر مین ہو قتل یہان
ہین فقط تین کو چھانٹے کہ یہ | ورنہ ہے ذوالفقار میری تیز
تھام کر اُس نے پردۂ کعبہ | تھا دلیرانہ دل سے عہد کیا
گر کریگا حریف تین سوال | ایک کو مان لونگا مین فی الحال
حجت کبریا نے اُس سے کہا | توڑ تو نا رشرک ایمان لا
جاب کر ہونٹ بولا وہ جاہل | وضعداری کا ترک ہے مشکل
عمر بھر تو بتون کو سجدہ کرون | آج انھین چھوڑ کر مسلمان ہون

فرمایا کوئی عداوت سابقہ مسلمانون سے تجھ کو نہین ہی ابوسفیان بہکا کرے آیا ہے۔ س

مفت مین اپنی جان کھوتا ہے | یان سے جا کیون ذلیل ہوتا ہے

اُس نے کہا یا علی یہ کبھی نہو گا اسلیے کہ ہمیشہ زنان عرب محفل عروسی مین رجز خوانیان کرینگی۔

کہ علی کے مقابلہ کو گیا | بزدلہ عمرو ڈر کے بھاگ آیا

فرمایا تو پھر گھوڑے سے اُتر تلوار کھینچ مجھ سے لڑ اُسنے اول گھوڑے کو پے کیا پھر۔ س

مثل سیماب بیقرار بنا | جنگ کے پیرے بدلنے لگا

بلا کا پھکیت تھا اپنا وار کرکے فورًا پچھلے پاؤن اُڑ جاتا تھا شیر کی زد پر نہ آتا تھا آپ نے اُسکے وار کو رد کیا سپر مین اُلجھ کر اُسکی تلوار سر اطہر تک پہنچی دیر لگی۔

رجعت قہقری وہ کر نہ سکا | ہاتھ پلٹ کا آپ نے مارا
کٹ گئی اُسکی ران جب گرا کر | گر پڑا دھڑ سے خاک پر خود سر
پیچ اپنے عمامہ کا کسکر | اُسکا سر کاٹا چڑھ کے سینہ پر
نعرۂ حیدری بلند کیا | ہلگیا دشت شیر نر کو سنا
نجس العین کا لعین کا سر | لا کے ڈالا نبی کے قدمون پر

اُسکی زرہ اور لباس و اسلحہ کیطرف اعتنا نہ کیا ہین اُسکی تب اپنے بھائی کی لاش پر آئی تو

اُس نے شکر کا نوحہ پڑھا کہ اسکا قاتل کفو کریم اور غیور تھا جسنے اسکو نامور جانکر بیٹہا اور ذلیل نہین کیا لباس نہین لوٹا آہ آہ اب مین فریاد کرتا ہون اے غیرت مند آقا آئیے کربلا مین اور اپنے مظلوم بیکس شہید کی حالت دیکھیے ہاے کسی ظالم نے زرہ کسی نے عبا اُتار لی کسی نے تیغ و سپر اٹھالی کسی نے انگوٹھی کے لیے انگشت اطہر شہید کر ڈالی۔ ؎

ملبوس کہن لے گئے سب لوٹنے والے — پر تیر بدن سے تو کسی نے نہ نکالے

اُحد مین بہن امیر حمزہ کی جب اپنے بھائی کی لاش پر رونے کو آئی ہین رسول خدا نے چادر لاش پر اُڑھادی پاؤن کھلے رہ گئے تھے گیا صحرا سے گھاس ڈالدی کہ بھائی کے جگر کو پارہ پارہ دیکھکر وہ مضطر بیقرار نہون اور تسلی و تشفی دے کر انکو رزمگاہ سے رخصت فرمایا۔
یا رسول اللہ آئیے کربلا مین اور اپنے پارہ جگر حسین مظلوم کی لاش بے سر کو خاک و خون مین غلطان دیکھکر جناب زینب کی دلدہی فرمائیے۔ وہ مظلومہ اپنے مان جائے کی لاش پر پچھاڑین کھا رہی ہین اور اشقیا بہ ظلم و ستم رونے سے اُنکو منع کرتے ہین۔ سکینہ لاش پدر سے لپٹی ہوئی رو کر فریاد کرتی ہین کہ ظالمون نے طمانچے ہم کو مارے گوشوارے بظلم چھین لیے پیاس کی شدت سے دل کباب ہوگیا۔ اُسوقت گلوے بریدہ سے باعجاز یہ آواز آرہی تھی۔

شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی — وان سمعتم بغریب او شہید فاندبونی

اے شیعہ میرے اگر آب خوشگوار پینا تو ہماری پیاس کو بھی یاد کرنا۔ ہاے وہ کیسی پیاس تھی جسکو یاد کرکے رونے مین ایک لاکھ حسنات کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

لیتکم فی یوم عاشورا جمیعا تنظرونی — کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحمونی

کاش تم سب کے سب موجود ہوتے اور دیکھتے کہ مین نے اپنے بچہ کیلیے پانی مانگا اور ظالمون نے رحم نہ کیا واقلہ ناصراہ یہ کلام معصوم عجب حسرت سے ملو ہے چہ مہینہ کے شیر خوار تشنہ جگر بچہ کا تیر ظلم سے نحر کیا جانا شیعون کے مجروح قلب و جگر سے پوچھیے آہ آہ۔ ؎

حلق صغر با زبے تشنہ سینہ زہرا چھیدا — رن کہا جنت کہا اللہ رے بلہ تیر کا

انا السبط الذی من غیر جرم قتلونی — و بجرد الخیل بعد القتل عمدا سحقونی

مین وہ فرزند رسول ہون جسکو بے خطا ظالمون نے ذبح کرڈالا اور پامال سم اسپان کیا۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الہدیۃ الثالثۃ

اعوذ باللہ السمیع العلی العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدک یا من ھو الھنا و الہ العالمین باری الخلائق اجمعین لیتنا و ولی الکونین ربنا ورب المشرقین لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین ایاک نعبد وایاک نستعین رب ارحم علی وعلی والدی واخوانی المؤمنات واخوانی المؤمنین۔ ؎

اکشف عینی عن نزول الماء وادفع عنی بلاء کل داء

ونصلی علی حبیبک ورسولک سید الانبیاء والمرسلین محمد وعترتہ المیامین الطاہرین المعصومین۔ قادۃ الغر المحجلین الی علیین۔ ونبرئ عن اعدائک واعدائھم وغاصبی حقھم اجمعین۔ وبعد فقال سبحانہ عز شانہ فی کتابہ المتین وھو اصدق الصادقین وکل شیء احصیناہ فی امام مبین۔ یعنے ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر دیا ہے امام مبین مین۔ ؎

متفکر تھے چشم اور ابرو متحیر تھے ملتفت ہر سو

ایک نے گھبرا کر پوچھا توریت مراد ہے۔ دوسرے نے انجیل کا گمان کیا۔ سرور عالم نے سب کے جواب مین کلمہ لا ارشاد فرمایا۔ ؎

اتنے مین حسن اتفاق سے وہان جلوہ فرما ہوئے شہ مردان

حبیب کبریا نے بہ تبسم فرمایا ھذا امام مبین۔ ؎

یہ امام مبین ہے اس کو دیکھ لو اور خوب یاد رکھو

یہ کلام معجز نظام خبر دے رہا ہے کہ نزع مین بھی اسی امام مبین کو دیکھوگے مظہر العجائب خود فرماتے ہین

یاحار ھمدان لو یمت یرنی من مومن او منافق قبلا

دیکھئے غور سے حکیما نہ کہہ رہی ہے یہ عقل فرزانہ

ہے کوئی واجب الوجود ضرور جس سے ہے ممکنات کا یہ ظہور

علت ممکنات ممکن ہو ممتنع جانتی ہے عقل اسکو

ورنہ ترجیح بے مرجح کے لازم آتی ہے فکر کیجے

سنیے برہان اسکی ہے شاہد علت فاعلیہ ہے واحد

کم سے کم ورنہ دو اگر ہم لین — مل کے ایجاد خلق دونون کرین
ہونکے محتاج ایک دوسرے کا — کوئی واجب ہی دونون نہ رہا
ایک ایجاد کا ہو گر بانی — اور معطل بفرض ہو ثانی
ہے یہی اپنا مدعا ثابت — وحدہ لا شریک ہے واجب
اور ہے واجب الوجود قدیم — یہ بھی ہے مقتضائے عقل سلیم
ورنہ حادث کہین ہم اسکو اگر — داخل ممکنات وہ ہو کر
ہوگا محتاج پھر سوئے علت — لازم آئے گا قلب ماہیت
اُسکی ہے ذات پاک عادل بھی — کیونکہ ہے حسن و قبح شئے عقلی
قبح سے ظلم و شر کے ہے وہ جدا — عدل ہے عین ذات پاک اُسکا

وقال الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہین - اللہ کے معنے معبود کے ہین اُسنے اپنے عباد کو اسلیے بنایا کہ دنیا مین اُسکی عبادت کرین آخرت مین بے بہا صلہ پائین - اور باقتضاے عدل شرط تکلیف یہی تھی کہ اُسنے اپنے خلفا انبیا اور ائمہ ہدے پیدا کیے کہ آداب بندگی بندون کو سکھا کر صلہ کا مستحق بنا کر عابدین صالحین کو اپنے ہمراہ بہشت مین لیجائین - ؎

خلفائے خدا ہین سب ممتاز — اسپہ شاہد ہے عصمت و اعجاز
ان کے نُوّاب عام ہین علما — مفتیان شریعت غرّا
دیگئی تھی فرشتون کو یہ خبر — کہ خلیفہ زمین کے اوپر
ہم بنائین گے اور وہ ہوگا — مظہر خاص حق کی قدرت کا

خلافت کے مقصدون کی گتھیان جو ظہور زمان رجعت تک کبھی نہ سلجھینگی کیا لوح محفوظ کے آئینہ مین جلوہ گر نہ تھین؟ یا قوم نسناس نے جو فتنہ و فساد روے زمین پر کیا اُسکو بھول گئے تھے خلیفہ کا نام سنتے ہی فرشتون نے گھبرا کر عرض کیا پروردگار کیا اُسکو پیدا کریگا جو زمین پر فساد و خونریزیان کرے حالانکہ ہم تحمید و تقدیس کرتے ہین - حکم ہوا کہ جو ہم جانتے ہین وہ تم نہین جانتے

دیکھیے مجمل کلام خدا — کہہ رہا ہے یہ اور ہین خلفا
مظہر شان عصمت و اعجاز — قدرت عالمگیر کا یہ ناز
آیت اللہ اور حجت حق — صُحف علم کبریا کے ورق
ان کے اعدا رجس ہین بانی شر — صنف آخر ہین اور فتنہ گر

المختصر زمین سے مٹی لیگئی اور خمیر کی گئی ۔ ؎

سبح و راحت کا اُس پہ مینہ برسا | اُس سے قالب ابوالبشر کا بنا

بقدرت الٰہی روح آتے ہی اُٹھ بیٹھے چھینک آئی الحمد للہ کہا زبان قدرت سے جواب آیا یرحمک اللہ۔

ہے اُدھر رحمت خدا کا راز | کلمۂ شکر کا ادھر ہے نیاز
کیا ہی پُر لطف ہے یہ راز و نیاز | دین اسلام کو ہے جس پہ ناز

حکم ہے شرع پاک کا جسکو چھینک آئے وہ کہے الحمد للہ سننے والا کہے یرحمک اللہ تشمیت اسکا نام ہے

معتمد میرے اک کرم فرما | زائر حضرت غریب الرضا
دے رہے ہیں وہ اس عمل کی خبر | مشہد پاک وہ رہے جا کر
اک مقدس دہان یہ کہتے تھے | چھینک آئے تو اس عمل کو کرے
پھیر کر ہاتھ چہرے پر اپنے | سورۂ حمد ایک بار پڑھے
ہے مجرب کہ سر تا بہ گلو | خاص کوئی مرض نہو اُس کو

ملائکہ پہلے سے مامور تھے سجدۂ تعظیمی فوراً بجا لائے۔ ابلیس نشۂ حسد و غرور میں مخمور تھا اسنے سجدہ نہ کیا

پڑ گئے گردن میں طوق لعنت کا | باغ جنت سے وہ نکالا گیا

جناب آدم و حوا کو حکم تھا لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین۔ اس شجرۂ منہیہ کے قریب جانا بلکہ بحکم اَدلّو یّہ نہ اسکا میوہ کھانا تاکہ تم دونوں ظالم ہو جاؤ۔

دیکھیے تفسیر صافی۔ ابلیس اپنے دوست سانپ کے پیٹ میں بیٹھکر چھپکر بہشت میں گیا۔ جناب آدم علیہ السلام جانتے تھے کہ شیطان علیہ اللعن بہشت سے نکالدیا گیا خالی الذہن اور اسکے مکر سے غافل ہوکر دھوکے میں آگئے یہی سمجھے کہ سانپ کلام کر رہا ہے حالانکہ اسکے پیٹ میں دشمن چھپا ہوا تھا قسم کھا کر اسنے کہا میں تمکو دوستانہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس درخت کا میوہ کھا کر دائمی اعزاز پاکر ہمیشہ جنت میں رہوگے۔

فازلہما الشیطان عنہا دوسری قرات میں ازال آیا ہے اُس لعین نے بہشت سے نکالنے کی تدبیر کی شجرۂ منہیہ کا میوہ کھا کر دونکا جو انجام ہوا۔ ؎

یادگار جہان ہے افسانہ | معترض گر کہے جسے بیگانہ

کہ بے شبہ ظالم ہو گئے جسکا خود اقرار بھی کیا ربّ انی ظلمت نفسی اور جو شخص ظلم کرے۔ وہ امامت عامہ کا مستحق کب ہے حق تعالیٰ نے لا ینال عہدی الظالمین قرآن مبین میں فرمایا ہے۔ فاغفرلی خطیئتی

بھی کہا ضرور خطا ہوئی اور خطا منافی ہے عصمت کی روح القدس نے خطا کیون ہونے دی۔

جواب اسکا یہہ ہے کہ لاینال جہان فرمایا ہے وہان مراد ظلم سے شرک ہے حق تعالیٰ حکایت لقمان مین ارشاد فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم۔ شرک یقیناً نبوت کا منافی ہے اور کوئی فرقہ جناب آدم کو مشرک نہین بتلاتا جس سے اُنکی نبوت پر دھبہ لگے اور ظلمت نفسی جو اُنھون نے کہا یہ معنے اسکے ہرگز نہین ہوسکتے کہ اُن جناب نے شرک باللہ کیا۔ اور فتکونا من الظالمین شرطیہ طور پر ہے کہ اگر شجر کے قریب گئے میوہ کھایا تو ظالم ہوجاؤ گے۔ یہان ظلم کے معنے عام ہین وضع الشئے فے غیر محلہ یعنے بے موقع بے محل کام کرنا ترک اولیٰ پر بھی یہ معنے صادق آتے ہین کہ خلاف شان امر اولیٰ کو ترک کیا مخصوص خطا کار ہونے کے معنے نہین ہین روح القدس کو جسکو منع کرنیکی ضرورت ہو سہو و نسیان بھی یہان نتھا بلکہ غفلت جو سہو و نسیان سے عام اور بالاتر ہے وہ یقیناً ترک اولیٰ کا باعث ہوئی یقین تھا کہ دشمن ہمارا یہان سے نکالدیا گیا غافل ہوکر دھوکا کھا گئے یہہ ہی خیال تھا کہ سانپ باتین کر رہا ہے غفلت مین ترک اولے ان سے واقع ہوا قرآن ظاہر یہ ظواہر آیات سے لیکر جسکو خطا سے تعبیر کرتا ہے فاین ھذا من ذلک۔ خوب یاد رکھیے صفحۂ دل پر اسکو لکھ لیجیے حسنات الابرار سیات المقربین۔ نبی کی شان یہہ ہی تھی ترک اولیٰ پر رو کر معافی مانگی انکسار ارضی خدا کو پسند آیا عفو کے رومال سے اشک ندامت پاک کیے گئے شیطان مردود سے سجدہ نہ کرنے کا مواخذہ کیا گیا۔ ؎

رب اغویتنی شقی نے کہا	دیکھیے یہان قیاس اس نے کیا
کلک قدرت کے دونون نقش و نگار	یہ اگر خاک ہین تو مین ہون نار
خاک ادنےٰ ہے نار ہے اعلےٰ	سجدہ کسطرح مین انھین کرتا

حسن و قبیح اشیا کے مسئلہ پر حکیمانہ نظر ڈالکر عادلانہ تدبر فرمایئے خلفائے خدا اُمنائے خدا یقیناً معصوم عن الخطا ہین۔ معاذ اللہ صدور کبائر[1] اگر انسے ہو تو انکی ہدایت کیلیے اتالیق الخلفا مامور کیا جائے اُسمین بھی یہی کلام ہو تسلسل محال لازم آئے۔ العیاذ باللہ من ذلک قبیح تر محال عقلی یہہ ہی ریاست عامہ کی عنان غیر معصوم کے ہاتھ مین دیکر حقتعالےٰ حکیم و علیم عادل نہین ہوسکتا بُرہان عقلی زنجیر پا ہی اسلیے کہ اگر

---

[1] صدور کبائر من الانبیا والائمہ عقلاً محال ہے اسلیے کہ امر بالمعروف کام ہے نبی کا آمریت کو عصمت لازم ہے ورنہ امر کا فرد دوسرے پر نہ پڑیگا پس اگر نبی آمر خطا کار ہو تو شرور کوئی دوسرا شخص اس نبی کا آمر ادر یہ نبی مامور ہوگا پس یہ نبی مجمع آمریت اور مامورئیت کا بنگیا۔ اور مامورئیت کا لازم عدم عصمت ہے عصمت اور عدم عصمت اجتماع نقیضین کا ہوگیا ۱۲

وہ جانتا ہی کہ صدور خطا ان سے ہوگا تو اُسنے انکو رئیس بنا کر اپنے بندونکو گمراہی مین ڈالا یہ ظلم حکیم کی شان کے خلاف ہے حکیم عادل نہ رہا۔ اور اگر نہین جانتا تھا کہ آیندہ قصور ان سے ہوگا تو علیم نہ رہا۔

اور اگر یہ وثوق رکھتا تھا | کہ نہ ہوگا کبھی صدور خطا

اور سوء اتفاق سے صدور کبائر ہوگیا تو علم اُسکا جہل سے بدلا یہ محال ہے۔ بہرحال یہ تینون صور قبیحہ ممتنع بالذات ہین حتما وجزما ساحۃ جلال کبریا قبح ظلم وجہل سے پاک ہے غیر معصوم کو وہ کبھی اپنا خلیفہ نہین کر سکتا خوب جانتا ہی کہ لوح محفوظ کا ناظر مصداق ما ینطق عن الہوی کبھی ہماری مشیت کے خلاف نہ کریگا تب عصمت و اعجاز کا خلعت جو دو پارچہ کا کرامت فرما کر اُسکو خلیفۃ اللہ فی الارض بناتا ہی۔ اور وہ مستجاب الدعا معجز نما حاکم شش جہت ناظم ریاست من جانب اللہ مالک ومختار ہے ہر شے پر اُسکا اختیار ہے ہوا اسکی ہوادار ہی۔ تخت حکومت زیب دوش صبا۔ اُس پہ پرندون کے پرون کا شامیانہ کھنچا ہوا۔

اگر اعجاز اپنا دکھلائے | بحر مواج پر عصا مارے
ابھی ہو جائے خشک بحر تر | اُسکی امت کرے عبور اُس پر
حکم ہوتے ہی پھر بہے دریا | اُسکا دشمن ہو غرق موج فنا
علم تاریخ سے اگر پوچھو | ان کے افسانے سُن کے حیرت ہو
ہین یہ لطف خدا کے سب منظر | بھیجتا ہے خدا سلام ان پر

خلیفۃ اللہ نے ایک اشارہ انگشت شہادت سے کیا چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک نے پب سما دوسرا زینت عبر الکفار نے نظار نے عرض کیا دونون پھر ملجائین دعا فرمائی دونون ملگئے۔ سہ

من تو شدم تو من شدی جاتا رہا نقص دوئی | پھر دونون ہم تم ملگئے من تن شدم تو جان شدی

آفتاب چھپنے کو جا رہا ہی حکم دیا پلٹ آیا نماز عصر پڑھی غروب ہوگیا۔

مہ وخورشید دو تا شاہد عدل آمدہ اند | رجعتش ہر علی شق شدنش بہر نبی

خلیفۃ اللہ شیرخوار ہی گہوارہ رحمت مین انگوٹھا چوس رہا ہے اژدہا آگیا کچھ خوف نہ کیا ید اللہ نے دونون ہاتھ سے پکڑ کر کلہ اژدہا چاک کر ڈالا۔ خلیفۃ اللہ کا انتخاب اللہ کے قبضۂ قدرت مین ہی اسلیے کہ خلافت کا دارومدار ہی عصمت و اعجاز پر اور وہ ایک ملکۂ راسخہ فی النفس ہے جسکو علام الغیوب کے سوا کوئی نہین جان سکتا وہی اس عہدۂ جلیلہ کا سزاوار جسکو پاتا ہی نبی و امام مقرر فرماتا ہی کسی بندہ کا اختیار نہین۔

| کہ نبی دا امام بن بیٹھے | یا کسی کا وہ انتخاب کرے |

یہ مغالطہ غلط ہے کہ اقامت حدود واجب ہے اور وہ موقوف ہے وجود امام پر پس واجب ہے مکلفین پر کہ امام کا انتخاب کرلین یہ خیال دو وجہ سے غلط ہے ۔
اول یہ کہ واجب کا مقدمہ واجب ہو یہ لازم نہین ہے بلکہ حرام مقدمہ واجب کا ہو سکتا ہے جیسے رہزنی کی نیت سے جانا اور وہان جاکر حج کرنا ۔ دوسرے حقتعالے حکیم مطلق صانع برحق ہے اُسنے اپنی حکمت کاملہ سے کل مخلوقات اور موجودات ممکنات کا قدرتی طور پر بطرز کلی ایجاد عالم کا عام اندازہ کرلیا ہے جسمین کبھی کسی نہج کا تغیر نہین ہو سکتا نظام عالم کا سلسلہ برابر ایک وش پر ہمیشہ چلا آتا ہے اُسمین فرق نہین پڑتا ۔ یہ ہی دلیل ہے واجب الوجود کے وجود پر جناب خلیل نے نمرود سے فرمایا میرا خدا مشرق سے ہر روز آفتاب کو نکالتا ہے تو مغرب سے نکال دے فبہت الذی کفر سلف سے یہ ہی معمول رہا ہے جہان ارتحال انبیا قریب آیا اپنا ولی عہد بحکم خدا مقرر کردیا ہمارے نبی کریم نے بھی یہ ہی کیا معمول انبیا کے برخلاف سلف کے علے الرغم کسطرح کرتے ۔

ہے سزاوار شکر وہ معبود | جس نے ہم کو عطا کیا ہے وجود
کہ رہین مشتغل عبادت مین | بندے ہین بندگی بجا لائین
اور ہماری ہدایتون کے لیے | خلفا اپنے اُس نے خلق کیے
ہو درود و سلام اُن سب پر | دین کے پیشوا ہین اور رہبر
ہین رسول خدا خدا کے وزیر | اور علی فخر انبیا کے وزیر
دیکھین اب مؤمنین پاک گہر | ماجراے غدیر کا منظر
ابن حنبل نے بھی ہے اسکو لکھا | ہین مناقب مین وہ قلم فرسا
ہم کو اصل خبر ہے مد نظر | جسکی قرآن دے رہا ہے خبر
آخری حج سے سید والا | جب ہوے ہین مراجعت فرما
قافلہ جب غدیر مین پہونچا | آیہ یا ایہا الرسول آیا
حکم فوری تھا واجب الاذعان | صاف یہ کہہ رہی تھی جسکی شان
تم پہ نازل کیا گیا ہے جو | جانب حق سے اُسکو پہونچا دو
اور اگر حکم یہ نہ پہونچایا | نہ کیا کام کچھ رسالت کا
ہے تردد منافقون سے اگر | تو نگہبان ہے خالق اکبر

قلب اطہر مین تھا خیال اس کا
حکم فوری مگر جو ہین دیکھا
بن گئے پاک وصاف دشت ودر
زیب منبر ہوے سرورالا
کیا مین اولیٰ نہین ہون تم سب سے
آپ اولیٰ ہین اے سرور عالی
اپنے بازو کے تھام کر بازو
کہ ولیعہد میرے ہین یہ علیؑ
مین ہون جسطرح والی واولےٰ
ان سے بیعت خلوص دل سے کرو
سب سے اول جناب دوّم نے
کہ مبارک ہو یا علیؑ ولی
میرے بھی اور ہر اک مومن کے
لاے روح الامین یہ تہنیت
تھا یہ انعام شکر کے قابل
مگر افسوس کافر نعمت
غور سے سورۂ معارج کا
آکے نعمان فہری نے یہ کہا
وحدہٗ لاشریک حق کو کہو
ہم نے ہر امر کو قبول کیا
اپنے بھائی کو اب کیا ہے وزیر
ہے یہ حکم آپ کا سرور والا
یہ جواب آپ نے دیا سُن کے
کبھی کوئی نہین ہے حکم دیا
سُنتے ہی یہ بھڑک اُٹھا ناری

ہو مدینہ مین امتثال اس کا
طاعۃً لہمہ کے امتثال کیا
اور کجاوون کا بچھ گیا منبر
خطبہ پڑھکر خطاب سب سے کیا
دست بستہ وہ عرض کرنے لگے
ہم غلامون کے مالک و والی
سب سے بالا کیا کہا ہر سو
مثل میرے تمھارے ہین والی
یوہین اولیٰ علی ہین اور مولا
انکو اپنا امیر سب جانو
بڑھ کے بیعت کی اور کہنے لگے
یہ خلافت کا عہدۂ عالی
بارک اللہ تم امیر ہوے
دین کامل اتم ہوئی نعمت
حق نے بخشا امام حق عادل
کیا ہی ناقدردان ہے یہ امت
دیکھیے صدر آیۂ اولٰے
آپنے پہلے تو یہ حکم دیا
اور رسول خدا ہمجے جانو
سب اصول و فروع کو مانا
کہ ہون مالک ہمارے اور امیر
یا خدا نے ہے اس کا حکم دیا
آجتک اپنی راے سے مین نے
وہ ہی کہتا ہون جو ہی حکم خدا
اور کہا اس نے ایزد باری

تونے ان کو اگر امیر کہا ... ابھی نازل ہو ہم پہ قہر ترا
کہہ کے یہ طیش مین پھر اوہ شقی ... ابھی تھوڑی سی راہ طے کی تھی
کہ گرا برق قہر کا پتھر ... ہو گیا چور چور اُسکا سر
صاف شاہد ہے فہری کی تقریر ... کہ علی کو کیا نبی نے وزیر
ورنہ نار حسد مین ہوکے کباب ... کس لیے ہوتا مبتلائے عذاب
قہر حق اُسپہ ہوتا کیون نازل ... جان شیرین کو کھوتا کب جاہل
اسپہ شاہد ہے آیۂ قرآن ... کہ مخالف تھا حق کا جو نعمان
اسلیے قہر کی گری تجلی ... حقیقت کھل گئی خلافت کی
جو ہو منکر غدیر کا عند اللہ ... یونہین مقہور ہوگا اور فی النار

اللہ اکبر ہمارے حضور حبیب کبریا رسول خدا اور اہلبیت علیہم التحیۃ والثنا کس درجہ صابر و شاکر تھے کہ ہمیشہ اس امت جفا کار نے بیحد ظلم اُنپر کیے اور آپ نے کبھی بددعا نہین کی۔ امیر المومنین علیہ السلام کو دفن کرنیکے بعد مدینہ کو چلے گرمی کی فصل تھی رات کو سفر کرتے تھے راہ مین شب عقبہ جو ظلم اہل جفا نے کیا مین اسکے بیان کی جسارت نہین کر سکتا روحانی صدمہ تھا دل پسرا ہو چکا سخت علیل ہو گئے اہلبیت تیماردار مین حاضر تھے۔ ایک رات اپنے اپنے خواب سب نے عرض کیے جنکی تعبیر سنکر مومنین بہت روئین گے۔

امیر المومنین علیہ السلام عرض کرتے ہین یا رسول اللہ مین نے دیکھا کہ مستحکم ذرہ جو مین پہنے ہوے تھا وہ میرے جسم سے گر گئی۔ فرمایا یا علی وہ ذرہ مین ہون ہمیشہ تمھاری حفاظت کرتا رہا اور اب دنیا سے میرا سفر ہے بعد میرے منافقین تم پہ بیحد کرینگے ظلم و جفا اگر تم صبر کرنا ذوالفقار میان سے نہ کھینچنا ورنہ یہ منافق نومسلم کفر کیطرف اُلٹے پاؤن پھر جائینگے۔ اسلام محو ہو جائیگا۔

سیدہ علیہا السلام نے اپنا خواب عرض کیا کہ اے باباجان قرآن کا ورق میرے ہاتھ مین تھا مین اسکی تلاوت کر رہی تھی یکایک وہ غائب ہو گیا۔ فرمایا اے پارۂ جگر وہ مصحف ناطق مین ہون جسکی تلاوت کرتی تھین عنقریب دنیا سے جاتا ہون بعد میرے بڑے مصائب تم پر پڑینگے بے صبر نہو جانا جلد مجھ سے ملوگی۔

دونون شاہزادون علیہما السلام نے کہا ہم نے یہ خواب دیکھا کہ ایک تخت بلند ہوکر جا رہا ہے اور ہم دونون سر برہنہ اسکے نیچے روتے ہوے چلے جاتے ہین۔ فرمایا وہ تخت میرا تابوت ہے جو اس گھر سے اُٹھیگا اور تم ننگے سر روتے ہوے اُسکے ہمراہ جاؤگے۔ یہ فرماکر بہت روئے سب کو پیار کیا چھاتی سے لگایا دلدہی فرمائی معصومہ بہت بیقرار تھین اُنکو اپنے سینے سے لگا کر امر بصبر فرمایا اور ہاتھ اُنکا دست علی کے ہاتھ مین دیکر فرمایا یا علی یہ

میری نور نظر اور اسکے دونوں فرزند میرے پارۂ جگر امانت ہیں خدا کی میں اُسکو تمہارے تفویض کرتا ہوں اور تم سب کو حفظ خدا میں دیتا ہوں۔

آہ آہ مومنین اب یاد کیجیے حضرت مظلوم کربلا روز عاشورا اہل حرم سے بعد شہادت علی اصغر جب آخری رخصت کے لیے خیمہ میں آئے ہیں جناب ام کلثومؑ سے فرمایا اے بہن اب میں مرنے جاتا ہوں تم سے وصیت میری یہ ہے کہ صبر و شکر اختیار کرنا وہ مظلمہ یہ سنکر بہت روئیں حال اہل حرم کا متغیر ہوگیا۔ پھر آپنے زرہ اور عبا رسول خدا کی پہنی عمامہ رسول خدا کا زیب سر فرمایا ذوالفقار کمر میں لگائی نیزہ امیر المومنینؑ کا ہاتھ میں لیا اور فرمایا یا اهل البیت خلیفتی علیکم الله تم سب کو خدا کے حوالے کیا۔ ؎

فخرت الیہ زینب مغشـیة	و محجرها من دمعها یتبلّل

ثانی زہرا جناب زینبؑ بیہوش ہوکر گر پڑیں پھر ہوش آیا تو اسقدر روئیں کہ رداآنسوئوں سے تر ہوگئی۔

تقول اخی هذا الفراق متی اللقا	اخی من لنا من بعد فقدك کافل

فرماتی تھیں اب کہاں یہ صورت دیکھونگی اے ماں جائے کوئی آسرا ہم بیکسوں کا بعد آپکے نہ رہا۔ اتنے میں فاطمہ صغریٰ سکینہؑ کے پاس روتی ہوئی آئیں اور کہا اے بہن اب کوئی دم میں ہم یتیم ہوتے ہیں بابا آخری رخصت کو آئے ہیں یہ سنکر سکینہؑ روتی ہوئی دوڑیں عرض کرنے لگیں یا ابتاہ قد استسلمت للموت فمن لنا بعدك قیّما نرجوہ اے بابا آپ بھی مرنے پر آمادہ ہوگئے بعد آپکے اب کون ہمارا وارث ہے جسکی امید کریں۔ یہ سنکر حضرت بہت روئے اور فرمایا کیف لا یستسلم للموت من لا ناصر له ولا معین اے سکینہؑ وہ کیونکر مرنے پر تیار نہو جسکا کوئی مددگار نہو رونے لگیں جناب سکینہؑ رو کر کہا یا ابتاہ ردّنا الی حرم جدنا اے بابا پھر ہمکو ہمارے نانا کے روضہ پر پہونچا دیجیے۔ آہ آہ عجب کلمہ بیکسی آپنے ارشاد فرمایا لو ترك القطا لنام۔ عرب میں مجبوری کے محل پر یہ مقولہ ضرب المثل ہے قطا ایک پرندہ ہے خوف صیاد سے ہر وقت بیدار رہتا ہے۔ یعنے اے پارۂ جگر باپ تمھارا مجبور اور بے اختیار ہے۔ یہ سنکر سکینہؑ بشدت رونے لگیں حضرت نے شاہزادی کو اپنے سینہ سے لگالیا بیکے دمیہے دموعها یکبہ جوش رقت میں سکینہؑ کے آنسو آستین سے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔

سیطول بعدی یا سکینةُ فاعلمی	منك البكاء اذا الحمام دهانی

اے سکینہ ہماری شہادت کے بعد ابھی تمکو بہت رونا ہے یہ کلام مصائب آئندہ کی خبر دے رہا ہے گویا نقشہ حضرت کے پیش نظر ہے کہ آگ خیمہ گاہ میں لگی ہوئی ہے ناری اہل حرم کو لوٹ رہے ہیں قناتیں جل رہی ہیں ایک لعین سکینہؑ کو طمانچے مار رہا ہے وہ یتیمہ رو کر فریاد کرتی ہے اور کوئی اسکی

فریاد نہین سنتا۔ ؎

لا تحرق قلبی بدمعك حسرة ما دام منی الروح فی جسمانی

اے سکینہ جبتک ہم زندہ ہین رو کر ہمارے دل کو نہ جلاؤ۔ تصور فرمائیے مظلوم کربلا کی آخری رخصت سے خیمہ مین کہرام مچا ہوا ہی بچے دامن سے لپٹے فریاد کر رہے ہین بیبیان حضرت کو حلقہ مین لیے ہوئے ہین قیامت برپا ہی۔ ہر ایک کو حوالۂ خدا فرما کر خیمہ سے باہر آئے دیکھا ذوالجناح در خیمہ پر رو رہا ہے جلوخانہ سونا پڑا ہے۔ سوار ہو کر میدان کیطرف چلے ناگاہ عقب سر سے آواز دلگداز رونے کی آئی۔ فالتفت الی عقبہ مڑ کر پس پشت دیکھا نازپرور سکینہ پارۂ جگر خاک پر تڑپ کر کہہ رہی ہی یا ابتاہ توقف ھُنَیئۃً فان لی الیك حاجۃ۔ اے بابا ذرا ٹھہر جائیے میری ایک حاجت ہے آپ سے۔ عنان فرس روک لی اور فرمایا بیان کرو کیا حاجت ہے۔ عرض کیا گھوڑے سے اُتر کر ٹھیر جائیے تو مجھکو پیار کر لیجیے۔ گھوڑے سے اُتر کر خاک پر بیٹھ گئے اور سکینہ کو اپنے سینہ سے لگا لیا۔

اے شیعو دو چیزین اور سینہ اطہر سے زندگی مین ملی ہین ایک وقت تیر سہ پہلو جو دلکو توڑ کر نکل گیا دوسرا اس شمر کو پس لیجیے

آہ زان سینہ کہ آغوش نبی جایش بود زان شود شمر شقی مرکب بے ادبی

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلمون الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ ۵

الھدیۃ الرابعۃ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدك یا واھب المواھب علی جزیل نعمائك ونشكرك یا منعم الرغائب علی جمیل آلائك ونصلی علی سید انبیائك محمد واھل بیتہ خیرۃ خلفائك بررۃ امنائك اللھم صل علیھم دائما والعن علی جمیع اعدائھم اعدائك۔ وبعد فقال سبحانہ فی كتابہ عز شانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ كان توابا۔

یہ پانچ آیتون کا سورۂ مدنیہ محکمہ آخر تنزیل ہی کافی مین صادق آل محمد کا ارشاد دیکھیے ظاہر ترجمہ سورۂ نصر کا یہ ہی کہ اے حبیب کبریا جبکہ آئے نصرت الٰہیہ اور دیکھو کہ آدمی فوج فوج داخل ہوتے

دین خدا میں پس تسبیح حمد پروردگار اور استغفار کرو یقیناً وہ بہت قبول کرنیوالا ہے آیہ کاسہ

اے محبان محمد مجتبیٰ	خوان لطف خدا کے زلّہ ربا
اس نصیحت کو گوش دل سے سنو	پانچ امروں کا التزام کرو

اول نصرت دین کردگار۔ دوسرے حمد پروردگار۔ تیسرے استغفار۔ چوتھے صلوٰۃ علے النبی وآلہ الاطہار۔ پانچویں ولایت اخیار برائت عن الاشرار۔ مجمع البیان میں جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم۔ جب سے نازل ہوا ہی سورہ نصر اُٹھتے بیٹھتے اکثر یہ پڑھتے تھے سبحان اللہ وبحمدہٖ استغفر اللہ واتوب الیہ ہم نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ مامور ہوں میں ان کلمات کے پڑھنے پر۔
دیکھیے قرآن مجید میں حکم محکم پارۂ نہم وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ اے حبیب کبریا جبتک تم انمیں موجود ہو جناب کبریا انکو معذب کریگا۔ وماکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون۔ اور نہیں ہی خدا عذاب کرنیوالا انکا درانحالیکہ یہ استغفار کرتے ہیں۔
جناب ختمی منزلت اور انکی عترت آیۂ رحمت ہیں جبتک حق جبتک زمین پر باقی ہو حسب وعدۂ الٰہیہ قہر خدا نازل نہوگا۔ یہی دلیل ہے دنیا میں قائم آل محمد کے وجود پر انکے یمن قدم سے نظام عالم وابستہ ہے قہر نازل نہیں ہوتا۔ خدا کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے وعدہ ہو لیا کہ استغفار کرنے والا معذب نہ ہوگا دیکھیے استغفار کی بدولت آیا ہوا عذاب اُمت یونسیہ سے پھیر دیا گیا۔ حق تعالیٰ ناصر و مددگار ہے دین حق اور اہل ایمان کا مقتضائے عدل یہی ہی کہ مومن شاکر و مظلوم کی نصرت فرمائے کافر ظالم سے انتقام لے

ہر طرف اُس کے عدل کی تصویر	صفحۂ دہر پر ہے نقش پذیر

فراعنہ اور نماردہ سے کیسا انتقام لیا ہمارے نبی دعلی پر قریش پر ملیش وابولہب وغیرہ بت پرست کس درجہ ظلم کر رہے تھے وہ ملاعنہ مردود اور کفر اُنکا نابود ہوا لا الٰہ الا اللہ کا ستون رہ گیا آب ذوالفقار سے گلشن اسلام ہرا بھرا نظر آنے لگا۔ خاصان خدا ہمیشہ مصیبت ہی میں مبتلا رہے شیطان اور اخوان شیطان نے کیا کیا ظلم وستم خدا پرستوں پر کیے۔ کتب سیر جنسے مملو ہیں نہ کوئی مفصل بیان کر سکتا ہی نہ سن سکتا ہی۔ اہل اللہ کی عمریں سدا رنج والم میں گذریں اباالسہ کے دفاع میں انھوں نے اپنی جانیں دین حق پر نثار کر دیں۔ رنج و مصیبت سہنے والی سب سے پہلی نظیر جناب ابو البشر اور آخری نظیر حسین تشنہ جگر ہیں۔ تفسیر صافی میں حدیث رضوی عیون سے نقل کی ہی کہ بہشت کا عیش و عشرت اور اپنی وجاہت دیکھکر خاطر اطہر میں گذرا کہ آیا ہم سے بہتر خدا نے کسی کو خلق فرمایا ہی ع قدرت کی زبان ہوئی یہ گویا۔ اے ابو البشر سر اُٹھاکر عرش کیطرف نظر کرو دیکھا ساق عرش پر لکھا ہوا ہے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی بن ابی طالب امیر المؤمنین و زوجتہ فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ۔ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ رسول خدا ہین علی بن ابی طالب علیہ السلام امیر المومنین ہین آنکی زوجہ فاطمہ علیہا السلام سردار نساء عالمین ہین شہزادے حسن و حسین دونون سردار ہین جوانان بہشت کے۔

عرض کیا یا ربّ و من ہؤلاء یہ کون بزرگ ہین خدایا۔ ارشاد ہوا کہ یہ تمہاری ذریت اطہر ہین تم سے اور سارے جہان سے بہتر ہین اگر یہ نہوتے تو مین تمکو اور بہشت و دوزخ اور زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا بچائیو آپ کو اس خطر سے کہ حسد کی نظر سے انکو دیکھو اور انکے مرتبہ کی آرزو کرو۔

اس سے پہلی روایت مین یہ بھی ارشاد ہے کہ جب کبھی کوئی مصیبت تم پر پڑے توسل ان سب کے خصوصاً بذریعۂ حسین کے ہم سے دعا کرنا۔

آوازۂ ابتلائے آدم
ہر وقت تھا سامنا بلا کا
بہشت شجر کا میوہ کھا کر
تھا کاہش جان فراق جنت
سونے جنگل کی آہ وحشت
وہ عالم ہُو اُجاڑ منزل
اُٹھ اُٹھ کے زمین سے بگولے
جب سیر بہشت یاد آئی
حوّا کا خیال دل مین لا کر
وہ نالۂ شب اُداس جنگل
آنکھون کی جھڑی جو متصل تھی
اشکون سے روان ہوئے تھے چشمے
پھوٹے تھے درخت لہلہا کر
کہتے تھے سب ہے خوشگوار پانی
آدم روئے بہت یہ سن کے
رو کر حق سے یہ کی شکایت

آویزہ ہے ہر گوشِ عالم
شیطان کے وساوس و جفا کا
آخر جنت سے آئے باہر
حوّا سے بھی ہو گئی تھی فرقت
دل کو دیتی تھی سخت زحمت
لگتا نہ تھا ایک جا کہین دل
تنہائی مین تھے انیس ان کے
برچھی قلب و جگر پہ کھائی
دھاڑین مارین پچھاڑین کھا کر
دل کو کرتا تھا اور بیکل
برسات کی فصل بھی خجل تھی
اُنھین لونگ اور الائچی کے
طائر پیتے تھے پانی آ کر
دنیا مین نہین ہے اسکا ثانی
سمجھے طائر ہین مجھ پہ ہنستے
آدم کی تری یہ پہنچی نوبت

پانی پینے کو جبکہ آئین — طائر اُس کا مذاق اُڑا ئین
ارشاد ہوا۔ حبیب آدم — سچ کہتے ہین یہ طیور باہم
ان اشکون مین ایسا ہی مزہ ہے — یہ گریۂ خوف کبریا ہے
واللہ باللہ رحمت حق — ہے قہر وغضب سے اُس کے اسبق
مواج ہے اُس کا بحر رحمت — کام آئی ابوالبشر کی رقت
دیکھو کہ فروتنی کے جوہر — ہر ذرۂ خاک مین ہین مضمر
ہر شے ہے بسوے اصل پھرتی — ظاہر ہوا انکسار ارضی
تاکید خدا جب آگئی یاد — عصمت کی زبان پہ تھی یہ فریاد
رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ — گر عفو تو لغزشون کو میری
یا رب اپنے نبیؐ کا صدقہ — اور اُن کے وصی علیؑ کا صدقہ
زہرا سبطین کا تصدق — اور خاص حسینؑ کا تصدق
جو کچھ لغزش ہوئی ہے مجھ سے — عفو اسکو کرم سے اپنے کر دے
جو سلب ہوئے مرے مراتب — سب مجھ کو عطا ہون وہ مناصب
رتبہ ہر اک عطا ہوا پھر — پژمردہ چمن ہرا ہوا پھر

شیطان علیہ اللعن کا قصہ سنئے نار کی سرکشی دیکھیے جب اس ملعون سے مواخذہ کیا گیا ما منعك ان لا تسجد

او شقی او لعین سچ بتلا — کس نے سجدہ سے تجھ کو منع کیا
رب اغویتنی شقی نے کہا — بے خطر یہ قیاس کرنے لگا

خلقتنی من نار وخلقته من طین

آگ سے تو نے مجھ کو خلق کیا — اور کیا خاک سے انھین پیدا
خاک سے پست آگ بالاتر — سجدہ کرتا پھر اُنکو مین کیونکر
آخر کار راندۂ درگاہ — بنگیا یہ جہنمی گمراہ
تا ابد آگ مین جلے گا لعین — آگ ہی مین سدا رہے گا لعین
کبھی ہوگا عذاب سے نہ مفر — قعر دوزخ ہی مین رہیگا مقر
صاف صادق سے ہے جامع الاخبار — ہونگے فی النار سات اسکے یار
ایک قابیل ظالم اول — دو عرب ہونگے خبیث واجہل

چوتھے فرعون پانچوین نمرود | اک نصاریٰ اور ایک ہوگا یہود

دنیا مین سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا جسکا نتیجہ آپنے سُنا دین مین جس نے سب سے پہلے قیاس کیا اُسکا تذکرہ سُنیے مگر تعرف الاشیاء باضدادھا اول یک تمہید مختصر عرض کرلون تب آپ کو لطف آئیگا
جناب بہلول دانا عزیزمین عالم وقت کے اصحاب سے ہین صادق آل محمدؐ کے۔ حکومت نے بزور نائب اپنا انکو بنانا چاہا آخر امام عصرؑ کے حضور مین مخفی ایک عریضہ لکھا آپنے اُسکے جواب مین ایک حرف جیم لکھ کر بھیجدیا جس سے بڑے بڑے نکتے جلی ہوگئے۔ یعنے ترک مین جنت اور اختیار مین اُسکے جہنم ہے سبیل مفر یہ ہی کہ جنون کا اظہار کرو اور مواخذہ سے بچو۔ دیکھتے ہی گریبان چاک کرڈالا جنون نکلے اپنے عصا کا گھوڑا بنا کر اسپ پر سوار بازیچۂ طفلان بنے ہوے ہو حق کرتے کوچہ و بازار مین دوڑتے پھرتے ہین بچون کا غول تالیان بجاتا ہوا عقب مین ہی امیر و وزیر اور اہل شہر انکا حال دیکھکر افسوس کرتے ہین۔
ایک دن کسی نے دیکھا آپ ایک ٹوٹی ہوئی قبر مین دونون پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین۔ پوچھا یہان کیا کرتے ہو۔ کہا سیر کررہا ہون شہر خموشان کی دیار عزیزان کی۔ ؎

عجیب یہ زمین نہان چمن کا تختہ کھلا ہوا ہے | لطیف صحبت ہے لطف افزا کہ جسمین حمانی کی مزہ ہے
ہی وضعدار وکی بزم جنکا لقب اسیران خاک کا ہی | زبان غیبت سے آشنا ہی نہ کچھ کسی سے کبھی گلہ ہے

گشت کرتے پھررہے ہین دیکھا کوئی واعظ موعظہ کہہ رہا ہے۔ ایک ڈھیلا مٹی کا ہاتھ مین لیے یہ اُدھر کو چلے واعظ کہہ رہا تھا بندہ مجبور ہے ہر خیر و شر جو کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے یہ سُنکر اور آگے بڑھے اُسنے کہا خدا کا دیدار ضرور ہوگا کیونکہ جو چیز موجود ہے وہ دکھلائی بھی دیتی ہے اور آگے بڑھگئے اُسنے کہا جعفر بن محمد سلام اللہ علیہما فرماتے ہین کہ شیطان آتش جہنم سے معذب ہوگا۔ بھلا وہ تو آگ سے بنا ہے آگ کو آگ کیا جلائے گی۔ یہ سُنکر وہی ڈھیلا کھینچکر اُسکے منھ پر مارا ہان ہان کا شور مچگیا اُسکے حالی موالی انکو دارالحکومت مین لیگئے۔ قاضی نے پوچھا کیا آپنے اسکو مارا کہا نہین بلکہ خدا نے مارا یہ مقرر اسکا ہی کہ ہر خیر و شر خدا ہی کرتا ہے۔ اور یہ کہہ رہا تھا کہ جو موجود ہی مرئی بھی ضرور ہے وہ موجود ہی ہمکو دکھلائے کہ کس صورت کا ہی۔ تیسرے یہ مدعی تھا کہ شیطان آگ سے بنا ہی اُسکو آتش جہنم کیا جلائے گی آخر یہ خاکی ہے مٹی کا ڈھیلا کیا خاک گزند پہونچائیگا۔ فبہت۔
جامع الاخبار کو دیکھیے۔ حرکا دلی کی لغزش سے سیاہ دھبے حضرت ابوالبشر کے جسم اطہر پر پڑگئے تھے امین خدا نے انکو وضو کرا یا نماز پنجگانہ پڑھوائی تب وہ سیاہی زائل ہوئی۔ ؎

متوسل بخمسہ نجبا | ہوے آدم صفی بہ حکم خدا

پنجگانہ نماز بھی ہے پڑھی تب سیاہی گئی ہے لغزش کی
بنی آدم کے واسطے یہ نظیر ملتی ہے برائے جم غفیر
کر توسل وہ پنجتن سے کریں اور نمازیں بھی پنجگانہ پڑھیں
تب گناہوں کی لغزشیں ہون دور ہون جرائم کی ظلمتیں کافور

حضرت استادی العلامہ جناب میر آغا صاحب اعلی اللہ مقامہ تدریس کے بعد موعظہ کہنے کا طرز بھی کبھی ہمکو بتلاتے تھے ایک دن بیان فرمایا کہ جناب ابو البشر کا عفو زلت جب ہوا ہی جبرئیل ایک خیمہ بہشت سے لائے جہان کعبہ بنا ہی وہان اسکو نصب کیا۔ وہی مستطیل قطعہ خیمہ جہان نصب تھا اب خانۂ خدا ہے ہر طرف سے جدھر سجدہ کیا جاتا ہی۔ یہی مولد ہے وجہ اللہ لسان اللہ ید اللہ جنب اللہ عین اللہ نفس نفیس پیغمبر علی اطہر کا ۔

مولد ملا تو خالق اکبر کا گھر ملا کعبہ بنا صدف تو علی سا گہر ملا

اور جہانتک خیمہ کی طنابین کھنچی ہوئی تھین اب یہان کعبہ کے چار طرف ایک برآمدہ دور تک صحن و حرم بنا یا گیا ہے وہ ہی مسجد الحرام ہے جسمین ثواب ایک نماز کا ایک لاکھ نمازون کے برابر ہے اور ہر جانب کئی کئی میل خیمہ کے سنہری کلس کی روشنی جہانتک پہونچی ہے وہ حرم کعبہ ہے جہان ایک پتہ گیاہ کے توڑنے اور ایک پشہ کے ستانے کا حکم نہین ہی۔ اگر کوئی مجرم بھی یہان آکر پناہ لے تو حاکم وقت بھی اسکو گرفتار نہین کر سکتا سوا اسکے کہ آب و دانہ اسپر بند کر دین اور وہ وہانسے نکلجائے۔

ہے تصور کی جا مسلمانو چشم عبرت سے اک نظر دیکھو

عام گنہگارون کا یہ حکم تھا جو آپنے سنا اگر وہ پناہ لینے والا معصوم بخطا امام عصر اور نواسہ نبی کا احرام حج باندھے ہوئے حرم کعبہ مین داخل اور مہمان ہو خدا کا کعبہ مین آکر پناہ لے انصاف سے جواب دو اسکے لیئے یا حکم ہے اس شریعت کا۔

وا اسفاہ مظلوم کربلا چند اعزا و رفقا اور اپنے عیال و اطفال کو ہمراہ لیکر حج کا احرام باندھے مکہ معظمہ مین آئے دیکھا امویہ کے صدہا جاسوس مامور ہین ہزارہا قاتل بلباس حج مستور ہین یہ خبر یاد آگئی کہ خاندان نبوت کا ایک منتسب یک دنبہ زمین کعبہ پہ ذبح کیا جائیگا خیال فرمایا کہ اسکا مصداق کہین مین نہون اور میرے ذبح ہونے سے کعبہ کی حرمت برباد ہو جائے حج کو عمرہ سے بدلکر کوفہ کو روانہ ہوئے عبداللہ بن جعفر عبداللہ بن زبیر عبداللہ بن عمر نے منع بھی کیا۔ فرمایا یہی مصلحت خدا ہی سب نے اصرار کیا کہ اہل حرم کو نہ لیجائیے فرمایا یہ امانت ہین رسول ص کی کہان چھوڑ دون ۔

بنی امیہ کے طرفدار مثنوی کے اشعار پڑھکر استہزا کرتے ہین کہ شہید کربلا کیون اپنے قدم سے موت کے منھ مین گئے کہ مبتلائے بلا ہوئے ۔ حمیت اسلام رکھنے والے جغرافیہ شناس انصاف فرمائین جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا یقیناً مجبور تھے کربلا جانے پر۔ اسلیے کہ مدینہ مین اگر رہتے تو ضرور قبر رسول پر ذبح کیے جاتے تاکیدی حکم یزید کا ولید کے نام آگیا تھا کہ حسین سے میری بیعت لے اگر وہ بیعت نہ کرین تو انکو قتل کرے۔ مدینہ مین پر کشت و خون ہوتا روضۂ نبیؐ کا احترام باقی نہ رہتا۔

خانہ کعبہ مین آکر پناہ لی وہان بھی وہی رنگ دیکھا ہزارون قاتل دشمن جان آپکے تھے خدا کے گھر مین ذبح ہوجاتے سے خانہ کعبہ کی حرمت برباد ہوجاتی ہمیشہ موسائی عیسائی مجوسی دامن اسلام پر دھبے لگاتے کہ مسلمانون نے اپنے نبی کے نواسہ کو بحیطا کعبہ مین ذبح کر ڈالا۔ حسرت کی نظر سے کعبہ کو دیکھتے ہوے آبدیدہ وہان سے چلے دیکھا سامنے ایک طرف سمندر ہے اور کوئی سامان عبور کا جہاز وغیرہ آپکے پاس نہ تھا دوسری جانب سر بفلک پہاڑون کا دشوار گذار سلسلہ کوسون تک مرور کا سخت مانع تھا۔ ناظرین انصاف کی نظر سے اسکو دیکھین۔ ؎

وہ کونسی تھی راہ جدھر کو جاتے
کوفہ کو نہ جاتے تو کدھر کو جاتے

خصوص جبکہ اہل کوفہ کے خط برابر آرہے تھے کہ یہان دعوت کا سامان تیار ہی فصل بہار ہے اور ہم سب مشتاقون کو حضور کا ہر دم انتظار ہے ہم بغیر امام کے ہین اے امام زمان ہماری ہدایت کو آیئے دین کی نصرت فرمایئے ورنہ پیش خدا روز جزا آپکا کیا عذر ہوگا۔

اے مسلمانون انصاف کرو۔ امام کا فرض کیا ہی دین خدا کی نصرت مخلوق کی ہدایت واجب ہے یا نہین پھر بھی احتیاط کا مقتضا یہ ہی تھا کہ اول اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو اپنا سفیر بنا کر روانہ کیا اُسکے بعد کوفہ کیطرف خود چلے راہ مین تھے کربلا مین گھر گئے جسطرح ہند مین دلی اور لکھنؤ دو شہر فصیح ہین عرب مین کوفہ اور بصرہ فصیح تر ہین۔ کوفہ بہت بڑا شہر کئی منزل تک آباد تھا شیعیان علی بکثرت تھے حکومت کا انتظام خراب ہو گیا تھا شیعے بڑا اسی شہر مین بہت تھے یزید نے ابن زیاد کو یہان کا حاکم مقرر کیا یہ جفا کار خونخوار پہلے بصرہ مین مامور تھا وہان اس ظالم نے صدہا بیگناہ ایکدم مین قتل کرڈالے رعب بندھ گیا۔ امام حسین علیہ السلام کی خبر آمد آمد مشتہر ہو کر بدامنی جب زیادہ پھیلی اور اسکی ظلمیت کا شہرہ تھا یزید نے کوفہ کے انتظام پر اسکو مامور کیا اسنے آتے ہی اول ناکہبندی کر کے شہر بھر کے کئی ہزار کو چن چن کر نظر بند کر دیے اور محبس شیعیان علی نام اس زندان کا رکھا۔

عمر بن سعد کو امیر لشکر بنا کر کئی ہزار پیدل اور سوار کربلا کیطرف بھیجدیے کوفہ سے

کربلا تک ایک دریا فوج کا لہریں لے رہا تھا آخر میں رسالہ بندی موقوف کر دی اور عام حکم دیدیا کہ جو شخص مقابلہ کو نہ جائے گا وہ قتل کر دیا جائے گا۔

خاص دشت کربلا کے مورخین پر بیس ہزار تیس ہزار بلکہ ایک لاکھ فوج کا شمار تھا۔

اللہ اکبر۔ کہتے ہیں کہ لشکر عمر میں بھگدڑ روز عاشورا مچی بھاگ کر کوفہ کے چوک میں فوج پہونچی ہی ابن زیاد نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے کہا گیا کہ ذوالفقار اب میان سے نکلی فرزند ید اللہ نے قلب لشکر پر حملہ کیا ہے یہ تو معمولی قلم بند فوج کا شمار تھا عراق عجم اور ایران وغیرہ سے فوجیں بلوائیں ہیں وہ الگ ہیں۔ کیا آپ کے رونے کیلیے سمنان کی وجہ تسمیہ عرض کی جائے۔ سمنان مخفف ہے سہ من نان کا۔ یہاں کی سپاہ جو فرزند رسول کے قتل کیلیے بلوائی گئی تھی تین من روٹی ان لعینوں کے زہر مار کرنیکو مستقیوں نے دی تھی استغفر اللہ لعنت ہے اس کمینی دنیا پر۔ جب ابن زیاد نے آکر کوفہ کے دار الامارۃ میں اجلاس کیا بڑے اہتمام کے ساتھ قاضی شریح کو بلوا کر اپنی مسند کے برابر بٹھایا۔

اول مختصر حال اسکا سنیے۔ یہ شخص عہد حکومت ثانیہ سے کوفہ کا قاضی تھا امیر المومنین علیہ السلام کا زمانہ جب آیا تعجب کی نظر سے اسکو دیکھکر آپ نے فرمایا اے شریح میں تجھکو ایسے مقام پر دیکھتا ہوں کہ وہاں نہیں بیٹھتا مگر نبی و وصی یا شقی۔

غرض ابن زیاد نے اسکو حکم دیا کہ لکھ فتوائے قتل حسینؑ کا اسنے حیلے حوالے کرکے گریز کیا پھینکا ہے اس دنیا پرست کے وقت سات بدرے ابن زیاد نے اس بندۂ زر کے گھر چھپا کر بھجوا دیے۔ صبح کو جب دربار میں آیا اور ہی رنگ تھا ابن زیاد نے استقبال کیا مسند پر بٹھایا مزاج پوچھا۔ کہنے لگا میں نے اس مسئلہ پر خوب غور کیا کوئی شک نہیں یزید خلیفۂ برحق ہے حسین ابن علیؑ نے اسپر خروج کیا ہے اور جو خروج کرے خلیفۂ وقت پر شرع کی تلوار سے قتل اسکا واجب ہے۔

اس ملعون نے فتوائے وجوب قتل حسین کا لکھکر اپنی مہر اسپر کی اور ابن زیاد کو دیدیا یہ ہی فتوے ابن زیاد نے عمر سعد ملعون کے حوالے کیا اور اسنے بحفاظت تمام اپنی دستار میں اسکو رکھ لیا۔

روز عاشورا فرزند رسول نے جب اپنے نام و نسب کا اظہار فرماکر اتمام حجت کیا ہی لشکر ابن زیاد میں برہمی پڑ گئی کہ افسوس اپنے نبی کے فرزند سے ہم لوگ کیوں لڑنے کو آئے جسطرح ابن زیاد نے حکومت ملک رے کا لالچ دیکر عمر سعد کو قتل حسین پر آمادہ کیا تھا پسر سعد نے لشکر کو یزید کے انعام اور غنیمت کا لالچ دلایا ابن زیاد کے ظلم سے ڈرایا قاضی شریح کا فتوے پڑھ کر سنایا اور کہا ابو سفیان وغیرہ کون تھے جو پیغمبر سے لڑے اور یہ بیٹے ہیں علی مرتضے کے جنھوں نے

تمہارے آبا و اجداد کو قتل کیا آج ان سے خون بہا اپنے مقتولوں کا لو انکو قتل کرو اور ان کا
مال و زر بے خطر لوٹو۔ یہ سنکر عرب کے لالچی جوش مین آ گئے اور سب یکدل ہوکر ٹوٹ پڑے۔
آہ آہ کچھ خوف خدا کسی کے دل مین نہ تھا کوئی شریر تیر و شمشیر لگا رہا تھا کوئی ظالم نیزون کے وار
کرتا تھا جنکے پاس اسلحہ نہ تھے وہ ملاعنہ لاٹھیان باندھے ہوئے تھے۔ کچھ سنگدل نبی کے لعل پر پتھر برسا
رہے تھے ایک فرقہ ناریون کا آتش افگنی پر مامور تھا ظلم کی آندھیان ایسی اُٹھین کہ عصر کے وقت شمع
امامت خاموش ہو گئی۔ ناریون نے آگ خیمون مین لگا دی وہ بیچیا دراندہ در آئے اہل حرم کو لوٹنے لگے
بیبیان گھبرا کر بچونکو گود یون مین لیے ہوئے باہر نکل پڑین۔
راوی کہتا ہے کہ دیکھا مین نے خیمہ جل رہا ہے اور ایک معظمہ بار بار اس خیمہ مین جاتی ہین اور
پھر گھبرا کر باہر نکل آتی ہین اور گوشۂ پیراہن اُنکا آگ سے جل رہا ہے مجھکو رحم آیا مین نے کہا آپکے
پیراہن مین آگ لگی ہوئی ہے۔
فرمایا اے بھائی میرے دل مین آگ لگی ہوئی ہے۔
مین نے پوچھا کیا کوئی قیمتی چیز آپکی اس خیمہ کے اندر ہے جسکے لینے کو بار بار آپ جاتی ہین۔
فرمایا آہ میرا بھتیجا بیمار اس خیمہ کے اندر غش مین پڑا ہوا ہے اور کوئی غمخوار اُس کا
نہین ہے کہ اس آفت سے بچائے اُس بیکس کی خبر لے۔ ؎

آن قصہ کہ کس نتوانند شنیدنش   یارب بہ اہلبیت چہ آمد ز دیدنش

اے اہل عزا آپنے قاضی شریح کا حال سنا جناب مسلم اپنے دونون بچون کو اسی کے سپرد
کر گئے تھے جب حضرت مسلم او رہانی بظلم شہید کر دیے گئے اس بے رحم نے اپنے بیٹے سے کہا مدینہ
کو ایک قافلہ جا رہا ہے ان دونون کو وہان چھوڑ آ وہ لے گیا قافلہ حرکت کر گیا تھا گرد اُسکی
نظر آ رہی تھی اُسنے کہا پیچھے اسکے چلے جاؤ آگے جاکر ملجاؤگے یہ شقی دونونکو چھوڑ کر چلا آیا۔
معلوم ہوتا ہے وہ کمسن بچے بھٹک کر اول اسیر بلا ہوئے پھر قید سے چھوٹ کر حارث
ملعون کے ظلم سے شہید کیے گئے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

الهدیة الخامسة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد والشکر والمجد والعز والثنا یا من نوربنا وخا لقنا والٰہنا خلقنا من طینة احبائم الطاہرین ونوّر قلوبنا بنور ولاء خلفائم المعصومین والصلوٰة والسلام علےٰ خیر خلقه سید المرسلین حبیبه محمدؐ واهلبیته المیامین اللهم العن واخذل اعدائک واعدائهم اجمعین۔ وبعد فقال سبحانه فی کتابه المبین وهو اصدق الصادقین ۔ فو ربک لنسئلنهم اجمعین عما کانوا یعملون ؕ

ظاہر ترجمہ اس آیۂ وافی ہدایہ کا یہ ہے پس قسم ہے تیرے پروردگار کی یقیناً ہم سوال کرینگے اُن سے اُس چیز کا کہ وہ عمل کرتے تھے ۔

صادق آل محمدؐ ارشاد فرماتے ہین کہ مکلف سے کئی چیزون کا سوال کیا جائیگا۔ اول عمر سے کہ اپنی عمر کو کس کام مین صرف کیا۔ دوسرے جوانی سے کہ اپنے شباب کو کس مشغلہ مین کہنہ کیا۔ تیسرے یہ کہ مال کس عنوان سے جمع کیا اور کس نہج پر خرچ کیا۔ چوتھے ہم اہلبیت رسول کی مودت اور محبت سے سوال کیا جائیگا جو فرض عین ہے بندگان خدا پر۔ سه

حمد اور نعت و مناقب کے نمایان گوہر — چشم بد دور ہین سلمائے بیان کا زیور
آج ہی بیسوین تاریخ جمادی الاخریٰ — عید ہے شیعون کے گھر جشن طرب ہے برپا
جوہری جمع ہین اس بزم مین ماشاء اللہ — جو سخن سنج ہین تنقید کی رکھتے ہین نگاہ
حبذا محفل میلاد جناب زہراؑ — تہنیت کے لیے حاضر ہوئے ہین اہل ولا
شہ لولاک کے گھر مین ہے خوشی کی تقریب — آج بیدار ہوئے بنت خویلد کے نصیب
کونسی بی بی کی عزت کے ہے پیش دادر — قابلہ بنکی ہین مریم کہ سارے آکر
کشتیان نور کی لایا ہے لگا کر رضوان — خلد کے حلونکی خوشبو سے مہکتا ہے جہان
حورین لائی ہین جواہر کے طبق گوہر بار — کہ کرین لعل و گہر فاطمہ زہراؑ پہ نثار
کہتی ہین بی بی خدیجہ کو مبارک یہ خوشی — بیٹی اللہ نے وہ اپنے نبیؐ کو بخشی
مشتہر خلق مین انسیہ حورا ہے جو — آپ کی زینت آغوش تمنا ہے جو
فاطمہ طاہرہ معصومہ بتول عذرا — زاکیہ سیدہ صدیقہ جناب زہراؑ

بارک اللہ ہے کیا جشن ولادت کا سماں
دلفریبانہ ہی آرائش جنت کی پھبن
عالم فکر و تصور میں جو کی میں نے نظر
کہ نہ دیکھا نہ سُنا تھا کبھی چشم بد دور
تہنیت خیز وہ حوران جنان کے نغمے
راحت افزا وہ فردوس کے پھولوں کی مہک
شوخیٔ نیز ہے چمن میں گل رعنا کی بہار
لُٹمہ سنجان چمن وجد میں جب آتے ہیں
اُٹھ گئی کیا کسی مہ پارہ کے چہرہ سے نقاب
صرف نظارہ کوئی حور ہوئی تھم کے اگر
گدگداتی ہے جو اٹھکھیلیاں دکھلا کے صبا
مسکراہٹ میں ہے غنچوں کے ملاحت کا اثر
ہے گل و ردیہ بکھری ہوئی زلف سنبل
دل وارفتہ ابھی کرتا تھا سیر منظر
پھر تصور کے مصور نے یہ کھینچی تصویر
ہر روش جھومتی پھرتی ہے نسیم سحری
اللہ اللہ یہ نزاکت کا ہے اسکے عالم
محو حیرت تھا کہ یہ جشن طرب ہے کیسا
ہنسکے کہنے لگی فردوس کا یہ ہے منظر
اسی تاریخ میں پیدا ہوئی ہیں بنت نبیؐ
باغ عالم میں بھی ہے جشن مسرت کی بہار
لکھنؤ جاکے جو دیکھو تو ملے تم کو خبر
شدہ گوندھ کے لاتے ہیں گل مدح کے ہار
عرش تک نام خدا انکی مہک جاتی ہے
ناصر دین مبین قبلہ و کعبہ کے گھر

کہ سجایا گیا ہے خلد کا ہر ایک مکان
جیسے ہر حُسن سے آراستہ کیجائے دلہن
نظر آیا یہ خدا ساز خوشی کا منظر
ہوا تھا کسی دلمیں بھی کبھی جسکا خطور
چٹکیاں لیں دل تر سہر میں ترانے جنکے
وہ دلآویز طرب خیز عنا دل کی چہک
رنگ لایا ہے عجب حسن حسیناں کا نکھار
زمزمے نور کے دل چھینے لیے جاتے ہیں
بنگیا صحن چمن صاف برنگ مہتاب
طرز مشروع سے دل لیگئی دزدیدہ نظر
قہقہہ مار کے ہنس پڑتے ہیں گل صل علےٰ
منبسط ہوگئے دل کھل گئے سب زخم جگر
کہ پھنسے آن کے اس جال میں قلب بلبل
آنکھوں آنکھوں میں اڑا لیگئی نرگس کی نظر
نقش تازہ نظر آیا کہ نہیں جسکی نظیر
بڑھیاں پھولوں کی ہیں گل سے گلے میں جو پڑی
لچکی جاتی ہے کمر ناز سے ایک ایک قدم
آج ہیں باغ ارم میں تو نہیں آنکھ
العجب شور ہے اور کچھ بھی نہیں جسکو خبر
انکے میلاد کی ہے باغ جناں میں خوشی
جوش پر حسن حسیناں چمن کا ہے نکھار
صحبتیں نور کی ہیں جمع ہیں اہل جوہر
جنکی خوشبو سے مہکتے ہیں مشام تصار
[illegible] کی ہر بار صدا آتی ہے
[illegible]

عزت افزائے ایمان مدّاح نکی فرماتے ہین — لب احسنت سے تحسین کے صلے پاتے ہین
تم بھی شاعر ہو کوئی نظم پڑھو ہان جاکر — کہ صلہ دین تمھین اللہ و نبی و حیدر
انکی مداحی مین مومن جو بسر کرتا ہے — لطف و انعام کی حق اسپہ نظر کرتا ہے
کھلگیا غنچۂ دل مژدۂ تازہ سنکر — مین نے گلدستہ بنایا گل تحسین چنکر
لے سفیر اب یہی اللہ سے کر رو کے دعا — شہ لولاک کا اور آل کا انکی صدقہ
یا الٰہی کرم و لطف کی کر مجھ پہ نظر — مرض نحس عشا سے ہو عطا جلد سفر
جیسے سلمان نے پھولونکا بنا کر دستہ — دشت رحمن مین پیمبر کے وصی کو تھا دیا
لو ہین یہ ہار جواہر کا کیا مین نے بھی — نذر سرکار خدا و نبی و نفس نبی ع
اُسی فردوس کی یارب ہے تمنائے دلی — جسکی تصویر تصور نے ہی میرے کھینچی
اب ہے درگاہ الٰہی مین دعا میری یہی — لائین تشریف ید اللہ مدد کو میری
قید امراض و جرائم سے کرین مجھ کو رہا — اور ہو مقبول الٰہی یہ ھدیہ میرا

ریاض الشہادت مین امالی سے نقل کیا ہی کہ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے جب عقد کیا ہے جناب خدیجہ رضوان اللہ علیہا سے زنان شہر مکہ نے وصل و اتحاد قطع کر دیا وہ معظمہ تنہائی کی وحشت سے نہایت دل تنگ تھین یہانتک کے حمل کے آثار ظاہر ہوے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا شکم مادر مین تکلم فرماتی تھین لیکن اُن معظمہ نے اس امر کو مخفی رکھا کسی پر ظاہر نہ کیا ایک دن جناب سرور عالم دولت سرا مین تشریف لائے دیکھا کہ وہ معظمہ کسی سے باتین کر رہی ہین اور کوئی حاضر نہین ہی پوچھا تم کس سے ہمکلام تھین عرض کیا اس فرزند سے جو میرے شکم مین ہی۔
ارشاد فرمایا کہ جبرئیل مجھ کو خبر دے رہے ہین یہ لڑکی طاہرہ معصومہ جو تمھارے شکم مین ہے خالق عالم میری نسل کو اس سے قرار دیگا ائمۂ دین خدا اس سے پیدا ہون گے۔
حضرات کئی بچے شکم مادر مین گویا ہوے ہین۔ اوّل جناب امیر المومنین علیہ السلام جب شکم مادر مین تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ دولت سرا مین جب تشریف لائے آپ کی حرکت اضطراری سے مادر گرامی فوراً تعظیم کیلیے کھڑی ہو گئین در شکم اطہر سے آواز آئی السلام علیک یا رسول اللہ آپ خوش ہو کر فرماتے تھے علیک السلام یا وصی۔

اب سنین ربط اسکا اہل ولا — ہے جگر دوز خاتمہ جس کا
اتنا تھا جناب عمران سنے — دیکھکر پوچھا اپنی زوجہ سے

تم تو ماں کی جگہ ہو یہ تو کہو
سُن کے کہنے لگیں وہ شوہر سے
مجھ کو بیساختہ اُٹھاتا ہے
متحیر ہوئے حضرت عمران
دل میں سوچے کہ امتحان کرو
حضرت حمزہ اور ابو طالب
امتحاناً نبی کو بُلوایا
چل سکا زور اور نہ کچھ قابو
بہر تعظیم سیدہ اُٹھ نہ سکیں
شکم پاک سے یہ آئی صدا
وعلیک السلام کہہ کے نبیؐ
تھا یہ اعجاز خاص شبیر احد
اور اک فاطمہ کے بازو کا
ہیں وہ معصومہ فاطمہ زہرا
جنکی بیٹی خدا ہے یہ تو قدر
جنکے شوہر تو ہیں جناب امیر
شکم پاک میں تھے جب ان کے
تین وقتوں میں پھر ہوئے گویا
پھر یہ اعجاز کی زبان سے آہ
وقت سوّم بہ گریہ و زاری
متحیر تھیں فاطمہ زہرا
تینوں کلموں کی پوچھی جب تفسیر
سیدہ نے کیا بہت اصرار
انکی تفسیر سے یہ ڈر ہے مجھے
پہلے کلمہ کی پھر یہ دی تعبیر

بہر تعظیم کیوں تم اُٹھتی ہو
یہ جو فرزند ہے شکم میں مرے
انکی تعظیم یہ کراتا ہے
انکو باور ہوا نہ اُنکا بیان
اور بلایا امیر حمزہ کو
بازو پکڑے ہوئے تھے دو جانب
جیسے ہی صحن میں قدم رکھا
چھوٹ گئے اُنکے ہاتھ سے بازو
ہو گئیں دفعتاً وہ استادہ
کہ سلامٌ علیک سیدنا
بولے انت الوصی وانت اخی
جنکی ماں فاطمہ ہیں بنت اسد
اس جگہ حال مجھ کو یاد آیا
بنت خیر الوریٰ حبیب خدا
شان میں آیا آیۂ تطہیر
اور بیٹے ہیں شبّر و شبیر
ذکر خالق حسینؑ کرتے تھے
انا عطشان ایک بار کہا
انا عریان کہتے تھے ذی جاہ
انا سحقان لب پہ تھا جاری
ہو کے حاضر نبی سے عرض کیا
مضطرب ہو گئے شہ دلگیر
رو کے فرمایا اے مرے دلدار
تم سماعت نہ کر سکو گی اُسے
کہ ہے عطشان کی یہ ہی تفسیر

وارد کربلا پہ جب ہوگا
اس کے خیمے سے آہ واویلا
آہ الکما والعطش کہہ کے
ہو طپان جیسے ماہی بے آب
دینگے پانی لعین نہ قطرہ بھر
سید تشنکے جان گزا یہ خبر
دوسرے کلمہ کی یہ تھی تعبیر
لاش ہوئیگی خاک پر عریان
ہوکے خاموش سید ابرار
پھر باصرار سیدہ نے کہا
تیسرے کلمہ کی بھی اب تعبیر
شہ لولاک رو کے کہنے لگے
یا علی ولی قریب آکے
پھر کہا ہیں یہ معنے سحقان کے
خاک پر ہوگا لاشہ بے سر
سنتے ہی دردناک یہ تفسیر
دل ہوا بیخودی سے بے قابو
نہ رہی دل کو تاب گھبرا کر
دے گئے تھے رسول جنکی خبر
کربلا میں بروز عاشورا
ناریوں نے جلا دیے خیمے
شہدا کے سروں کو کرکے قلم
تن بے سر تھے خاک و خون میں طپان
خاک سر پر اڑا رہی تھی ہوا
ہائے افسوس صد ہزار افسوس

بند پانی کرینگے اہل جفا
ہوئے گا شور العطش برپا
لوٹتے ہوں گے خاک پر بچے
پیرہن تڑپین گے ہوکے سب بیتاب
ہوگا پیاسا ہی ذبح تشنہ جگر
روئیں بیتاب ہوکے پیٹکے سر
لوٹ لیں گے لباس اس کا شریر
آگے مت پوچھیے غضب کا بیان
روئے بیحد برنگ ابر بہار
ہاتھ میں جوڑتی ہوں لے بابا
لب معجز بیان سے ہو تفسیر
کہیں غش کھا کے آہ گر نہ پڑے
تھام لو بازوؤں کو زہرا کے
کہ جیسے کوئی ریزہ ریزہ کرے
گھوڑے دوڑائینگے لعین اُسیر
مضطرب ہوگئے جناب امیر
چھٹ گئے دونوں ہاتھ سے بازو
گر پڑیں سیدہ بھی غش کھا کر
ہیں وہ سب اتفاقات پیش نظر
ہوگئے ذبح سید الشہدا
حرم محترم اسیر ہوئے
گئے کوفہ کو وہ لعین الظلم
معجزات انسے ہو رہے تھے عیاں
دامن گرد تھا کفن اُن کا
دن کو تھی دھوپ اور رات کو اوس

وحش و طیر آ کے جمع ہوتے تھے	طوف لاشوں کا کرکے روتے تھے
بیکسی تھی انیس تنہائی	یا چرند و پرند صحرائی
یا بگولے اُجاڑ صحرا کے	گرد پھرتے تھے اُنکے آ آ کے
کاشتکاروں سے مشتہر ہے خبر	شب کو روتا تھا ایک شیر آ کر

دوسرے جناب صدیقہ فاطمہ زہرا۔ تیسرے حسینؑ مظلوم سید الشہدا ان کا حال ابھی آپنے سُنا کہ شکم مادر میں کلام کیا۔ کچھ مولد حین الولادۃ گویا ہوے ہیں۔ امیر المومنین۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا۔ بعضے بعد الولادۃ گویا ہوے ہیں۔ ایک جناب روح اللہ گہوارے میں جنھوں نے اپنی ماں کی عفت پر گواہی دی۔ دوسرے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا اے مادر گرامی بہترین زنان عالم جناب مریمؑ آپ سے ملنے کو آئی ہیں اور آپ اُن کی تعظیم کو نہیں اُٹھتیں۔ تیسرے وہ شیر خوار جس نے عصمت جناب یوسف علیہ السلام پر شہادت دی اور کہا اے عزیز مصر اگر پیراہن جناب یوسفؑ کا عقب سے چاک ہوا ہے تو وہ سچے ہیں اور اگر سامنے سے چاک ہوا ہے تو زلیخا سچی ہے دیکھا گیا تو عقب سے چاک نکلا۔ چوتھے وہ شیر خوار گویا ہوا ہے جسکا حال اُخدود ونار کے بیان میں تفسیر قرآن میں مذکور ہے اُسنے اپنی ماں کو صبر دلایا ہے۔ پانچویں حضرت صاحب العصر والزمان قائم آل محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ ہیں۔ عجل اللہ ظہورہ جنھوں نے پیدا ہوتے ہی تلاوت قرآن فرمائی۔ قصر امامت آپکے نور سے منور ہوگیا پھپی آپ کی جناب حکیمہ خاتون آپ کی ولادت سے متحیر تھیں کیونکہ پیشتر سے آپ کی مادر اطہر میں کوئی آثار حمل ظاہر نہ تھے

سُنیے حال ولادت زہراؑ	ہوئی تمہید ختم اہل ولا

ہنگام وضع حمل جب قریب آیا جناب خدیجہ نے اپنی تنہائی سے گھبرا کر زنان قریش کو بلوایا سب نے انکار کیا وہ معظمہ سخت متفکر تھیں اتنے میں چار معظمہ بلند بالا گندم رنگ ظاہر ہوئیں اور کہا خوف نہ کرو تمھاری مونست کے لیے خدا نے ہم کو بھیجا ہے۔ ایک ہم میں سے سارا زوجہ ابراہیم خلیل اللہ۔ دوسری آسیہ دختر مزاحم۔ تیسری مریمؑ بنت عمران۔ چوتھی کلثوم خواہر موسیٰؑ ہیں طاہرہ تمام نجاستوں سے پاک پیدا ہوئیں شرق وغرب عالم آپ کے نور سے مطلع انوار بنگیا دس حوریں طشت و ابریق وغیرہ لیے حاضر تھیں ایک معظمہ نے آپ کو آب کوثر سے غسل دیکر سر اطہر پر عصابہ باندھا معصومہ نے تکلم فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان ابی رسول اللہ وان بعلی سید الاوصیاء وولدی سادۃ الاسباط۔

آپنے اُن پہ پھر سلام کیا بہ تبسّم ہر اک کا نام لیا

آسمانون پر شور تہنیت اور ایسا نور ظاہر ہوا کہ فرشتون نے کبھی نہ دیکھا تھا جناب خدیجہ رضوان اللہ علیہا نے خوش ہوکر دودھ پلایا پیار کیا۔ فضل خدا سے ایک دن مین اسقدر نشوونما ہوتا تھا کہ اور بچے ایک مہینہ مین نمو کرتے ہین۔

بروایت حضرت جابرؓ سرورِ عالم ایک دن جناب سیّدہ کو گود مین لیے پیار کر رہے تھے حُمیرا نے کہا آپ اس لڑکی کو بہت چاہتے ہین فرمایا اگر تم جانو کہ مین کسدرجہ محبت رکھتا ہون تو محبت تمھاری زیادہ ہوجائے۔ شب معراج جب آسمانون پر انبیا سے ملاقات کی اور ملائکہ استقبال و تعظیم کے اہتمام مین تھے ایک منادی ندا کر رہا تھا کہ خوب ہین پدر تمھارے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ اور خوب ہین بھائی تمھارے علیؑ ابن ابیطالب جب حجابون مین پہونچا جبرئیلؑ ملے ہاتھ پکڑے ہوے بہشت مین لے گئے وہان شجر نور دیکھا پوچھا یہ شجر کس کا ہے کہا آپ کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کا آگے بڑھے تو رُطب ملے ایک دانہ مین نے کھایا جس سے انعقاد طاہرہ کا ہوا۔ فاطمۃ الانسیۃ حورا ہے نہ انسیہ محض۔ انھی کے ہم معنے ارشاد ہوتا ہے کہ جناب قادر ذوالجلال نے ایک سیب ہدیۂ بہشت سے بھیجا جبرئیلؑ اپنے سینہ سے لگا کر اُسکو لائے اُسکی رطوبت نے سینہ جبرئیلؑ مین اثر کیا عرق جبرئیلؑ نے اُسمین سرایت کی۔ اُسکو توڑ کر کھایا نور اُس سے ساطع ہوا۔ جبرئیل نے کہا یہ نور ہے منصورہ فاطمۃ زہرا کا۔ مین نے پوچھا منصورہ کون ہے۔ کہا یہ دختر ہے آپ کی اہل آسمان منصورہ اور اہل زمین اسکو فاطمۃ زہرا کہین گے۔ فاطمہ کے معنے چھوڑانیکے ہین وہ اپنے شیعون کو آتش جہنم سے چھوڑا دین گی۔ زہرا کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ حقتعالےٰ نے اپنے نور عظمت سے معصومہ کو جب خلق فرمایا نور اُنکا ارض و سما مین طالع ہوا ملائکہ سجدہ مین جھک گئے اور عرض کیا الٰہی یہ نور کیسا ہی۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارا نور ہے آسمان مین اسکو قرار دیا ہی صلب سیّد المرسلین سے اسکو ظاہر کرینگے اس نور سے اپنے خلفا اور رہبران دین کو پیدا کرینگے۔

صادق آل محمدؑ فرماتے ہین کہ وہ معصومہ نماز کو جب کھڑی ہوتی تھین آسمان روشن ہوتے تھے جسطرح اہل زمین ستارون سے ضیا پاتے ہین۔ مروی ہے کہ جناب مریمؑ کو بتول کہتے تھے جناب سیّدہ کا نام بھی بتول ہی اسلیے کہ طاہرہ طاہر ہین دماے ثلاثہ وغیرہ کی تمام کثافتون سے۔

سال پنجم بعثت مین پیدا ہوئین۔ نو برس کے سن مین عقد ہوا۔ اٹھارہ برس کی عمر مین ظالمون کے ظلم سے شہادت پائی۔ عدالت کا حال سُنیے۔ دست مبارک تعب سے مجروح ہی

حسنینؑ گریان ہین سلمانؓ نے عرض کیا فضہ سے خدمت لیجیے۔ فرمایا بابا جان کا حکم ہے کہ ایک دن کام گھر کا تم کرو ایک دن فضہ سے خدمت لو۔ عرض کیا مین آپ کا بردہ آزاد کردہ ہون شاہزادی آپ بچون کو بہلائین مین خدمت بجا لاؤن۔ جب اذان ہوئی سلمانؓ مسجد کو گئے امیر المؤمنینؑ سے حال عرض کیا رونے لگے اور مسجد سے باہر چلے گئے پھر مسکراتے ہوئے آئے سرورِ عالم نے باعث تبسم دریافت فرمایا۔ عرض کیا دیکھا مین نے ضعف کی شدت اور کثرت تعب سے سیدہؑ سو گئی ہین حسنینؑ سینۂ اطہر پر ہین آسیا خود بخود چل رہی ہے۔ حبیبؐ کبریا متبسم ہوئے اور فرمایا کیا نہین جانتے ہو یا علیؑ کہ ملائکہ محمدؐ و آل محمدؐ کے خادم ہین ؎

کیا بیان ہو سخائے آل عبا خاتمہ ہو گیا سخاوت کا

اللہ اکبر تین روز برابر نذر کے روزے رکھکر ہر روز وقت افطار کھانا اپنا سائل کو دیدین اور خود پانی سے افطار صوم فرمائین ؎

حق تعالے سے پھر ملے یہ صلہ خلعت ہل اتےٰ ہوا اُن کو عطا

بیٹیان باپ سے قدرتی محبت رکھتی ہین ایک مرتبہ سیدہؑ نے انگشتری طلب کی۔ فرمایا جناب رسولؐ خدا نے جب تم نماز شب پڑھنا خدا سے طلب کرنا۔ معصومہؑ نے دعا کی آواز غیب آئی کہ جو شئے تم نے طلب کی زیر مصلّا موجود ہے جسکی قیمت سوائے ربّ العزت کون جان سکتا ہے سیدہ یاقوت کی انگوٹھی پہنکر بہت مسرور ہوئین خواب مین دیکھا کہ وہ معصومہؑ قصر بہشت مین ہین پوچھا یہ مکان کس کا ہے خادمات نے عرض کیا یہ قصر فاطمہؑ بنت محمدؐ کا ہے ایک تخت خوشنما نظر آیا مگر ایک قائمہ اسکا ناقص تھا سبب دریافت کیا۔ کہا اسمین سے تراشکر ایک انگشتری دیگئی ہے صبح کو خواب اپنا جناب رسولؐ خدا سے عرض کیا۔ فرمایا اے اولاد عبد المطلب زینت دنیا تم کو سزاوار نہین آخرت تمھارے لیے ہی وعدہ تمھارا بہشت ہے دنیا سے تمھین کیا کام کہ وہ فانی اور فریبندہ ہے۔ انگوٹھی اُتار کر اُسی مصلّے کے نیچے آپ نے ڈالدی پھر خواب دیکھا اُسی قصر مین گذر ہوا وہی تخت نظر آیا سب پائے اُسکے قائم تھے۔

اب حال سنیے اُس انگشتری کا جسکی قیمت خراج ملک شام کے برابر اور یداللہ کے ہاتھ مین ہے مسجد نبیؐ مین نماز پڑھ رہے ہین سائل نے آکر سوال کیا کسی نے کچھ نہ دیا خدا کے گھر سے محروم پھر کر چلا۔ امیر المؤمنینؑ نے انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا سائل نے انگوٹھی اُتار لی عین حالت رکوع مین دیتا ہوا گیا۔ غزالی نے لکھا ہے کہ وہ انگوٹھی انگشتری سلیمانؑ اور سائل جبریلؑ تھے۔

اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہ سید الشہداء نے بھی انگوٹھی راہ خدا میں دی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ عطائے علوی بحالت بندگی رکوع کی ہیئت میں تھی اور عطائے حسینی بعد شہادت سجدہ میں واقع ہوئی مستزاد یہ ہے کہ سخی ابن سخی نے ہمراہ انگشتر انگشت مبارک بھی دیدی۔ یاد کیجیے ظلم بجدل ملعون کا آہ آہ اس لعین نے انگشت مبارک کو جدا کیا اور جمال ملعون نے دونوں ہاتھ ابن یداللہ کے کاٹ ڈالے۔ دلائل طبری میں جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب وہ معصومہ بستر علالت پر تڑپتی تھیں خواب میں دیکھا جناب رسول خدا تشریف لائے ملائکہ جلو میں ہیں۔ اتنے میں دو فرشتے جانب آسمان لیگئے قصر زرنگار اور بساتین و انہار نظر آئے۔ ایک قصر دیکھا فرش حریر و دیبا اور جواہر زیبا سے آراستہ ہے۔ پوچھا یہ مکان کس کا ہے۔ کہا یہ فردوس اعلے مسکن ہے آپ کے بابا جان کا اور یہ نہر کوثر ہے پھر قصر دیبا نظر آیا ایک تخت پر جناب رسول خدا جلوہ فرما ہیں پیار کیا اور فرمایا تم اپنے مکان میں کیوں نہیں چلی آتیں پھر اور قصر دکھلا کر فرمایا یہ مکان تمھارے اور علیؑ و حسنینؑ اور انکے شیعوں کے ہیں عنقریب تم یہاں آنیوالی ہو۔ خواب سے بیدار ہو کر فرمایا کہ اب وقت رحلت قریب ہے یا اباالحسنؑ اجازت ہو تو چند وصایا عرض کروں۔ یا ابن عم میں نے کبھی آپ کی مخالفت نہیں کی لیکن اگر قصور ہوا ہو تو عفو فرمائیے۔

امیرالمومنینؑ رونے لگے اور فرمایا تم نے ہمیشہ میرے گھر میں تکلیف اٹھائی ظالموں کے ظلم سے راحت نہیں پائی مفارقت تمھاری شاق ہے گویا رسول خدا کا سانحہ آج تازہ ہو گیا۔

عرض کی پہلی وصیت یہ ہے کہ بعد میرے امامہ سے عقد کر لینا وہ میرے بچوں کو بہت چاہتی ہے ان سے محبت رکھے گی۔

دوسری وصیت یہ ہے کہ جس صورت پر ملائکہ نے نشان دیا ہے ایک گہوارہ میری نعش پر بنانا

تیسری وصیت یہ ہے کہ رات ہی میں مجکو دفن کر دینا اعدائے دین کو میرے دفن میں شریک نہ کرنا۔

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ بعد وفات اسی پیراہن میں طاہرہ کو غسل دیا کافور بہشت سے جو رسولؐ کیلیے جبرئیلؑ لائے تھے حنوط کیا جب بند کفن باندھ چکے آواز دی کہ اے ام کلثوم و زینب و فضہ اے حسنینؑ آؤ سیدہ کی آخری زیارت کر لو بیقرار ہو کر سب دوڑے نعش پر گر گر کر کہتے تھے کہ اے مادر ستمدیدہ آپ ہمکو چھوڑ کر چلی گئیں۔ فرماتے ہیں کہ قسم بخدا دیکھا میں نے کہ ایک شعر نعش مطہر سے بلند ہوا دونوں ہاتھ پھیلا کر بچوں کو اپنے سینے سے لگا لیا صوامع ملکوت میں زلزلہ پڑ گیا ہاتف نے ندا کی یا علیؑ حسنینؑ کو سینۂ سیدہؑ سے جدا کرو ملائکہ منتظر و بیقرار ہیں۔

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

الهدیة السادسة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

للہ الحمد والثنایا واہب العطاء۔ صل علی حبیبک محمد وعترتہ الامناء رب لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک انت الذی خلقتنا من فاضل طینتہ سادتنا النجباء سید الرسل والانبیاء وسید الاوصیاء وآلہما الاتقیاء ونورت قلوبنا بنور محبتھم علیھما الاف التحیۃ والثناء اللھم العن علی اعدائک واعدائھم دائما ابدا۔

اما بعد فقال اللہ سبحانہ فی کتابہ الاعلی تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض

ارشاد ہے جناب رب العزت کا کہ ہم نے ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

دیکھیے کتاب عیون الرضا ؏

فرمایا حبیب کبریا نے — افضل نہیں کوئی خلق مجھ سے

امیر المومنین نے ایک دن عرض کیا کہ حضور افضل ہیں یا روح امین۔ فرمایا اللہ نے فضیلت دی ہے انبیائے مرسلین کو ملائکہ مقربین پر اور یا علی میرے بعد فضیلت میں تمہارا درجہ ہے پھر ان ائمہ کا جو تمہارے بعد ہونگے۔ اور ملائکہ تو خادم ہیں ہمارے اور ہمارے دوستوں کے۔ اللہ اکبر ؏

سب سے افضل ہیں صاحب لولاک — اور بعد انکے ان کی عترۃ پاک
بارک اللہ مرتبہ ان کا — ہے رسل اور ملائکہ سے سوا
ماسوے اللہ کے ہیں یہ افسر — سب ہیں واللہ انکے دست نگر
گوہر تاج انما ہیں یہ — باعث خلق ماسوے ہیں یہ
یہ نہ ہوتے اگر تو کچھ بھی نہ تھا — سب ہوے انکی وجہ سے پیدا
جتنے دنیا میں انبیا گذرے — معجزے انکے حق نے انکو دیے

معجزہ وہ خرق عادت ہے کہ بغیر سیکھے بدون مشق کیے حقتعالے بندگان اخیار انبیا و ائمہ اطہار کے دست حق پرست پر جاری فرمائے جس سے تصدیق نبوت اور امامت کی ہو اور عصمت وطہارت شرط اعجاز ہے۔ اہل ایمان جنھوں نے اپنی آنکھوں سے معجزے حضرات طاہرین کے

دیکھیے کس درجہ علم و یقین پر فائز ہو کر کیا محبت رکھتے ہونگے ان حضرات سے ہم لوگ اپنے علمائے اعلام کی زیارت سے مسرور ہو کر باغ باغ اور شگفتہ خاطر ہو جاتے ہیں اظہار محبت کرتے ہیں جو مومنین اخیار ائمۂ اطہار کی زیارت اور صحبت سے مشرف ہوئے کیا مسرت اور فرحت ہوگی اُن کے دل کو۔ کافی میں دیکھیے امام دوسرا علیؑ بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثنا کسی مقام پر جلوہ فرما ہیں ایک شیعہ وضو کے لیے پانی لایا۔ آپ وضو فرما رہے ہیں اور وہ خوشی کی نگاہوں سے محو جمال ہو کر چہرۂ انور کو دیکھ رہا ہے۔ فرمایا کیا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کیا اے مولا یہ چاہتا ہوں کہ حضور کو اپنے مشتاق دل میں جگہ دوں۔ فرمایا مرحبا خوشا حال تیری ماں کا تو ولد الطیب مولود الطہارت ہے محبت ہم اہلبیت عصمت و طہارتؑ کی دشمن نجس الولادۃ کو نہیں ہوتی۔ امام مظلوم مسموم غریب الغربا حضرت رضا علیہ التحیۃ والثناکی زیارت اور ثواب کے بیان میں بیشمار احادیث وارد ہیں۔ باختصار کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں متوجہ ہو کر سنیے

لمعۃ الضیا میں تحفۂ رضویہ سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے ایک پارہ تن میرا دفن ہوگا ایک شہر میں جسکو بندۂ صالح سکندر ذو القرنین نے زمین طوس میں بنایا ہے جسکا نام سناباد ہے۔ پس جو کوئی اُسکی زیارت کرے باوجود دوری وطن و پراگندگی مزار کے میں اسکے لیے ضامن ہوں بہشت کا والضامن غارم اور ضامن مدیون ہوتا ہے۔ وہ زائر بروز قیامت میرے درجہ میں ہوگا اور لکھے گا جناب اقدس و اعلیٰ اسکے لیے ثواب ایک ہزار حجۂ مبرورہ اور ایک ہزار عمرۂ مقبولہ کا۔ اس مقام پر راوی مردد کرتا ہے کہ یا یہ فرمایا حضرتؐ نے کہ ہر قدم پر دو ہزار حج مبرور اور دو ہزار عمرۂ مقبولہ کا ثواب ہوگا۔ وعلمہ عند اللہ۔

صدوق علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ خود فرمایا غریب الغربا نے اپنے زائر کی تین مقام پر دستگیری کرونگا۔ اول وقت تقسیم نامۂ اعمال۔ دوسرے پل صراط پر تیسرے نصب میزان عدل جب ہوگی۔ ؎

آہ یہ منزلیں ہیں سخت کٹھن	حقتعالےٰ بحق چاردہ تن
اہل ایمان پہ رحم فرمائے	لطف سے اپنے اور تفضل سے

ابن بابویہ علیہ الرحمہ اور دیگر علما نے ابو صلت ہروی سے روایت کی ہے کہ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے خدائے عز و جل کی کہ ہم جملہ ائمۂ ہدیٰ شہید ہوں گے کوئی زہر دغا سے کوئی شمشیر جفا سے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا قربان ہوں آپ کے

حضرت کو کون شہید کریگا۔ فرمایا بدترین خلق خدا زہر سے مجھ کو قتل کریگا اور دیار غربت مین دفن ہونگا۔ آگاہ ہو کہ جو اُس غریب الوطنی مین میری زیارت کریگا حقتعالے اُسکے نامۂ اعمال مین ایک لاکھ شہید ایک لاکھ صدیق کا ثواب لکھے گا اور لاکھ حج لاکھ عمرے لاکھ مجاہد راہ خدا کا ثواب اُسکو مرحمت فرمائیگا اور وہ زائر بروز قیامت ہمارے زمرہ مین محشور ہوگا اور درجات بہشت مین ہمارا رفیق ہوگا۔ اللہ اکبر۔ جب حضرت غریب الغربا زہر سے شہید کیے گئے مامون نے اپنے باپ ہارون کی قبر کے سامنے آپ کو دفن کیا شہر کے اُجڑ جانے پر صدہا برس قبر اطہر و منور سنسان جنگل کی جھاڑیوں مین نہان رہی۔

صاحب لمعۃ الضیا وسیلۃ الرضوان کے حوالے سے لکھتے ہین کہ سنجر بادشاہ کا بیٹا یا وزیر زادہ مدقوق تھا اطبا نے سیر و شکار اُسکا علاج تجویز کیا تھا کھیل رہا تھا کہ ایک ہرن اُسکی کمند سے چھوٹکر بھاگا اُس نے تعاقب کیا امام رضا مین آکر ہرن پناہ گزین ہوا ہر چند خبر کیا گھوڑا آگے نہ بڑھا یہ اور ہمراہی اُسکے پیدل ہوکر متجسس پھر رہے تھے شہزادے نے مرقد اطہر سے لپٹ کر رو کر دعا کی شفا حاصل ہوئی۔ اپنے باپ کو عریضہ لکھا کہ مزار اقدس علی بن موسیٰ الرضا ظاہر ہوا ہے اُسکی برکت سے شفایاب ہوکر یہین مقیم ہون بہت جلد اسکی تعمیر کرا دیجیے۔ بادشاہ خط پڑھکر بہت مسرور ہوا روضۂ اطہر اور گنبد انور اُسکے حکم سے تعمیر ہوا شہر آباد ہو گیا۔

مشہد مقدس سے پچیس تیس کوس کے فاصلہ پر قدم گاہ شریف ایک خوشنما منظر ہے ہم لوگ عراق مین عتبات عالیات کی زیارت سے فیضیاب ہوکر براہ کرمان شاہ معصومۂ قم اور سید عبد العظیم حسنی کی زیارت سے مشرف ہوکر خراسان جب گئے ہین راہ مین قدم گاہ کی بھی زیارت کی ۔ دیر تک اُس جگہ مقیم رہے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے سید و آقا غریب الغربا مرو جاتے ہوئے جب یہان گذرے ہین کچھ لوگ معجزے کے طالب ہوے آپنے زمین پر ٹھوکر ماری بحکم خدا چشمہ جاری ہو گیا آپنے وضو کیا اور ایک پتھر پر کھڑے ہوکر نماز پڑھی باعجاز مولا دونون قدم اطہر کا اُسپر نشان بنگیا۔ شاہ عباس علیہ الرحمہ۔ راسخ الاعتقاد شیعہ تھا۔ جس نے اصفہان سے تا خراسان جا بجا متعدد کاروانسرائین اور کنوین بنوائے ہین یہان اُسنے باغ لگایا حوض بنوایا جو اُس چشمہ کے پانی سے مملو ہے ہمنے بھی اُس حوض کے پانی سے منہ ہاتھ دھوکر استشفا کیا۔ وہان اُس شہنشاہ نے خوشنما گنبد بنوایا ہے اُس پتھر کو منگوا کر زیر گنبد ایک دیوار مین نصب کرادیا ہے مجاور زیارت پڑھواتے ہین روشنی کرتے ہین۔ مختصر آبادی اور دکانین چار

وغیرہ کی بھی ہین۔ عہد سلف کے سر بفلک دو ایک درخت قائم اور ایک زمین پر سر بسجدہ ہے۔

حمد محمود داور دادار — مدح احمد و آلہ الاطہار
ہے گل سرسبد بیان کا مرے — تازہ ایمان ہو جسکی خوشبو سے
آستان بوسی نبیؐ و علیؑ — دین و ایمان ہے مرا ازلی
ہون مین دلبند ثالث حسنینؑ — خادم آل سید کونین
کفش بردار خسرو نجبا — چاردہ خوان کا ہون زلہ ربا
معجزات ائمۂ اطہار — نظم اکثر کیے دُر شہوار
رضویہ یہ معجزہ سُنیے — روح تازہ ہو جسکے سُننے سے
جان ملکم کی دیکھیے تحریر — ملک ایران مین رہا ہے سفیر
کیا سفرنامہ مین ہے اُسنے لکھا — اُس سے ہے لمعۃ الضیا نے لیا
کہ خراسان ہے صوبۂ زرخیز — ہین مضافات اُسکے دل آویز
کسی قریہ مین خستہ حال تباہ — مرد مومن تھا ایک عبد اللہ
عقل دنیا نہ رکھتا تھا کچھ بھی — سے ہے عجیب و غریب نقل اُسکی
اُسکی زوجہ کا نام تھا زیبا — جب خدا نے اُسے دیا بیٹا
رکھا یوسف تب اُسنے نام پسر — یہ تفأل تھا اُسکے پیش نظر
جیسے وہ شاہ مصر کے تھے وزیر — ایسے ہی ہوگا یہ امیر کبیر
ہوئی دختر جب اسکے گھر پیدا — فاطمہ اُسکا نام اُسنے رکھا
جیسے یہ ہے کنیز بنت نبیؐ — اسکا شوہر بھی ہو غلام علیؑ
تھا تہیدست گرچہ یہ دیندار — دل تھا قانع زبان شکر گذار
کچھ نہ رکھتا تھا دولت دنیا — نے غم دزد نے غم کالا
اک زمیندار کا تھا خدمتگار — متکفل وہ ہی تھا آخرکار
جان و دل سے کیا جب اُسکا کام — دس قروش اُسنے تب دیا انعام
کبھی دیکھا نہ تھا جمال زر — اپنے جامے سے ہو گیا باہر
کھل گئین باچھین مسکراتا ہوا — اپنے گھر آیا اہلیہ سے کہا
پیاری زیبا خدا کا شکر کرو — جاگ اُٹھے بخت زر ملا ہمکو

زعفران زار بنگیا وہ زر
حُسن نیت سے پھر یہ کہنے لگا
جو بچے اُسمین تحفے سب کے لیے
بہ تبسّم کہا یہ زینب نے
تھی یہ فرمائش اُسکی دختر کی
بیٹا بولا کہ لا ئیو تلوار
صبحدم بجتے ہی گجر یہ چلا
مرقد پاک کے نثار ہوا
پہلے ظہرین کی نماز پڑھی
نِکلا شوق پھر سوے بازار
جنس تھی خوش قماش زیب دکان
اُسنے دو سو روپے جب مانگے
اُس سے ہونے لگی عبث تکرار
جا کے نخاس گھوڑے وہان دیکھے
چپقلش وہان بھی اُن سے ہونے لگی
اسلحہ کی خرید مین تھا گمان
متحیر تھے اب کہان جائین
تھا بہت ہی قلیل سرمایہ
ایک سائل لگا رہا تھا صدا
ایک دے اور دس گنا پائے
یہ تجارت جو بھا گئی دل کو
وہان سے یہ خالی ہاتھ گھر آئے
تھے یہ خاموش صورت تصویر
وہ زمیندار بھی ہوا ناراض
بضرورت بُلایا پھر ان کو

ہنس پڑے کھل کھلا کے سب یکسر
ہے خمس تو ہدیہ پھر رضا
لاؤن گا مشہد مقدس سے
ریشمی تھان لانا میرے لیے
ہندی رومال کلش زردوزی
اور گھوڑا بھی ایک خوش رفتار
روضۂ اقدس رضا یہ گیا
صدق دل سے دیے قروش چڑھا
پھر زیارت پڑھی دعا مانگی
ایک بزاز سے کین آنکھیں چار
زعفرانی کیا پسند اک تھان
سُن کے قیمت کو انکے ہوش اڑے
ہو گئے بدحظ اٹھ آئے یہ ناچار
قیمتین اُنکی سُن کے تنگ ہوئے
نہ ہوئی ہمت مست خیر ہوئی
کہین تلوار چل نہ جائے وہان
کیا کرین یہ غریب کیا نہ کرین
سب کے تحفون کا لانا بن نہ پڑا
صدقہ دے کوئی بنام خدا
کون بڑھکر ہے اس تجارت سے
دیدیے سب قروش سائل کو
بولے انکے خیال کیا لائے
مُہر خاموشی بنگئی لقمہ
دی سزا اُسنے اور کیا اعراض
اور دیا حکم تم کنواں کھودو

آلہ حفر ہاتھ میں لے کے
وہ کڑی دھوپ اُجاڑ وہ صحرا
جبکہ دو گز زمین کھود چکے
بھر کے زنبیل لائے گھر میں نہیں
دل میں سوچے کہ چلکے مشہد میں
ماحصل جو ہو انکی قیمت کا
جو پس انداز اس سے ہو آخر
یہ جواہر کو جانتے بھی نہ تھے
کہ ہے الماس کیا زمرد کیا
سنگ یہ نگ ہے یہ ڈھنگ سے کیا چیز
دیکھ آئے تھے ایک دکان پر
یہ اُسی دھن میں اپنے گھر سے چلے
دفن زنبیل کی بزیر شجر
پہونچے یہ جوہری کی دوکان پر
دیکھ کر اُس نے یہ کہا ان سے
مین ابھی اُلٹے پاؤں آتا ہوں
کی رپٹ کوتوال سے جا کر
پولس آ پہونچا اور انھیں پکڑا
اب قضا کھیلنے لگی سر پر
کرکے جالان جب بشاہ وہ لے
اس نے اول سے لے کے تا آخر
سادگی اُس کی اور سچائی
اُس نے مومن سمجھ کے خاطر کی
جبکہ دائر یہ سانحہ تھا بنا
اصفہان دارِ سلطنت اُس کا

کہہ کے بسم اللہ کھودنے پہ لگے
کہ پرندہ بھی پر نہ مارتا تھا
ظرف ملوئے جواہر سے
اُنکو پہچان کیا بزیر نہیں
سنگریزوں کو ہم فروخت کریں
ہے ہدیہ خمس بنام رضا
لیں ہدایا عیال کی خاطر
نہ کبھی اُنکے نام بھی تھے سُنے
کس کو یاقوت کہتے ہیں عقلا
انکو اصلا کسی کی تھی نہ تمیز
کہ رکھے ہیں کچھ ایسے ہی پتھر
بھر کے زنبیل لے چلے گھر سے
اور اُنہیں سے لیکے مٹھی بھر
اور کہا مول لیتے ہو پتھر
آئیے بیٹھیے کرم کیجیے
ان کی قیمت ابھی سناتا ہوں
گنج کسرے کی لیجیے چل کے خبر
سب جواہر پہ قبضہ اپنا کیا
کچھ سراپا کی بھی رہی نہ خبر
لے گئے پیش حاکم مشہد
سرگذشت اپنی کی وہاں ظاہر
سب کو ورنے کے دلمیں نقش ہوئی
رحم اُس پر کیا تسلی دی
شاہ عباس کا زمانہ تھا
ہر کہ امن اُسکے عہد میں تھا

بس کہ تھا یہ مقدمہ سنگین
خود کو کرنے کچھ نہ دخل دیا
اس قضیہ کو اصفہان بھیجو
شاہ عباس اعظم صفوی
راسخ الاعتقاد شیعہ تھا
پیادہ پا اصفہان سے مشہد کو
جا پہنچا کاروان سرائیں جدید
کنوئیں کھدوائے ہیں وہاں دیکھو
ایسا پاک اعتقاد شاہنشاہ
ایک شب اس نے خواب میں دیکھا
سبز پہنے ہوئے ہیں آپ لباس
دوست کی میرے تو حمایت کر
متحیر تھا دل میں حد سے سوا
حکم اُس نے معبروں کو دیا
اسکی تعبیر کر نہ تم دو گے
استے ہیں حاکم خراسان کا
کہ ہوا گنج کسروی ظاہر
عرض کرتا ہے خادم کا وزیر
مومن خوش نہاد اک شیعہ
آرہا ہے ادھر خراسان سے
جس کی حضرت نے ہے سفارش کی
دہ شہنشاہ سید صفوی
خوش ہوا اس کے شاہ باقبال
پیشوائی کو خود مع لشکر
ایک صحرا میں جاکے سب اُترے

اور عقلاً تھا مصلحت کے قرین
بلکہ اس نے یہ ہی پسند کیا
خود شہنشاہ طے کرے اس کو
دوستدار نبیؐ و آل نبیؐ
زلہ بردار خوان لطف رضاؑ
یہ گیا اعتقاد تو دیکھو
اسکا ہیں یادگار قابل دید
کہ نہ تکلیف زائروں کو ہو
کوئی ابتک نہیں ہوا واللہ
جلوہ فرما ہوئے امام رضاؑ
اس سے فرماتے ہیں کہ اے عباس
نہو تکلیف بذل راحت کر
دوسری شب کو پھر وہی دیکھا
شام تک ہے زمانہ مہلت کا
تیغ کے گھاٹ پر سب اُترو گے
دفعتۂ اک مراسلہ پہونچا
مع مخرج بیں کرتا ہوں حاضر
کہ مبارک ہو خواب کی تعبیر
ناصیہ سائے آستان رضاؑ
گنج کسریٰ نکالا ہے جس نے
اور بشارت جہان پناہ کو دی
خادم خاص روضۂ رضوی
اور کیا اُس نے عزم استقبال
اصفہان سے چلا بکر و حشم
نصب خیمے تھے جس جگہ اُن کے

پھر ہوا شور آمد آمد کا
کہ خداوند آ گئے وہ اسیر
سن کے یہ شاہِ کجکلاہ چلا
پیشوائی کی بڑھ کے چند قدم
ایک ناقہ پہ دیکھا عبد اللہ
ایک ناقہ پہ اُسکی ہے زوجہ
مستحق رحم کا تھا وہ مسکین
اپنے خیمہ مین ساتھ اُسے لایا
دُزرانے عیال کی اُس کے
اور اُتارا باحترام اُنھین
فاخرہ پھر لباس اور زیور
خلعت خاص پہنے عبد اللہ
دیر تک سر جھکائے روتا رہا
قتل کیجے مجھے تو بعد مرے
اُسکے رونے پہ شاہ بھی رو دیا
بعد چندے یہ مرتبہ بخشا
پیاری زیبا کا یہ بڑھا رتبہ
دل مین شوہر کے ہر ادا اُسکی
اُسکا بیٹا ہوا امیر کبیر
شاہزادون مین پرورش وہ ہوا
ایک لائق امیر زادہ تھا
ہے امام غریب کا صدقہ
نظر مہر کی امامؑ نے جب
اے شہنشاہ اے امام رضا
از برائے نبیؐ و آلِ کرام

آن کر جب بدارتے یہ کہا
منتظر جن کے تھے امیر و وزیر
اپنے خیمہ سے پیادہ پا نکلا
خیر مقدم کا غل ہوا اُسدم
ہے رسن بستہ پُر ملال و تباہ
ایک پر دونون بیٹی اور بیٹا
شاہ نے اُسکی مشکلین خود کھولین
خلعت زرنگار پہنایا
رسّیان کھولین دستِ رافت سے
دی جگہ سب کو ایک خیمہ مین
اُنکو پہنائے لطف فرما کر
کہہ چکا جب سب اپنا حال تباہ
پھر یہ کی عرض اے شہ والا
رحم میرے عیال پر کیجے
اور دلاسا بہت کچھ اُسکو دیا
کہ گورنر کیا خراسان کا
کہ ہوا شوہر اُسکا دلدادہ
کھب گئی جب تلک وہ زندہ رہی
اسپ خاصہ ملا ملی شمشیر
جانے کیا کچھ عروج اُسکو ملا
اُسکی بیٹی کا عقد جس سے ہوا
نظر لطف کا ہے اک جلوہ
ذرّے تھے آفتاب بنگئے سب
مین بھی زائر ہون آپ کا مولا
آنکھیں مجکو عطا ہون میرے امامؑ

اور جناب امیرؑ کا صدقہ — بہر زہراؑ و عترت اطہارؑ
دین و دنیا کی بخشے عزت — ہو عطا علم دین کی دولت
اے غریب الدیار کے شیعو — معجزے کے تمسخر کو دیکھو
سن چکے داستان مرو تباہ — دل سے آہین نکلتی ہین واللہ
پھر رہی ہے نظر مین وافریاد — صورت حال سید سجادؑ
مشہدی شیعہ تھا اور اہل ولا — مگر اے مصطفوؐ امام نہ تھا
جان ملکم کی یہ نہین تحریر — تب ہی محرق تھی اسکی دستگیر
بیڑیان پہنے بیقرار نہ تھا — طوق اُس کے گلے کا ہار نہ تھا
اُس کی زوجہ نہ تھی برہنہ سر — بالیان چند سے پہنے تھی وہ گوہر
اُس کے رخسار نیلگون بھی نہ تھے — کہ نشان اُن پہ ہون طمانچون کے
کیا تقابل بھی اس کا دکھلاؤن — کون زبان کس سے کسکا دل لاؤن
اہل غیرت ہین جمع اور سادات — سن سکینگے مصائب جداتؑ
بازوؤن اور گردنون مین بندھی — ہائے کیا چیز اور کیا شے تھی
مین ادب کی زبان سے ہون کہتا — کہ وہ زیور تھا سب شفاعت کا
امت جدؐ کی مغفرت کے لیے — گہنے سیدانیان تھین پہنے ہوئے
آہ بلوے مین نور کے ٹکڑے — اُن نبیؐ زادیون کے سر پہ تھے

سہل ساعدی کہتا ہے کہ واقعۂ کربلا جس زمانہ مین ہوا ہے مین بیت المقدس کی زیارت کو گیا ہوا تھا دیکھا مین نے کہ دمشق کے بازار سجے ہوئے ہین سڑکون و در بالاخانون پر مجمع خلائق کا ہے لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہنس ہنسکر ملاقات گلے مل رہے ہین تہنیت کے نعرے بلند ہین مین نے ایک شخص سے پوچھا کیا اس شہر مین آج کوئی عید ہے - اُس نے روکر کہا کہ یہ مجمع ہے یزیدیون کا قتل حسینؑ کی عید منا رہے ہین اتنے مین شور باجون کا بلند ہوا آگے آگے نیزون پر سرہائے شہدا اُن سب سے آگے ایک بلند نیزے پر سر فرزند رسولؐ کا تلاوت قرآن کی کرتا ہوا جسکو دیکھکر مین نے پہچان لیا اور بے اختیار ہوکر بہت رویا عقب مین برہنہ سر لٹا ہوا قافلہ بیبیون اور یتیمون اسیرون کا سب سے پیچھے ایک ناقۂ بے فرش پر ایک بیمار طوق و سلاسل مین گرفتار یہ نوحہ پڑھتا ہوا نوحہ گر آ رہا ہے۔

اُقاد ذلیلا فی دمشق کاننی | من الرنج عبد غاب عنہ نصیرا

مین نے ادب سے بڑھکر سلام کیا۔ فرمایا سلامتی تو ہم سے کنارہ کر گئی کوئی ہمکو سلام کے لائق ہی نہین جانتا تو شاید کوئی دوستدار ہمارا ہے مین نے عرض کیا مین اصحاب مین کے ہون آپکے جد کے۔ فرمایا اے سہل دیکھا تو نے کہ بنی امیہ نے ہم اہلبیت رسولؐ سے کیا سلوک کیا۔ آہ آہ یہ مجمع دشمنون کا تھا اب مین مجمع دوستون کا دکھلاتا ہون۔ ہا ے جب اسیران کربلا قید سے چھوٹکر مدینہ مین آئے ہین وہ منظر دیکھکر کلیجے شق ہوتے ہین۔

الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الهدیّة السّابعة

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للّٰہ علیٰ نعمائہ وآلائہ الغر اعلیٰ العزّ والمجد والشکر والفضل والعطا۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ وحبیبہ سیّد الوریٰ محمدؐ وعترتہ الامناء النجبا سیّما علیٰ سیّد الاوصیا ونلعن علیٰ اعدائہ و اعدائھم ابدا۔

حق سبحانہ عزّ شانہ قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون۔ تم میرا ذکر کرو مین تم کو یاد کرون شکر کرو میرا اور کفران نعمت نہ کرو۔

افضل ذکر بندگانِ خدا | جانتا ہے اصول شمر کا
شرط یہ ہے کہ اچھا ذکر کرے | اپنی عقلی دلیل سے سمجھے
پھر ہو عامل فروع عشرہ کا | جسطرح حکم ہے خدا نے دیا
بادۂ حب حق سے ہو سرشار | نعمتون کا ہو اُسکی شکرگذار
چودہ معصوم کا ہو وہ شیدا | بس قبالہ یہی ہے جنت کا
اللہ اللہ یہ بندہ کے رتبے | ذکر انھین رب پاک یاد کرے
اے خوشا لطف حبذا اعزاز | اُسکی نعمات سے ہین سرافراز
حقتعالےٰ کے افضل نعمت | انبیا اور ائمہ ہین بخدا

سب سے افضل ہین سید لولاک	بعد انکے ہین انکی عترت پاک
جس کے دل مین ہی خاص انکی ولا	وہ ہی خلد برین مین جائے گا
شکر منعم ہے واجب عقلی	اُسکی نعمت نبی ہین اور علی
منصفو ہے مقام عبرت کا	کیا سلوک ان سے ظالمونے کیا

بے سپاس ناحق شناس مردون سے وہ شکرگذار پاک اعتقاد عورتین بہتر ہین جنھون نے اہلبیت طاہرین کا حق ادا کیا نہین سلاطین جور سے خوف نہ کیا ناطقے ظالمون کے بند کر دیے تیر و شمشیر کا جہاد ساقط ہے عورتون سے مگر دیکھیے انوار نعمانیہ۔ خاندان نبوت کی دوستدار حُرّہ بنت حلیمہ نے کیا جہاد کیا ہے جسکا شہرہ رہیگا حشر تک۔

حجّاج ظالم کا دربار دشمنون سے مملو جلاد تیغ بکف لیے ہوے تنہا عورت کو دھمکا کر پوچھا جاتا ہے کہ فلان فلان پر تو علی کو فضیلت دیتی ہے۔

مومنہ کے دل پر کچھ ہراس نہین کہا یہ غلط ہے کہ مین خاصۃً ان ہی پر فضیلت دیتی ہون بلکہ جناب آدمؑ و نوحؑ و لوطؑ و ابراہیمؑ و موسٰےؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و عیسٰےؑ علے نبینا و آلہ وعلیہم التحیۃ والثنا سے بھی اپنے آقا امیرالمومنینؑ علیہ السلام کو افضل جانتی ہون۔

حجّاج نے بگڑ کر کہا تو نے انبیائے ثلاثہ سے بھی بڑھا دیا اپنے دعوے کو بدلیل ثابت کر ورنہ مین تجکو قتل کر دونگا۔

الحق یعلو ولا یُعلےٰ حرّہ نے کہا حق تعالےٰ خود فضیلت دے رہا ہے فرماتا ہی فعصےٰ آدم ربّہ فغوی۔ اور امیرالمومنین کی شان مین آیا وکان سعیکم مشکورا۔

حجاج نے کہا احسنت یا حرہ۔ اب بیان کر کہ نوحؑ اور لوطؑ پر کیون فضیلت ہے۔

حرہ نے کہا انکی بیبیون کی شان مین آیا ہے کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما۔ اور علی کو فاطمہ زہرا سی زوجہ عطا فرمائی جنکی رضا رضائے خدا اور غضب غضب خدا ہے۔

حجاج نے کہا احسنت مگر بیان کر ابراہیمؑ پر کیون فضیلت ہے۔

حرہ نے کہا حقتعالے حکایتاً فرماتا ہے قال ابراھیم ربّ ارنی کیف تحیی الموتیٰ قال اولم تومن قال بلےٰ ولکن لیطمئن قلبی۔ یعنے کہا ابراہیمؑ نے پروردگار میرے دکھلادے مجکو تو کسطرح مردونکو زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کیا اس پر

ایمان نہین لایا۔ کہا ایمان لایا ہون لیکن دیکھنا چاہتا ہون کہ دل ومطمئن ہوجائے۔
اور حضرت امیرؑ فرماتے ہین لوکشف الغطاما ازددت یقینا۔ نہ اسمین کسی نے اختلاف کیا نہ آپ سے پہلے کسی نے یہ کلمہ کہا۔
حجاج نے تحسین کی اور کہا جناب موسٰیؑ پر کیون فضیلت ہے۔
حرہ نے کہا حقتعالےٰ فرماتا ہے فخرج منہا خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین۔
اور علی مرتضےٰ شب ہجرت بخطر نبیؐ کے بستر پر سوئے حقتعالےٰ جسکی مدح فرماتا ہے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔
حجاج نے پوچھا جناب داؤدؑ پر کیا فضیلت ہے۔
حرہ نے کہا ایک شخص کے درخت انگور کسی کی بکری نے کھالیے تھے اُسکا فیصلہ جناب داؤدؑ نے کیا کہ بکری کی قیمت سے تاوان دیا جائے۔ جناب سلیمانؑ نے کہا صوف اور شیر سے تاوان ملے۔
اور امیر المومنین نے بارہا فرمایا اسئلونی عما فوق السماء اسئلونی عما تحت الارض اسئلونی قبل ان تفقدونی۔

حال تحت الثرے و فوق سما	پوچھ لو قبل رحلت از دنیا
فتح خیبر کے دن نبیؐ نے کہا	تم سے افضل علیؑ ہے بھائی مرا

افضلکم واعلمکم علیؑ

حجاج نے کہا مرحبا لیکن سلیمانؑ پر کیون فضیلت ہے۔
حرہ نے کہا حقتعالےٰ حکایتًا فرماتا ہے رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یعنے جناب سلیمان نے کہا میرے پروردگار ایسا ملک مجکو عطا فرما کہ نہ سزاوار ہو کسی کے لیے بعد میرے۔
اور امیر المومنین فرماتے ہین یا دنیا قد طلقتک ثلاثا لا رجعۃ لی فیک اے دنیا تین طلاق مین نے تجکو دیے ہین کہ پھر رجوع نہ ہو۔
حجاج نے کہا مرحبا لیکن جناب عیسٰیؑ پر کس لیے فضیلت ہے۔
حرہ نے کہا حقتعالےٰ فرماتا ہے اذ قال اللہ یا عیسٰی بن مریم انت قلت

لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ۔ حاصل یہ ہے کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ کو خدا کہنے لگے اس کا مواخذہ کیا گیا اور نصیری جو علیؑ کو خدا کہتے ہین امیر المومنین سے کوئی مواخذہ نہ ہوا۔

حجاج نے تحسین کی اور انعام دیکر رخصت کیا۔ اُس ظالم کے قہر سے خدا نے بچا یا جس نے ایک لاکھ آدمیون کو بظلم قتل کیا تھا۔ اس مومنہ پر خدا نے رحم فرمایا جسطرح سلمانؓ کو شیر کے حملہ سے بچایا۔ ان کا قصہ اول نظم مین سنیئے پھر مفصل واقعہ جسکو غفران مآب علیہ الرحمہ نے مُسَکِّنُ القلوب مین لکھا ہے عرض کرون گا۔

ہے سزاوار حمد شان اُسکی — خلقا جس کے ہین امام و نبیؐ
آیت اللہ دین کے راہ نما — سب کے سردار ہین حبیب خدا
صلوات و سلام آٹھ پہر — ہین نبیؐ پر اور انکی عترتؑ پر
محبت حق ائمۂ اطہار — تاتما سے نبیؐ ہین ہشت و چہار
وہی علم دین کے عالم — از جناب امیرؑ تا قائمؑ
ہین یہ معصوم مثل شاہ حجاز — حجت اللہ صاحب اعجاز
علم حق جو ہوا نبی کو عطا — وہ نبیؐ نے کیا علیؑ کو عطا
بڑے اور چھوٹے اس گھرانے کے — سب ہین خازن اسی خزانے کے
شہر علم خدا ہین پیغمبرؐ — جسکے نام خدا ہین بارہ در
ہے عجب شان کی یہ بارہ دری — نور حق کی ہے جس مین جلوہ گری
تھا یہی نور احمد و حیدرؑ — دل سلمانؓ کے شوق کا منظر
اہل ایمان فسانہ اس کا سنین — دل مین غبطہ کرین درود پڑھین
آتش افروز انکے تھے آبا — سن کے عیسائیون سے مدح و ثنا
عشق نور خدا ہوا ان کو — لے چلی شوق کی ہوا ان کو
چھوڑ کر نار باپ سے چھپ کے — نور کے عشق مین چلے گھر سے
لے چلا شوق سوئے ملک عرب — بن گیا مطمح نظر یثرب
سُنیئے نور خدا کا اب اعجاز — تھا وطن ان کا خطۂ شیراز
پُر فضا راہ مین ہے اک صحرا — قدرتی آبشار ہین اُس جا
رام پور مین ہین ایک پُر شہری — نام نامی ہے جسکا لطف علی

گہتے تھے دلکشا وہ ہے صحرا
سیل بالائے کوہ سے آ کر
اُسپہ سورج کی پڑتی ہے جو کرن
جابجا وہان ہین شیر صحرا ئی
چلے جاتے تھے مضطر و بیکس
نہ کسی کاروان کا دان تھا غبار
کبھی گھبرا کے مڑکے گر دیکھا
دشت ارجن مین ناگہان پہونچے
صبح کو آفتاب جب چمکا
ابھی نکلے نہ تھے یہ چشمہ سے
رو کے خالق سے دلمین کی فریاد
وہی نور رسولؐ کا صدقہ
شیر کی زد سے تو بچا مجھ کو
تھا وہ پُرہول لق و دق صحرا
اُڑ رہی تھی ہوا مین شیر کی بو
کر رہے تھے نگاہ چار طرف
آن پہونچا مدد کو انکی وہان
آ کے شیر ببر کو للکارا
ایک ہی ضرب مین ہوا بسمل
موسم گل تھا اور فصل بہار
مے شبنم تھی کیا سرور انگیز
جھومتی پھر رہی تھی باد صبا
کھل رہے تھے گل طرب افزا
پھول چُنکر بنا کے گلدستہ
لے کے اور زیب آستین کر کے

طرب انگیز ہے وہان کی ہوا
گر رہی ہے بن کے پانی کی چادر
قابل دید ہے عجب فلیتن
سیر کو جاتے ہین تماشا ئی
نہ کبھی سنتے تھے فغان جرس
دیکھکر جس کو دل کو آئے قرار
اپنا سایہ بھی دوران کو ملا
تھکے ماندے تھے سو رہے پڑکے
ایک چشمہ مین جا کے غسل کیا
کر لیا گھیر شیر نے آ کے
میرے معبود کر مری امداد
جسکا مشتاق گھر سے ہون نکلا
اس بلا سے کر اب رہا مجھ کو
کہ نہ کو سون تھا آدمی کا پتا
ہو گیا خشک تن بدن کا لہو
ناگہان اک سوار نیزہ بکف
جسکا چہرہ نقاب مین تھا نہان
نیزہ سینہ پہ تان کر مارا
کسی عاشق کا جیسے تڑپے دل
بن گیا دشت غیرت گلزار
جام لالے کے جس سے تھے لبریز
جیسے متوالا یہ گرا وہ گرا
جنپہ بلبل ہزار جان سے فدا
جلد تر نذر شہسوار کیا
ہو گیا غائب ان کی نظرون سے

چشم حیرت نے ہرطرف دیکھا ‏ ‏ مگر اُسکا غبار بھی نہ ملا ؛
معجزہ مظہر العجائبؑ کا ‏ ‏ سُن کے بشاش ہین سب اہل ولا
از برائے رسولؐ و آلِ رسولؐ ‏ ‏ یا الٰہی مری دعا ہو قبول
بھیج اب اپنے شیر غرّان کو ‏ ‏ آکے جس نے چھوڑایا سلمان کو
میری آنکھون کو دین شفا آکے ‏ ‏ اور گناہون کو بخشوائین مرے
اے مرے واجب الوجود خدا ‏ ‏ وحدہٗ لاشریک بے ہمتا
یا الٰہی بحق سیّد پاک ‏ ‏ بہر ذُرّیت شہ لولاک
عفو فرما ہر ایک میری خطا ‏ ‏ کر عطا ہر مرض کو میرے شفا
ہو عطا اے حسینؑ شاہ زمن ‏ ‏ کربلا میرا مسکن و مدفن ؛
حائری کربلائی نام خدا ‏ ‏ مایۂ ناز ہو لقب میرا

جناب غفرانمآب اعلی اللہ مقامہ مُسکّن القلوب مین ابن بابویہ علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہین کہ امام ہُمام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کسی نے حال سلمان فارسی کا پوچھا فرمایا خبر دی ہے مجھکو میرے پدر نامور نے کہ ایک دن روضۂ رسولؐ خدا پر امیرالمومنین کے حضور مین سلمانؓ و ابوذرؓ اور اہل قریش حاضر تھے - فرمایا آپنے یا ابا عبد اللہ اپنے ابتدائی حال سے خبر دو کہ مُشرّف باسلام کیونکر ہوے - سلمان نے عرض کیا واللہ کوئی دوسرا اگر پوچھتا تو نہ بتلاتا لیکن آپکے حکم کی اطاعت واجب ہے - یا امیرالمومنین مین شیراز کے زمینداروں مین تھا میرے مان باپ مجھکو بہت چاہتے تھے - ایکدن اپنے باپ کے ہمراہ عیدگاہ کو گیا سُنا مین نے کہ عبادت خانہ مین کوئی بآواز بلند پکار رہا ہے آشہدُ ان لا الٰہ الا اللہ وان عیسٰے روح اللہ وان محمدؐ حبیب اللہ - اس آواز کے سنتے ہی حبیب کبریا کی محبت میرے دل اور خون مین پیر گئی یہانتک کہ آب و غذا ترک ہو گئی - میری مان نے مجھسے کہا کہ آج تو نے آفتاب کو سجدہ نہ کیا مین نے انکار کیا - وہ چپ ہو رہی جب ہم گھر کو پھرے دیکھا کہ ایک نامہ چھت مین لٹکا ہوا ہے مین نے پوچھا یہ خط کیسا ہے اُس نے کہا جب سے ہم پھر کر آئے ہین یہ خط یوہین لٹکا ہوا ہے تو اسکے پاس نہ جانا باپ تیرا تجکو قتل کریگا مجکو تحیر تھا اور منتظر رہا والدین شب کو سو رہے تو مین نے اُٹھکر اسکو پڑھا لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ ایک عہد نامہ ہے خدا کیطرف سے حضرت آدم کو جنکی نسل سے پیغمبر برحق محمدؐ پیدا ہونگے اخلاق حسنہ سکھلائینگے

اور بُت پرستی سے منع فرمائینگے۔ اے روزبہ تو اُنپر ایمان لا اور دین مجوس کو چھوڑ دے۔ اُسکو پڑھتے ہی آتش محبت سینہ مین بھڑک اُٹھی مان باپ نے خبر پاکر چاہ عمیق مین مجھ کو قید کیا اور کہا اس عقیدہ سے باز نہ آئیگا تو قتل کیا جائیگا مین نے کہا جو چاہو کرو محبت نبوی دل سے نہ نکلے گی۔ سلمان کہتے ہین کہ اس سے پہلے مین عربی نہ جانتا تھا اُس روز سے الہام ہوا عربی کے معنے خود بخود سمجھنے لگا مدتون کنوین مین رہا ایک گردہ نان روز پھینکدیتے تھے۔

حضرات! یہ قید چاہ بقصد ہلاک نہ تھی بھائیون نے جناب یوسفؑ کو جو کنوین مین ڈالا وہ اس سے زیادہ مصیبت خیز ہے اور جناب دانیالؑ کا حال بھی ایسا ہی پُر درد ہے۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہین کہ سلیمان علیہ السّلام کا وقت رحلت جب قریب آیا آصف برخیا کو اپنا خلیفہ کیا وہ مسائل دینیہ کی تعلیم کرتے رہے یہانتک کہ اُنکی غیبت ہوئی پھر ظاہر ہوے اور وداع کیا اپنے اصحاب کو۔ پوچھا کہ اب آپ کو کہان پائینگے۔ فرمایا صراط کے قریب آپ کی غیبت کے بعد بنی اسرائیل پر بڑی سختیان ہوئین۔ بخت نصر نے مسلط ہو کر قتل عظیم کیا بچون کو قید کر لیا انھین سے ایک حضرت دانیالؑ و رفرزندان ہارون سے جناب عزیرؑ تھے۔ بنی اسرائیل عذاب شدید مین مبتلا تھے۔ جناب دانیالؑ نوّے برس اس ظالم کی قید مین رہے جب اُسکو فضیلت اُنکی معلوم ہوئی اور سُنا کہ بنی اسرائیل دانیالؑ کی رہائی پر اپنی کشائش کے منتظر ہین تب اُس شقی نے دانیالؑ کو ایک چاہ عمیق مین قید کیا اور ایک شیر درندہ کنوین مین چھوڑوا دیا۔ اور منع کر دیا کہ انکو کھانا کوئی نہ پہونچاے۔ اللہ اکبر۔ وہ شیر کچھ متعرض نہوا اور بحکم خدا ایک پیغمبر بنی اسرائیل مین سے آب و غذا انکو پہونچاتے رہے۔ وہ جناب دن کو روزہ رکھتے تھے شب کو افطار فرماتے تھے اور آپکے شیعون پر بڑی سختی کا زمانہ تھا۔

شہاب الدین نے قلیوبی مین لکھا ہے کہ متوکل کے عہد مین ایک سال قحط پڑا مسلمانون نے صحرا مین جاکر نماز استسقا پڑھی کچھ نہ ہوا۔ یہود و نصاریٰ کو حکم ہوا کہ تم دعا کرو۔ راہب نے جو ہین دست دعا بلند کیے پانی برسنے لگا دوسرے دن بھی یہی ہوا ضعفاے اسلام بعض مرتد ہو گئے۔ متوکل نے امام حسن عسکری علیہ السّلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ امت آپکے جد کی تباہ ہوئی خبر لیجیے۔ فرمایا کل صحرا مین سب حاضر ہون۔

حضار نے بنت کہا ابتو انھین چھوڑدے۔ قید سے رہائی دیگئی۔ سب بیرون شہر نکلے۔ راہب نے ہاتھ اُٹھایا ابر گھر آیا فرمایا ہاتھ اسکا پکڑلو۔ دیکھا تو استخوان انسان ہاتھ مین تھی

وہ اُس کے ہاتھ سے نکال لیگئی۔ فرمایا اب تو ہاتھ کو بلند کر۔ پھر جو اُس نے ہاتھ اُٹھایا ابر اُڑ گیا آفتاب نکل آیا۔ خلیفہ نے پوچھا وَمَا هٰذَا یا ابا محمد اے مولا یہ کیا بات تھی۔
فرمایا کسی نبی کی استخوان راہب کے ہاتھ آگئی ہے اُسکی تاثیر یہ ہے کہ جب آسمان کو دکھلائے ابر گھر آئیگا امتحان کیا گیا تو ارشاد کے مطابق پایا جاہلوں کے دل کا شبہ جاتا رہا جو ضعیف الایمان مرتد ہو گئے تھے وہ اسلام کی طرف پھر آئے۔
اسی خلیفہ کے عہد مین ایک عورت نے ادعاے سیادت کیا متوکل نے حضرت سے التجا کی۔ فرمایا حسنینؑ کی اولاد کا گوشت حرام ہے درندوں پر شیر کے سامنے چھوڑ کر دیکھ لو یہ سُنکر وہ عورت کانپ گئی اور اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔
اس شرارت کو دیکھیے خود بالاخانہ پر بیٹھکر صحن مین شیر چھوڑوا دیے اور امام علیہ السّلام کو بہانہ سے بلوایا۔ روای کہتا ہے کہ سنہ شیروں کی آواز سے زہرے آب ہوے جاتے تھے جب ہی جناب کو آتے ہوے دیکھا ادب سے خاموش ہو گئے اور گرد آپ کے پھر کر دست و آستین اطہر سے پشت اپنی مس کرنے لگے زینہ کا دروازہ کھولکر آپ کوٹھے پر تشریف لے گئے خلیفہ سے کچھ دیر باتین کین وہان سے اُترے شیر پھر ویسے ہی نثار ہوے آپ کے جانے کے بعد خلیفہ نے اپنے ملازمون کو منع کر دیا کہ اسکا چرچا شہر مین نہو۔
آپ نے سُنا خاصان خدا چاہے بلا مین قید رہے ظالمون کے ظلم سہے۔ لیکن نہ شدت سے بیمار تھے نہ طوق و زنجیر مین گرفتار نہ کسی قافلہ اُسرا اور سر ہاے شہدا کے ہمراہ برہنہ پا کانٹون پر دوڑاے گئے نہ کسی ظالم ستمگار کے دربار مین سر و پا برہنہ رسن بستہ حاضر کیے گئے۔
ہاے فدا ہو جان شیعون کی بیمار کربلا کے صبر پر افسوس بنی امیہ کے ہاتھ سے جو ظلم انپر ہوے اور جو مصائب انپر گذرے کوئی صابر تحمل اُسکا نہین کر سکتا ع اے وائے بیکسی اسیران کربلا
پھر سکن القلوب کو دیکھیے۔ جب قید مین بہت دن گذر گئے سلمانؒ کہتے ہین کہ مین نے شب کو دعا کی الٰہی بحق نبی و وصی رہائی ہو اس قید سے اب میری۔ ایک شخص بلباس فاخر آیا اور کہا اے روزبہ اُٹھ۔ ہاتھ میرا پکڑ کر ایک عبادت خانہ کے قریب کھڑا کر دیا مین نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ ایک پیر دیرانی نے سر اپنا صومعہ سے نکال کر کہا نام تیرا روزبہ ہے۔ مین نے کہا ہان۔ وہ مجھکو ہمراہ لے گیا دو برس اُسکی خدمت مین رہا جب اُسکا وقت رحلت قریب پہونچا مجھ سے کہا انطاکیہ مین ایک راہب ہے اُس سے ملکر میرا سلام کہنا اور یہ لوح اُسکو دینا

یہ کہکر اُسکا سانحہ ہو گیا دفن کے بعد انطاکیہ پہونچکر راہب سے ملا دو برس اُسکی خدمت میں رہا اُسنے وقت رحلت اسکندریہ جانے کی وصیت کی دو برس وہان رہا۔ راہب اسکندریہ کا زمان ارتحال جب قریب آیا اُسنے کہا محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب عنقریب پیدا ہونیوالے ہین اُن سے مشرف ہو تو میرا سلام عرض کرنا اور یہ لوح اُنکی خدمت طاہر مین پہونچانا۔

وہان سے ایک قافلے کے ہمراہ یثرب کو چلا وقت طعام ایک گوسفند کو لاٹھیون سے مار مار کر اُنھون نے کباب لگائے مجھسے بھی کھانے کو کہا مین نے جواب دیا ہم لوگ دیرانی مردار نہین کھاتے یہ سُنکر مجھکو مارنا شروع کیا قریب ہلاک پہونچا تو ایک نے اُنمین سے کہا چھوڑ دو اب وقت شراب آتا ہے نہ پیئے گا تو قتل کرینگے جب شراب کا وقت آیا شرب خمر سے مین نے انکار کیا چاہتے تھے کہ مجھکو قتل کرین مین نے کہا جان سے نہ مارو مجھکو اپنا غلام بنالو۔ ایکنے غلام بنالیا اور وہان سے لاکر ایک یہودی کے ہاتھ تین سو درہم کو بیچ ڈالا اُسنے میرا حال پوچھا مین نے کہا رسولؐ مختار اور حیدر کرار کا دوستدار ہون اُس دشمن رسولؐ نے ایک ریگستان بتلاکر کہا صبح تک اگر اسکو صاف نہ کیا تو قتل کردونگا تمام شب مین نے اُسکو صاف کیا عاجز ہو گیا تو دعا کی بار الٰہا بحق اُس نور کے جسکی محبت تو نے میرے دل مین ڈالدی ہے اس بلاسے مجھکو نجات دے۔ ایک ہوا چلی اور جہان وہ یہودی چاہتا تھا اُس ریت کو پہونچا دیا صبح کو اُس یہودی نے کہا تو ساحر ہے مین تجھکو رکھنا نہین چاہتا۔ پھر دونا شہر لاکر سلیمہ نامے ایک عورت کے ہاتھ فروخت کیا اُسنے باغ کی خدمت پر مامور کیا مدت دراز تک وہان رہا۔ ایک دن اُس باغ مین تھا کیا دیکھتا ہون کہ سات آدمی ہین اور ابر اُنپر سایہ فگن ہے۔ مین نے اپنے دل مین کہا واللہ ضرور انمین کوئی پیغمبر ہے۔ یہ ساتون بزرگ باغ مین تشریف لائے دیکھا مین نے کہ ایک جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ ہین اور اُن کے ہمراہ امیر المومنینؑ اور امیر حمزہؓ اور زید بن حارثہ اور عقیل اور ابو ذر اور مقداد ہین یہ لوگ نیچے کے پڑے ہوے میوے کھانے لگے منع فرمایا جناب رسولؐ خدا نے باغ کا میوہ توڑنیسے مین اپنی خاتون کی خدمت مین آیا اور ایک طبق رُطب کی اجازت لی۔ اب مین نے دل مین سوچا کہ نبی ہدیہ قبول فرماتے ہین صدقہ نہین لیتے۔ وہ طبق لیجاکر عرض کیا یہ صدقہ حاضر ہے۔

جناب رسولؐ خدا اور جناب امیرؑ اور جو بنی ہاشم تھے اُنھون نے نہ کھائے اور وں کو دیدیے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ علامت نبی آخر الزمان کی ہے جو مین نے کتابون مین پڑھی ہے۔

باجازت دوسرا طبق لاکر عرض کیا کہ یہ ہدیہ ہے میری طرف سے حضرتؐ نے بسم اللہ کہکر خود بھی نوش فرمایا اور سب کو کھلایا۔

دل مین کہتا ہون کہ یہ دوسری علامت ہے حضرتؐ کے گرد پھرنے لگا اور عقب سرِ اطہر جاکر کھڑا ہوا شفقت سے مجھ کو دیکھکر فرمایا کیا تو مُہر نبوت ڈھونڈھتا ہے مین نے عرض کیا بلے قربانت شوم۔ دوش مبارک کو کھول دیا مین نے زیارت کی درمیان دونون شانون کے تھی اُسپر موے اطہر نمایان تھے زمین پر گر کر مین نے قدم مبارک پر بوسہ دیا۔

فرمایا اپنی خاتون سے جاکر کہہ مجھ کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈالے سلیمہ نے چار سو درخت خرما کہ نصف زرد اور نصف سرخ ہون طلب کیے۔

فرمایا یہ مجھ پر بہت آسان ہے۔ پھر حکم دیا کہ یا علیؑ گٹھلیان جمع کرو۔ رسولؐ خدا بوتے جاتے تھے اور ساقی کوثر پانی دیتے تھے جب آپ دوسرا دانہ بوتے تو پہلا درخت سبز ہوجاتا تھا اسیطرح کل باغ تیار ہوگیا اور اسمین میوہ آگیا۔

حضرتؐ نے پیغام بھیجا کہ آ درختون کو لے اور غلام مجھ کو دے۔ سلیمہ نے آکر دیکھا اور کہا کہ واللہ جبتک تمام درخت خرما کے زرد نہو گے مین رخصت نہ دونگی فوراً جبرئیل نازل ہوے اپنے پرونکو مس کیا وہ سب نخل خرما کے زرد ہوگئے پس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو خرید فرماکر سلمان میرا نام رکھا اور مجھ کو آزاد کردیا۔

اللہ اکبر حبیبؐ کبریا جسکو آزاد فرمائین پیش خدا کس درجہ اُسکا تقرب ہوگا۔ ہواخواہی اور کفش برداری اہلبیتؑ کے صلہ مین جو مرتبہ انکو ملا وہ کسی صحابی رسولؐ کو نہین ملا یہی مقبول ان کا معروض بھی قبول خدا و رسولؐ یاد کیجیے معرکۂ احزاب انکی راے سے خندق کھودا گیا سرور عالم نے انکی شان مین سلمانؑ منا اہل البیت فرمایا معتمد اور جان نثار ہر خاندان نبوت کے سبحان اللہ جناب سلمان علیہ الرحمہ ایمان کے دسوین درجہ پر فائز ہین۔

سیدہ سلام اللہ علیہا کے در دولت پر جہان فرشتے بے اجازت نہ آسکتے تھے جب ظالمون نے قہر و غضب کی آگ بھڑکائی ہے مظلومہ نے کشف راس و نفرین کرنا چاہا سلمان نے دست ادب باندھکر عرض کیا اے شہزادی اے شفیعۂ روز جزا سرِ اطہر کھولکر فریاد نہ کیجیے ورنہ قہر خدا نازل ہوگا۔ امت تباہ ہوجائیگی۔ معصومہ نے صبر فرمایا شب کے وقت روضۂ رسول پر فریاد کرنے کو چلین راہ مین دوکانداروں نے چراغ خاموش

کردیے کہ نظر نامحرمون کی سیدہ کے برقع پرنہ پڑے۔ روضۂ رسولؐ پر جاکر قبر اطہر سے لپٹ گئین اور بزبان فریاد رو کر اسطرح شکایت کرتی تھین۔ اِنّا نقدناک فقد الارض وابلھا واختل قومک فاشھد فقد نکبوا۔ جیسے باران زمین سے منقطع ہو جائے ایسے ہی ہم آپ کو کھو بیٹھے آپ کی قوم نے دین مین اختلال کیا آکر دیکھیے سب منحرف ہوگئے تجھمتنا رجال فاستخف بنا اذ غبت عنا فنحن الیوم نغتصب۔ جب سے آپ اُٹھ گئے ارزال نے ترشروئی کی استخفاف ہمارا کیا حق ہمارا چھین لیا گیا فقد رُزینا بما لم یرزہ احد من البریۃ لا عجم ولا عرب یقیناً ایسی مصیبت مین ہم مبتلا کیے گئے ہین کہ جس مین کوئی عجم وعرب نہ مبتلا کیا گیا ہوگا۔

اب مین فریاد کرتا ہون اے شاہزادی آئیے کربلا مین روز عاشورا ناریون نے آگ خیمون مین لگا دی چادرین اہل حرم کے سر سے اُتارلین سیدانیان اور بچے رو کر فریاد کر رہے ہین اور کوئی اُن بیکسون پر رحم نہین کرتا ایک ظالم گوشوارے سکینہ کے بظلم چھین کر طمانچے اُس مظلومہ کو مار رہا ہے اور وہ بچی بلک بلک کر رو رہی ہے عرش خدا کانپ رہا ہے اور کوئی فریاد رس اور مددگار ان بیکسون کا نہین ہے ؎

آن قصہ کہ کس نتواند شنیدش ۔ یارب بہ اہلبیت چہ آمد ز دیدنش

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اَلْهَدِيَّةُ الثَّامِنَةُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للّٰہ کما ھو اھلہ لا اقدر علی ثنائہ کما ھو بحقہ ھو بارئنا و الٰھنا والشکر علی ما انعمنا بافضل نعمائہ سید انبیائہ محمد و اھلبیتہ اوصیائہ اُمنائہ و تبرئی عن اعدائھم و اعدائہ۔

حق تعالے قرآن مبین مین فرقان متین مین ارشاد فرماتا ہے لا تحسبن اللّٰہ غافلا عما یعمل الظالمون۔ اللہ کو ہرگز غافل گمان نہ کرو اُس ظلم سے جو ظالم کر رہے ہین۔
نقلا اور عقلا ظلم قبیح ہے کسی طرح جائز نہین حق سبحانہ تعالے عادل ہے لعنت کرتا ہے ظالمون پر۔ شرک حرام ہے لیکن ظلم اُس سے بھی عام ہے اُسپر بھی صادق آتا ہے۔ ان الشرک لظلم عظیم۔ ہر شخص ظالم کو بُرا کہتا ہے۔

داوریا ، ظالمان لعین
سبب ہوا ظلم سے جہان مملو
کفر کے گرد باد سے یہ فلک
توبہ کرتے تھے ہو عظیم دن بھر
آپ کی بددعا سے بالآخر
تازہ مخلوق پھر ہوئی پیدا
پھر وہی سامنا بلاؤن کا
ظلم و کفر کا سایہ دہ کی صدا
آگ مین جب خلیل کو ڈالا
عرض کرتے تھے با زبان ادب
کرنے والا تری عبادت کا
اسکو ناری جلائے دیتے ہین
آتش ظلم تھی وہ شعلہ فشان

بدفطرت سے سب ہین دشمن دین
بت پرستی کا دور تھا ہر سو
شرق سے اُٹھ رہے تھے غرب تلک
مارتے تھے وہ سنگدل پتھر
غرق طوفان سب ہوئے کافر
پھر بنا رنگ ظلم و کفر جما
اہل حق کے لیے تھا بلکہ سوا
گوش عالم مین گونج اُٹھی ہر جا
اک تلاطم ملائکہ مین اُٹھے
ارحم الراحمین رحم کر اب
تھا خدائی مین اک ہی بندہ
ظالم دین کا مٹائے دیتے ہین
کرہ نار بنگیا تھا جہان

لائے حکم خدا سے تب جبریل — ایک انگشتری بقصد تعجیل
کلک قدرت نے حکم صانع سے — جسپہ اسمائے پنجتنؑ تھے لکھے
زیب انگشت کرتے ہی اکبار — ہوگئی نار دفعتاً گلزار
نہوا ناریون کا دل ٹھنڈا — دی جلائے وطن کی انکو سزا
ہائے خاصان کبریا یہ سدا — مستمر ہی رہی جفا یہ جفا
مبتلائے بلا ہمارے نبیؐ — سب سے بڑھکر ہین اور انکے وصی
عہد مین اپنے اپنے ہر اک نے — وہ اٹھائے ہین ظلم اعدا کے
جنکو سن سنکے صورت بسمل — آجتک لوٹتے ہین سینونمین دل
بیکسی انکی یاد کرتے ہوئے — حشر تک روئینگے محب انکے
آمویہ کا عہد کیجیے یاد — ہوگیا گھر رسولؐ کا برباد
ظلم عباسیون نے پھر وہ کیے — کبھی گوش فلک نے بھی نہ سنے
حسنیہ حسینیہ سادات — ذبح ہوتے تھے بحیطا دن رات
قصر بغداد مین جب انکے بنے — نیو مین سر ہین سیدونکے بھرے
سلسلہ جب رہا یہی جاری — جان لے لیکے تب بنا چاری
بھاگ کر آئے ہند مین سادات — اور بسے آکے سندھ مین سادات
پہونچے کابل مین اور ایران مین — ملک توران اور خراسان مین
ہائے جنگل کی جھاڑیون مین بسے — آکے بیکس پہاڑیون مین بسے
عبرت انگیز ہے عجب یہ خبر — نقل کرتے ہین ایک پاک گہر
حاکم خطۂ مُرالا پور — دورہ مین تھا موافق دستور
متصل ہے وہان سے نجلی بن — ہے پہاڑونکی راہ سخت کٹھن
تھا مرور و عبور بس دشوار — حکم اُسنے دیا یہ آخر کار
یہان کے باشندون کو پکڑ بلاؤ — کام بیگاریون کا اُن سے لو
سب نے کی آکے خدمت لشکر — شب کو جسوقت سو رہا افسر
نظر آیا یہ خواب مین عالم — کہ ہے دربار سیدؐ عالم
اسنے بڑھکر سلام جھکے کیا — منھ کو حضرتؐ نے اپنے پھیر لیا

عرض کی اُس نے یا رسول اللہ　　مین مسلمان ہون کیا ہے میرا گناہ
ایک ادنےٰ حضور کا ہون غلام　　کیون نہین لیتے آپ میرا سلام
گہر افشان ہوے لب اعجاز　　تجھ کو اسلام پر ہے اپنے ناز
میری اولاد پر یہ ظلم کیا　　کہ ہوادار اپنا اُٹھوایا
کھلگئی آنکھ اشکبار اُٹھا　　اپنے بستر سے بیقرار اُٹھا
خادمون سے کہا کہ ابہی جاؤ　　اور بیگا ریون کو یہان لاؤ
آئے جب وہ تو احترام کیا　　گرکے قدمون پہ بخشوائی خطا
اُن سے پوچھا کہ سچ بیان کرو　　کیا نسب ہے تمہارا صاف کہو
بولے وہ اور تو نہین کچھ یاد　　یہ سُنا ہے ہمارے سب اجداد
تھے کسی ملک سے یہان آئے　　اور پہاڑونکی گھاٹیون مین سے
ابہی کمسن تھے ہم کہ مرگئے وہ　　ہمکو تعلیم بھی نہ کرگئے وہ
اک نشانی مگر بزرگون کی　　پاس ہمارے کتاب ہے باقی
ہوکے مشتاق اسکو منگوایا　　دیکھا قرآن ہے کتاب خدا

واسفاہ۔ قتل کیا جانا مقید رہنا مصیبتون مین مبتلا ہونا ورثہ ہے سادات کا عباسیہ اور اموییہ کے عہد مین ملک عرب خالی ہوگیا سیدون سے بقیۃ السیف چھپے ہوے جو رہ گئے تھے اُنکی نسلین کہین اتفاقیہ نظر آتی ہین۔

جناب رب العزت نے اپنے حبیب کے اعقاب اطیاب مین کثرت عطا فرمائی لیکن زمانہ کی غدار آسیائے ظلم نے اُنکو پیس ڈالا اور آجتک ان بیکسون پر ظالمون کے ظلم برابر مستمر رہے۔

جلاوطنی کی مصیبت آبائی میراث ہے سادات کی ہمارے حضور سید المرسلین کو اپنے جد نامور جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے میراث پہونچی ہے۔

جناب سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مشرکین مکہ نے ایسے نازک وقت شب مین ہجرت کرنے پر مجبور کیا کہ کثیر التعداد ملاعنہ تلوارین کھینچے بیت الشرف کا محاصرہ کیے ہوے تھے تاریخ طبری کو دیکھیے۔ حبیب کبریا ص اپنے قوت بازو علی مرتضےٰ کو اپنی سبز چادر اڑھا کر اپنے بستر پر لٹا کر یہ فرما کر کہ فلان مقام پر آپ و غذا ہمکو بھیجتے رہنا مدینہ جانے کے لیے رہبر اور سواری کی فکر کرنا اور ہمارے ذمہ کے دیون اور امانات ادا کرنیکے بعد مع واماندگان

مدینہ آکر ہم سے ملنا۔ جبرئیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے دشمنون کی آنکھون مین خاک ڈالتے ہوے دولت سرا سے نکلے مقتضاے حال کہہ رہا ہے کہ چلتے وقت خانہ کعبہ سے وداع ہوے سہ

اے پیمبر کے کفش بردارو | اے جناب امیر کے پیارو
کچھ خبر ہے کہ قلب اطہر پر | کیا جلاے وطن کا ہوگا اثر
صدمۂ فرقت احبا بھی | خانۂ کبریا سے چھٹنا بھی
خانۂ حق کو چشم حسرت سے | دیکھتے ہونگے آہ مڑ مڑکے
یا دیکھیے عیال سے چھٹکر | کیا تڑپتا ہے قلب اور جگر

خلافت حقہ اور ریاست عامہ کا وہی جان باز جان نثار سزاوار ہے جسکو قدرتی خلعت چادر سبز کا ملے دست شوق عروس شمشیر کی گردن مین حمائل کیے بے خطر نبیؐ کے بستر پر سوگئے حق تعالےٰ نے جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے پوچھا کہ ہم نے اخوّت قرار دی ہے تم دونون مین کون ایسا ہے کہ اپنی عمر اپنے بھائی پر ایثار کرے۔ عرض کیا کہ ہم عمر اپنی تیری عبادت مین صرف کرینگے۔ حکم ہوا کہ دیکھو ہمارے ولی علیؑ کو کس شوق سے اپنے بھائی پر جان اپنی نثار کر رہا ہے جاؤ شرِّ اعدا سے اُس کی حفاظت کرو۔ جبرئیل سرہانے اور میکائیل پائین آکر بیٹھے اور بزبان تہنیت کہتے تھے بخٍ بخٍ لک من مثلک یا ابن ابی طالب یباھی بک اللہ ملائکتہٗ۔

تہنیت خوان ہین اسطرح جبرئیل | یا علیؑ کون آپ کا ہے عدیل
فخر کرتا ہے خالق اکبر | آپکے ساتھ سر فرشتون پر
یہ گل تہنیت ہے جب سے کھلا | عندلیب سخن ہے نغمہ سرا
ہے عدیم النظیر اپنا امیر | کہ براے رضاے ربِ قدیر
کہین دیکھا سنا ہے یہ ایثار | بھائی پر بھائی جان کردے نثار
اور ادب کی زبان سے ہو یہ کلام | کہ محمدؐ کا ہون مین ایک غلام
اس غلامی کا یہ صلہ پایا | حق نے نفس رسولؐ فرمایا

اور جناب حبیب کبریاؐ ارشاد فرماتے ہین انا و علیؑ من نورٍ واحد۔ اے اہل عزا یہی نور قمر بنی ہاشم کی جبہۂ شجاعت مین تھا۔

جناب عباس حق شناس تصویر ہین حیدر کرار کی قدرت الٰہی نے وہی درجِ شجاعت

انکے قلب و جگر مین پھونکی ہے جو امیرالمومنین کو عطا فرمائی۔ جسطرح امیرالمومنین پروانہ تھے شمع نبوت کے ایسے ہی جناب ابوالفضل العباسؑ جان و دل سے پروانہ ہین شمع امامت کے ۔ یہ لطف پروردگار خاص ہے سیدالشہدا علیہ السلام کے لیے کہ جیسے باوفا انصار آپ کو عطا فرمائے آجتک کسی کو مرحمت نہین ہوے ۔

ادائے شکر کے موقع پر قدردانی کی زبان سے ارشاد فرماتے ہین کہ مین اپنے اعزا و رفقا سے نکوکار اور وفادار تر کسی کو نہین جانتا ۔ یہ شکریہ مقبول خدا ہے آپ کے اعزا اور اصحاب ایسے ہی تھے ۔

شہزادے جناب علی اکبر عالم باعمل صورت و سیرت مین مرقع ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کا معاویہ نے اپنے جلسہ مین جنکی مدح کی ہے ۔

والفضل ما شهدت به الاعداء

جناب ابوالفضل العباسؑ قوت و شجاعت و وفا اور جوش ولائے سیدالشہدا مین مثنّی ہین جناب امیرؑ کا ۔ رُفقا بھی ایسے ہی جری اور باوفا تھے جنکی نظیر دنیا مین نہین اس لشکر قلیل نے کئی دن کی بھوک اور پیاس اور شدائد بلا مین وہ جوہر وفا دکھلائے ہین کہ خود وفا کو جسپر ناز ہے اور اہل ولا اُنکی وفاداریان یاد کرکے روتے ہین ۔ مجالس عزا مین کا رنامے اُنکی وفا کے سُنکر درود کے نعرے بلند ہوتے ہین ۔

شب عاشورا ان غازیون نے کبھی عبادت مین بسر کی کبھی شوق شہادت اور ولولۂ شجاعت مین ایک دوسرے کو عروس اجل سے ہمکنار ہونے کا شوق دلاتے تھے ۔ موت کی تصویر آنکھون مین پھر رہی تھی مگر ابروے شجاعت پر بل نہ تھا بلکہ بہ تبسم مطایبہ فرماتے تھے ۔

ایک مختصر حکایت رفقاے امیرالمومنین کی پہلے سن لیجیے تب آپ کو انصار سیدالشہدا کے مطایبات اور مکالمات کی قدر ہوگی ۔

جان نثاران حیدر کرار جمع ہین اور ہے گوشۂ کا بازار

ایک نے کہا کیا مین آپ کو یاد دلاؤن قصۂ وفا اُس دلیر کا جسکا سر اطہر نصرت حسین کے جرم مین کاٹ کر اسی بازار مین نیزہ پر پھرایا جائیگا ۔

اس کے جواب مین دوسرے جانباز کا مسکرا کر یہ کہنا کہ ہان مین نے بھی اپنے آقا سے یہ سُنا ہے کہ ایک وفادار کے دست و پا قطع کر دین گے پھر بھی وہ جری سنا قب علیہ

اپنی زبان سے بیان کریگا ابن زیاد زبان اُسکی کٹوا کر نخل خرما پر اُسکو سولی دیگا۔
بعد اسکے تیسرے رفیق یہ پوچھتے ہوے آئے کہ مسلمؓ اور حبیبؓ کیا ادھر سے گئے ہین کسی نے کہا ہان اس اسطرح کہتے ہوے گئے ہین۔ کہا سچ کہتے تھے مگر مسلم اتنا کہنا بھول گئے کہ جس نیزہ پر حبیب کا سر ہوگا اسقدر انعام اُسکا حامل پائیگا۔

اب سنیے حال وفاداری اصحاب حسینؑ کا شب عاشورا عجب قیامت کی رات تھی جس کی صبح کو خانۂ نبوت لٹ گیا پنجتن کا خاتمہ ہوگیا۔ قمر بنی ہاشم اسپ دور کا بہ پر سوار ہین اور جناب زہیرؓ اُنکے شوق شہادت کو جوش مین لارہے ہین کہ اے فرزند حیدر کرار جناب عقیل انساب عرب سے خوب ماہر تھے جناب سیدہ کی رحلت کے بعد امیرؑ المومنین نے اُن سے فرمایا۔ چاہتا ہون کہ شجاع ترین خاندان عرب مین عقد اپنا کرون اور فرزند دلیر و باوفا پیدا ہو جسکو ذخیرہ کرون نصرت حسینؑ کے لیے۔ اللہ اکبر یہ سننا تھا کہ جوش شجاعت مین آکر شیر کیطرح انگڑائی آپنے لی دونون تسمے رکابون کے ٹوٹ گئے اور فرمایا اَتُشَجِّعُنِیْ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْیَوْم اے زہیرؓ ایسے معرکے کے دن مین کیا مجھکو شجاعت کا جوش دلانے آئے ہو۔ انشاء اللہ کل وہ تلوار کی ہوگی جو حشر تک یادگار زمانہ رہے۔

واقعی آپ کی شجاعت اور وفا آپ اپنی نظیر ہے الولد سر لابیہ امیر المومنین علیہ السلام ناصر دین اسلام اور وفادار بھائی ہین رسولؐ کے آپ ذوالفقار سے گلشن اسلام کو آپنے سرسبز کیا۔ جناب عباس بھائی ہین فرزندان رسولؐ کے دونون شہزادون کے ناصر و مددگار رہے۔ کور موصلی لعین کو آپ ہی نے واصل جہنم کیا ہے۔ چمن اسلام ظلم کی باد سموم سے خزان ہوگیا تھا بروز عاشورا سید الشہدا اسکے ہمراہ خون وفا سے اُسکو سینچکر سرسبز کردیا۔ جانبازی و وفا کی وجہ حسن یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے آغوش نبوت مین پرورش پائی اور جناب عباسؑ کو حسینؑ کی آغوش امامت نے تربیت کی۔

روضۂ اطہر جناب عباسؑ کے وہی رعب و جلال ہے جو امیرؑ المومنین کے روضۂ اقدس پر ہے اذن پڑھکر جب ضریح انور کے قریب جاتے ہین خود بخود دل کانپتا ہے۔ کشش محبت اُن آشنایون کی خوش اعتقاد ذررون کو اپنی طرف کھینچتی ہے محو ہوکر تقبیل و طواف ضریح اطہر کا کرتے ہین روکر آنکھیں ملتے ہین۔

یہ حکایت بغور سنئیے اگر   دل ہو بیتاب مضطرب ہو جگر

مان کے پہلو مین رات کو وہ قمر ۔ مثل دل سوزان تھا بستر پر
خواب دیکھا معظمہ نے عجیب ۔ کہ ہے فرزند اُن کا تشنہ لب
ایک کاندھے پہ اُسکے ہے کوثر ۔ شاخ طوبےٰ ہے زیب دوش دگر
جلوہ افروز تھے جناب امیرؑ ۔ آپ سے پوچھی خواب کی تعبیر
آہ یوسف کو اپنے بُلوا کے ۔ آپ روئے اور اُنسے کہنے لگے
اے حسینؑ اپنی مان کا خواب سنو ۔ اور تعبیر اُسکی ان کو دو
روئے سنتے ہی شاہ تشنہ جگر ۔ اور کہا آہ آہ اے مادر
اسکی تعبیر ہے عجیب و غریب ۔ آنیوالا ہے اک زمانہ قریب
میرے نانا کی اُمت بدخو ۔ اپنا مہمان بلا کے کی مجھ کو
مع اہل و عیال اے مادر ۔ جاؤنگا مین جلا وطن ہوکر
رُفقا اور عزیز ہون گے کم ۔ جیسے ہی کربلا مین پہونچینگے ہم
نرغہ ہم پر کرین گے اہلِ جفا ۔ ہوگا ہر ایک خون کا پیاسا
لب دریا پہ ہوگی مہمانی ۔ بند کر دین گے اشقیا پانی
میرے لشکر مین آہ واویلا ۔ ہوئے گا شور العطش برپا
ہائے ہاتھونمین خالی کوزے لیے ۔ العطش کہہ کے روئینگے بچے
خواب مین آپنے ہے جو دیکھا ۔ ان کے کاندھے پہ کوثر و طوبےٰ
روز عاشور آپ کا عباسؑ ۔ دیکھکر بیقرار بچون کی پیاس
لیکے مشکیزہ نہر پر جا کر ۔ وہان سے نکلے گا ہوکے خون مین تر
ایک پر مشک دوسرے پہ علم ۔ ہونگے دریا پہ دونون شانے قلم
سُن کے پُر درد خواب کی تعبیر ۔ ہوگئین بے قرار وہ دلگیر

آہ آہ جناب رسولِ خدا کی رحلت اور جناب سیدہؑ اور جناب امیرؑ اور جناب حسنؑ مجتبےٰ کی شہادت کے بعد پنجتن پاک مین خامس آل عبا باقی رہ گئے تھے ظالمون نے آپ کو بھی جلائے وطن کرنے پر مجبور کیا کربلا پہونچکر کرب و بلا کے محاصرے مین آگئے ۔ پانی بھی لشکر ساقی کوثر پر بند کردیا گیا۔ ادھر کل بہتر جان نثار جنمین علی اصغر کا بھی شمار اُدھر لاکھون ظالمان خونخوار کم سے کم بیس تیس ہزار پیدل و سوار مگر اللہ اکبر کیسے شجاع اور دلیر تھے تمام

اصحاب سید الشہداء لشکر کثیر کے مقابلہ مین صبح سے ظہر تک لڑائی کو روکے رہے اور وہ جوہر وفا دکھلائے کہ آجتک کارنامے اُنکی جرات اور شجاعت کے دنیا مین باقی ہین - کئی دن کی پیاس اور گرمی کی شدت مین زخمون سے چور ہو کر ایک ایک دلیر گروہ کثیر کو فنا النار کرنے کے بعد جام شہادت سے سیراب ہوا ہے -

کیسے غیور اور شجاع تھے آقا آپ کے اپنی زندگی مین سر کسی شہید کا آپ نے قلم نہین ہونے دیا جب کوئی باوفا ناصر آپ کا وقت اخیر آپ کو پکارتا تھا یا ابن رسول اللہ ادرکنی - فورًا شیر کیطرح حملہ کرتے ہوے سرہانے اُس کے پہونچتے تھے اور لاش اُسکی اُٹھا کر احترام سے لاکر لاشہائے شہدا کے برابر جمع فرماتے تھے -

صادق آل محمد فرماتے ہین شیعتنا خلقوا من فاضل طینتنا ہمارے اجساد طاہرہ کی خلقت سے جو مٹی بچ رہی تھی اُس سے ہمارے شیعہ پیدا کیے گئے ہین - یہی وجہ ہے کہ حضرات کے فضائل سُنکر مومنین خوش ہوتے ہین اور خبر مصیبت سُنکر روتے ہین -

سید الشہداء جب عازم کربلا ہوے کوفہ مین تلاطم مچا ہوا تھا - حبیب ابن مظاہر عطار کی دوکان پر خضاب لے رہے تھے مسلم بن عوسجہ آ نکلے حبیب نے پوچھا اے مسلم آجکل شہر پر آشوب ہو رہا ہے - مسلم بن عوسجہ نے کہا اے حبیب کیا تمکو خبر نہین امام حسین علیہ السلام مدینے سے چلکر عراق کی طرف آ رہے ہین بنی اُمیہ اُنکے قتل کا سامان کر رہے ہین یہ سُنکر ایک چوٹ دل پر لگی خضاب ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا اب یہ ڈاڑھی نصرت حسین مین خون سر سے خضاب ہوگی -

اب سُنیے وہ آخری مکالمہ جوان دو مومنین ہوا ہے روز عاشورا اکثر ملاعنہ کو فنا النار کرکے مسلم بن عوسجہ زمین پر گر پڑے اور کہا یا مولاہ ادرکنی ذوالفقار کھینچے ہوے سید الشہداء اور حبیب ابن مظاہر اُنکی مدد کو پہونچے حبیب بن مظاہر نے کہا اے مسلم اگر ہم جانتے کہ تمھارے بعد زندہ رہینگے تو ضرور کہتے کہ کوئی وصیت کرو -

اللہ اکبر اپنے آقا کیطرف دیکھکر کہا اوصیکم بہذا اے حبیب یہی وصیت ہے کہ ان کا حق محبت ادا کرنا جان اپنی ان پر فدا کرنا -

یاد کیجیے وہ حالت جب یہ تمام وفادار حضرت پر نثار ہو گئے اُنکی مفارقت مین کیا حالت ہوگی آپکے مولا کی جب فقط سردار و علمدار باقی رہ گئے ہین عجیب تصویر ہے

اُسوقت کی جو شیعون کے دل پر غم کا اثر ڈالتی ہے۔

ہاے جناب سید الشہدا میدان کا قصد فرماتے ہین تو جناب عباسؑ بڑھکر روکتے ہین اور جناب عباسؑ جب اذن وغا مانگتے ہین تو حضرت ارشاد فرماتے ہین بھیا تم علمدار ہو میرے لشکر کے۔ جناب عباسؑ قدم اطہر پر گر کر رونے لگے اور عرض کیا اطفال تشنہ جگر کی بیقراری آہ وزاری دیکھی نہین جاتی اجازت ہو تو نہر پر جاکر پانی لاؤن۔ فرمایا جاؤ پانی کی جستجو کرو۔

جناب عباس مشک و علم لیکر دریا کیطرف چلے لشکر اعدا مین ہلچل پڑگئی شمر و عمر سعد کے دل بڑھانے سے قدم اُنکے اُسکے نامی جوان منتخب ہوکر بڑھے صد ہا روسیاہ آپنے قتل کیے۔ مارد بن صدیف مثل اژدر بل کھاتا ہوا نکلا۔ ؎

آکے نیزہ کا وار اُس نے کیا آپنے خالی دیکے چھین لیا

وہی نیزہ اُس کے گھوڑے کے پہلو پر مارا وہ لعین اپنے گھوڑے کے گرتے ہی زمین پر آیا اُسکا غلام لجام فرس پکڑے ہوے کچھ فاصلہ پر کھڑا ہوا تھا اُسکو آواز دی کہ جلد آ طاویہ کو مجھ تک لا۔ آپنے جھپٹکر نیزہ غلام کے سینہ پر مارا اپنے مرکب سے اُترکر تازہ دم فرس پر سوار ہوے اور نیزہ بکف مارد کیطرف چلے وہ لعین اپنے لشکر سے فریاد کرنے لگا کہ نیزہ بھی چھن گیا اور قیامت ہے کہ اپنے ہی نیزہ سے قتل کیا جاتا ہون۔ فتیر لعین دستہ سوارون کا لیکر اُسکی مدد کو چلا بھائی کی محبت عجب محبت ہے۔ مظلوم کربلا بیقرار ہوکر جوش محبت مین بڑھے اور بآواز بلند فرمایا لشکر اسکی مدد کو آپہونچا اے عباس کیا انتظار ہے اس ناری کو واصل سقر کیون نہین کرتے آپنے بڑھکر وہی نیزہ اُسپر مارا ایک کان سے دوسرے کان کیطرف توڑکر نکل گیا راہی نار ہوا پھر آن سوار دلیر حملہ کیا اکثر ملاعین فی النار باقی بقیہ فرار ہوے نہر کی راہ صاف تھی گھوڑا نہر مین ڈالدیا پانی ہاتھ مین لیکر اپنا قبضہ اُسپر دکھلادیا پھر کچھ یاد کرکے پانی ہاتھ سے پھینکدیا مشک بھر کر نہر سے پیاسے نکل آئے اہل فرار نے پھر جمع ہوکر روکا تلوار چلی خون کا دریا بہہ گیا مگر آہ کہان ایک تشنہ لب وہ کہان ہزارہا سیر و سیراب اشقیا مشک و علم کو بچاتے لڑتے چلے آتے ہین خیال ہے کہ پانی کسیطرح اطفال حسینؑ تک پہونچ جائے۔

اہل عزا بچشم ولا تصور فرمائین تصویر ہیاد کا قربان ہوجاؤن شیعون کی اس جرأت

اور وفا پر دونوں ہاتھ فرزند یداللہ پر جب نثار ہو گئے مشک دانتوں میں لیکر جھک گئے سینہ کے نیچے چھپا لی تیر پڑنے لگے پانی مشک کا بہہ گیا ایک لعین نے دونوں ہاتھوں سے گرز لیکر جفا لگایا سر اطہر پاش پاش ہو گیا کوئی چیز سفید سر سے جدا ہو گئی غش کھا کر سلام آخری کرتے ہوئے زمین پر گر پڑے۔ یا سیدی علیک منی السلام۔

ہائے یہ آواز دلگداز سنکر مظلوم کربلا ٹوٹی ہوئی کمر دونوں ہاتھوں سے پکڑے روتے ہوئے سر بالین پہنچے اور بزبان بیتابی رو کر یہ مرثیہ پڑھتے تھے۔

یا افضل الشھداء یا ابن المرتضی علیک سلام اللہ کل اوان

رمقے جان باقی تھی عرض کی کہ اے آقا میری لاش خیمہ میں نہ لیجائیے مجکو شرم آتی ہے کہ پانی سکینہ تک نہ پہنچا سکا۔ دوسری وجہ گویا تقریر زبان شجاعت ہے کہ قبضہ ہمارا حشر تک نہر پر رہا اتنے بھی اپنا ایمان سے نہ اٹھا۔ تیسری وجہ بہت کھلی ہے حضرت باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اسقدر زخم جسم اطہر پر لگے تھے کہ مظلوم کربلا لاش پارہ پارہ کو اٹھا کر لیجا نہ سکے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

الھدیۃ التاسعۃ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الملک الحق المبین۔ باری الخلائق اجمعین۔ ھو الذی زین الدنیا بمصابیح الصدق والیقین وانوار نجوم الشرع والدین ونور العالم بنور ساداتنا المعصومین قادۃ الغر المحجلین الی علیین فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ وحبیبہ سید الانبیاء والمرسلین محمد وعترتہ المیامین الطیبین الطاہرین سیما علی سمی اللہ ولی اللہ امیر المومنین کاسر اعناق الاصنام والمشرکین الملاعین ناصر دین الاسلام

والمسلمین والمومنین۔ اللھم العن حزب الشیاطین من المنافقین الغاصبین الناصبین اجمعین ابد الآبدین۔ وارحم علی اولیائک شیعۃ خلفائک برحمتک یا ارحم الراحمین۔

جناب رب العزت قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ظاہر ترجمہ اس آیۂ وافی ہدایہ کا یہ ہے قسم ہے ستارے کی جس وقت کہ اُترا رفیق تمہارا نہ بھٹک گیا ہے اور نہ بہکا ہے اور وہ خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ وہ کہتا ہے وہ نہیں ہے مگر وحی جو خدا کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔

المحاسن میں عبد اللہ بن عباس سے منقول ہے کہ ایک رات ہم نے جناب رسول خدا کے ہمراہ نماز پڑھی سلام سے فارغ ہوکر روئے مبارک ہماری طرف کرکے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں فجر کے ساتھ ساتھ ایک ستارہ ٹوٹے گا اور تم میں سے کسی ایک کے گھر گریگا وہی میرا وصی میرا خلیفہ اور بعد میرے امت کا امام ہوگا۔ پس جیسے ہی صبح کا وقت قریب آیا تو ہم میں ہر شخص ستارے کے ٹوٹ کر اپنے گھر میں گرنے کا منتظر تھا۔ اور سب سے زیادہ اسکی خواہش میرے والد عباس بن عبد المطلب کو تھی مگر جیسے ہی فجر طالع ہوئی ستارہ ٹوٹکر ہوا میں سے گذرا اور علیؑ بن ابیطالب کے گھر گرا۔ پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے علیؑ مرتضےٰ سے فرمایا یا علیؑ اُسی کی قسم جس نے محمد کو مبعوث برسالت فرمایا وصایت وخلافت اور میرے بعد امامت تمہارے لیے واجب ہوگئی۔

پس منافقین نے جیسے کہ عبد اللہ بن اُبی اور اُسکے یار تھے یہ کہنا شروع کیا کہ معاذ اللہ محمد اپنے چچا زاد بھائی کی محبت میں بہک گئے اور گمراہ ہوگئے اور اُن کی شان میں جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ اپنی خواہش نفسانی سے کہتے ہیں اسپر خدائے تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ ہرگز ایسا نہیں ہے جیسا یہ منافق گمان کرتے ہیں۔

یہ مسئلہ نظر وفکر کا محتاج ہے کہ حکیم مطلق جس کے ادراک سطوت وجبروت سے فلسفیانہ عقل قاصر ہے اور حسن وقبح عقلی ظلم سے جسکو پاک جانتا ہے معرفت کی منتظر متحیر ہے کہ نظام عالم اُس کے حکم سے بطرز حسن ہمیشہ ایک ڈھنگ چل رہا ہے اُس کی قدرت کا دیکھیے جلوہ۔

سلاطین مامور ہین کہ عادلانہ حکومت کرین ظلم نہ ہونے دین۔ اور جب حکام عصر عیش مین پڑکر غافل ہوئے سلطنت کا پیمانہ ظلم سے بھر الحکومت نے دفعۃً کروٹ لی دوسرا حکمران مقرر ہوا۔ ؎

بیک گردش چرخ نیلوفری ❊ نہ نادر بجا ماند نہ نادری

دوسرا فرقہ حکما کا ہے جو جودت فکر سے ہر زمانے مین قسم قسم کے آلات حرکت اور مشینین ایجاد کرتے رہے ہین جس سے عام مخلوق کو آسائش ہو۔ آجکل کے حکمانے حیرت خیز علاج ایجاد کیا ہے پچکاری مین رکھکر عروق مین دوا پہونچائی خون کا دوران ہوکر بہت جلد مقام ماؤف پر اثر پہونچا صحت ہوگئی۔

دین کا انتظام انبیا و ائمہ علیہم السلام سے وابستہ ہے اُنکی جلالت قدر خدا ہی جانتا ہے حسن اخلاق اور ترحم اور عدل اور عصمت و اعجاز ان کا لشکر ہے جسکی مدد سے تمام عالم کے دلون پر سلطان عادل کی حکومت و اطاعت اجنہ کا قدرتی سکہ بیٹھا ہوا ہی۔

حزب شیطان سے ہے مگر قاصر ❊ ازلی ہین وہ خائب و خاسر

شاہانہ تزک و احتشام مال و زر اور دنیا کی زیب و زینت نہین رکھتے مگر من جانب اللہ وہ دبدبہ اور رعب انکا ہے کہ مہینون کی راہ پر نام سنکر دلہائے مشرکین خوف سے تھراتے ہین ہدایت اور تعلیم علم دین کا ہر وقت مشغلہ ہے۔

معارف حقہ اور توحید الٰہی اور احکام فرعیہ سکھلاکر بندگان خدا کو کفر و ضلالت شرک و جہالت سے پاک کرنا وحی خدا لیکر ناموس اکبر کا زمین پر آنا فرامین الٰہیہ کا شائع ہونا حیرت خیز منظر ہے۔ اور جب یہ خلیفۃ اللہ دنیا سے جاتا ہے شیطان فرقے کے زمانے مین اساس دین کو برہم اور نورانی مناظر کو شرک اور کفر سے تاریک کر دیتا ہے حق تعالے پھر کوئی خلیفہ اپنا قائم کرتا ہے زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین رہتی۔

خاصان کبریا اور دین حق کی حقیقت پر اکثر شواہد ہین۔ یہ خدا کا سفیر بلباس فقرا سلاطین جبر اور شیاطین سے تنہا مقابلہ اور مقاتلہ کرتا ہے اور نصرت الٰہیہ کی خیر و برکت سے غالب آکر تھوڑے ہی دنون مین اساطین دین کو محکم اور استوار کر دیتا ہے۔

ماشاء اللہ اہل دین جلوہ فرما ہین دیکھیے جناب موسےٰ بن عمران اور حضرت ہارونؑ صوف کا لباس پہنے شکستہ حالت مین ہین دونون بھائیون کو نبوت کا خلعت ملا اور حکم ہوا

کہ جاؤ فرعون کو ہدایت کرو جہان کفر وضلالت سے پاک ہو۔

حکم فوری کا امتثال کیا — طرف مصر ارتحال کیا
نہ مددگار کوئی اُن کے پاس — اور نہ دربار یا نہ اُنکا لباس
نصرت کبریا پہ تکیہ کیے — قصر فرعون کے ہین در پہ کھڑے
ان کی تقریب کون جاکے کرے — کون فرعون سے یہ بات کہے
دو پیمبر تری ہدایت کو — آئے ہین در پہ ہین کھڑے دونو
ہین وہ معصوم صاحب اعجاز — پیشوائی کر اُنکی اور اعزاز
قدرت حق کا دیکھیے منظر — کسطرح ہوتی ہے اب اُنکی خبر
ناگہان ایک مضحک و نقال — اتفاقیہ آگیا فے الحال
اجنبی پاکے حال سب پوچھا — جلد پایا اوران سے کہہ کے گیا
کہ ٹھہریے ابھی وہان جاکر — آپ کے آنے کی کرونگا خبر
باندھے عمامہ پہنے صوفی عبا — ہاتھ مین لیکے شانداز عصا
پہونچا یہ مسخرہ نبی بنکر — اور فرعون سے کہا ہنسکر
مین نبی ہون خدا کا بھیجا ہوا — رہنمائی کو تیری ہون آیا
تو یہ کر آنکھ کھول ہوش مین آ — تو خدائی کا کرتا ہے دعوے
سن کے فرعون ہنس پڑا اکبار — اُڑگیا قہقہہ سے دربار
آخرکار جبکہ علم ہوا — اُسنے فے الفور اُنکو بلوایا
اور کہا معجزہ دکھاؤ کوئی — اپنے اللہ کے اگر ہو نبی
کہہ کے بسم اللہ جب عصا چھوڑا — اژدہا بنکے دفعتہً وہ چلا
منہہ سے باہر نکلتے تھے شعلے — لب بالا تھا متصل چھت سے
اسقدر تھا بلند قصر اُس کا — طول پینتیس گز ہے چھت کا لکھا
نجس اللعین زیر تخت چھپا — زیر جامہ نجس تھا سب اُسکا
دست بستہ بالتجا یہ کہا — کیجیے اس بلا سے ہمکو رہا
ہاتھ مین جب اُٹھا لیا اُسکو — پھر عصا تھا یہ معجزہ دیکھو
جب کہ نقال کی یہ نقل سنی — حق تعالے سے تب شکایت کی

حکم آیا کہ ہے مضائقہ کیا　　　شکل میرے حبیب کی وہ بنا

اللہ اکبر۔ حدیث نبوی مین آیا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم۔ جو کسی قوم کی سی صورت بنائے پس وہ اُن ہی مین محسوب ہے۔

مومنین کو اس حدیث سے عبرت کا سبق لینا چاہیے غیر مومن کے ساتھ ہرگز تشابہ نکرین ورنہ اُسکے ہمراہ محشور ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔

شریعت موسویہ کے احکام بھی سخت تھے اُنکے انفاذ مین سخت محنت ان دونون بھائیون نے کی انکا حسن سعی اور نصرت الٰہیہ کا قدرتی جلوہ تھا کہ فرعون غرق دریا ہوا بنی اسرائیل اُس کے عذاب سے آزاد ہوگئے۔

ایسے ہی ہمارے حضور حبیب کبریا خدا کے سفیر اور بھائی آپ کے جناب امیرؑ آپ کے وزیر دونون آیت اللہ اور حجت خدا خلیفۃ اللہ ہین نور ان کا خدا کے شہر مین چمکا جو مرکز ہے کل عالم کا اور اُس نے بیس برس کی قلیل مدت مین محیط کے اطراف کو روشن کر دیا ہدایت کی صبح نے جہالت اور شرک وضلالت کا اندھیارا دور کیا۔

جو ظلم عظیم قریش کے سنگدل جاہلون نے کلمۂ لا الہ الا اللہ کے جاری کرنے مین دونون بھائیون پر کیے ہین اُسکا بیان ہو نہین سکتا خدا کی مجسم قدرت علیؑ بنکر نبیؐ کی سپر بنگئی جو کڑی مشکل پڑی خدا نے حل کر دی ذوالفقار کی بجلیان قہر خدا بنکر کفار و مشرکین پر گرنے لگین کفر کا ابر چھٹنے لگا مطلع صاف ہوگیا خندق کے معرکہ مین عمر خیبر مین مرحب لقمۂ ذوالفقار بنکر مشرکین کا زور و شور جاتا رہا مکہ فتح ہوا علیؑ ولی نے مہر نبوت پر قدم رکھکر کعبہ مین بتون کو توڑا۔ سہ

گھر مین اللہ کے اذان ہوئی　　　آج ظاہر خدا کی شان ہوئی

وا اسفاہ۔ دین حق کے جاری کرنے مین جو ظلم مشرکین نے رسولؐ خدا پر کیے اُن کو بیان کرتے ہوئے کلیجہ منھ کو آتا ہے پھر اُن کی رحلت کے بعد منافقین نے آپ کی عترت اطہار پر وہ ظلم کیے کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھے تھے۔

بنی امیہ کے ظلم و بیداد کا افسانہ یادگار گردش زمانہ ہے دنیا پنجتن سے خالی ہوگئی اور اُنکے غلامو پر جو مصیبت پڑی بیان نہین ہوسکتی

عباسیہ کے جور و جفا کا دور بنی امیہ سے بھی بڑھ گیا نسل سادات کو عرب سے منقطع کر دیا

آجتک وہی ظلم مستمر ہین ظہور قائم آل عبا کے منتظر ہین یا دیکھیے ملک حجاز آجکل کیسا پر آشوب ہے مکہ مین کیا ہو گیا اور مدینہ مین کیا ہو رہا ہے۔

شب ہجرت کا سُن کے افسانہ | دل سوزان ہے رشک پروانہ
اہل ایمان ہین مضطر و بسمل | مثل سیماب بیقرار ہین دل
ہین ہزارون دل و جگر مین خراش | یہ بھی صد پاش وہ بھی ہے صد پاش
ہاے کیا قہرناک ہے منظر | بیت اصنام ہو خدا کا گھر
آہ یہ مشرکین کا ہو عمل | کہ خدا سمجھے جائین لات و ہبل
دیکھکر اُن ملاعنہ کا یہ جوش | ہر مسلمان کے اُڑ رہے تھے ہوش
کہتے تھے بن کے ذوالفقار علی | گرمی اُن سب پہ قہر کی بجلی
رفقاے جناب خیر بشر | ظلم اعدا سے تھے عجب مضطر
ظلم عمار پر ہوے کیا کیا | بن گئے مرکز محیط جفا
ماسن خلق ہو جو ارض پاک | رہنے پائین نہ وہان شہ لولاک
ہے اشد المحن جلاے وطن | آئے یثرب وہان سے شاہ زمن
ظلم بیجا ابالسہ نے کیا | آکے بیت الشرف کو گھیر لیا
بے اجازت ملک نہ آئین جہان | جائین دزدانہ مشرکین وہان
ملتا دہ تھی اور خبر اُس کی | روز عاشور کربلا مین کھلی
سنیے اب ایک جلہ عبرت زا | متاثر ہون جس سے اہل ولا
زائر و حاج عالم و فاضل | اک متعمر تھے اسطرح ناقل
دلی مین جن دنون ہے غدر پڑا | ہے یہ کالی پہاڑی کا قصہ
گورے انگریز اور عیال اُنکے | مورچہ بنا کر وہان پہ آکے چھپے
باغیون کا تھا اژدحام ادھر | کھلے بندون ہزار ہا پُر شور
سنتے تھا ہر سمت ہوے غازی | تیر پران داسپے ترکی و تازی
قسطنطنیہ مین تیغ گر اوف | تیر کے کہتے تھے راہ کرو وقت
فکر مین اُنکی تھا نشیر ظفر | اسکی توضیح دیکھین اہل نظر
وحشت افزا سما تھا گویا | کہ منقوش ہون گھر لگے شعلا

راہ سے کیا غرض ہے فکر کرو
آخر کار تازہ گل یہ کھلا
جن لوکا نوکون کو ہی خلش جنسے
بغلی گھونسو نکو پہلے کرو فنا
یہ خبر سن کے صورت بسمل
سامنا اک سواد اعظم کا
قصہ کوتاہ مشورہ یہ ہوا
ہے علاج اخیر یہ بہتر
جب شب قتل پر ملا آئی
پہنے طاہر لباس غسل کیا
شب عاشور جسطرح شہدا
ایسے ہی سب نے یہان عبادت کی
مالک بن نویرہ کا ساحال
ہے یہ بہتر عیال کو اپنے
دل مین شیطان کا وسوسہ تھا یہی
قتل بالعمد اہل ایمان کا
فکر مین گذری رات دن نکلا
کمک آپہونچی دن سے انگریزی
جنکا تکیہ خدا پہ ہے دیکھو
یہ خدا کا ہے لطف اور احسان
بانکے ترچھے تھے جتنے متوالے
وہ ہرن ہو گئے بغاوت کے
صاحب الامر کا ہے فیض وجود
اس مین بھی اگرچہ ہو شمس نہان
اُنکے یمن قدم سے وابستہ
پاک کرتے تھے جس سے دلی کو
جا کے شیطان نے کانوکین پھونکا
چاہیے ان کا ہو بزن پہلے
پھر پہاڑی پہ کیجیو دھاوا
تڑپے سینو نمین مومنین کے دل
سخت مشکل ہے سوچین گر عقلا
ٹل نہین سکتی سر سے اب یہ بلا
دین پر جان دیدو لڑ بھڑ کر
شکر اس کا آئی رات کیا آئی
اپنے کپڑو نمین سب نے عطر ملا
کربلا مین تھے محو یاد خدا
اور تلاوت ہی مین وہ رات کٹی
کہین اپنا نہو بندھا یہ خیال
مابرود اپنے مرنے سے پہلے
عقل لاحول پڑھ کے کہتی تھی
ہو اگرچہ خلود نار سزا
کہ یکایک بگل کی آئی صدا
سر ہوئی توپ وردی بجنے لگی
یون بچاتا ہے کبریا اُن کو
آگئی مردہ قالبون مین جان
پڑگئے اُن کو جان کے لالے
لشکر جنکے دماغ مین تھے بھرے
کہ بچاتا ہے ہر بلا سے دگروہ
تب بھی روشن ہی اُس سے صحن جہان
سب ہے باغ جہان کا گلدستہ

یاالٰہی دکھادے اب وہ نور
ہو شمس نبی کا جلد ظہور
ظلم پھیلا ہوا ہے اے قہار
ہو رہا ہے جہان تیرہ و تار
کہین جلدی کٹے شب یلدا
نظر آجائے نور کا تڑکا
ہے پر آشوب سارا ملک حجاز
قائم آل کا دکھا اعجاز
عدل قائم ہو اور ظلم ہو دور
پھر ہو ملک حجاز مطلع نور
آئے پھر اس چمن مین تازہ بہار
ہون شاداب اور شگفتہ دل زوار
یارب اپنے حبیب کا صدقہ
مجھ کو بھی زائر رسول بنا

شمس و قمر دونون خاموش آیتین ہین خدا کی شمس بادشاہ قمر وزیر اقتباس نور کرتا ہے رسول خدا شہنشاہ اور جناب امیرؑ وزیر دونون بھائی آیات ناطقہ خلیفۃ اللہ حجۃ اللہ ہین وہ شمس سمائے نبوت یہ قمر آسمان خلافت۔ حقتعالےٰ فرماتا ہے والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا۔ قسم ہے شمس اور اسکے چاشت کے وقت کی قسم ہے قمر کی جبکہ وہ تالی ہو اسکا یعنی آفتاب کے غروب ہوتے ہی نکل آئے چودھوین شب کا چاند جہان آفتاب چھپا فوراً نکل آیا۔ امیر المومنین علیہ السلام چودھوین رات کے چاند ہین۔

مہر شود چون غروب ماہ نماید طلوع
بعد نبی مرتضےٰ من زغلامان او

آفتاب اکیس مارچ کو صاعداً اکیس ستمبر کو ہابطاً دوبار خط استوا پر ہر سال سیدھی لین بناتا ہوا جاتا ہے رات دن برابر ہوتا ہے اکیس جون کو میل اعظم شمالی پر اکیس دسمبر کو میل اعظم جنوبی پر ترچھا گذرتا ہے ہملوگ میل اعظم شمالی کے باہر ہین جون مین ہمارا دن بڑا رات چھوٹی بلا کی گرمی ہوتی ہے دسمبر مین اسکا عکس ہے قرب و بعد اور حرکت شمس کے اختلاف سے فصلی تغیر ہوتا ہے حکیم مطلق کی معرفت ان قدرتی مناظر سے ہو رہی ہے اکیس مارچ کو آفتاب کا برج حمل مین آنا شرف آفتاب کا وقت اعتدال کا زمانہ نوروز کی بہار ہے۔

در و دیگر ملک صادق آل محمدؐ کے ارشادات جو متعلّے سے فرمائے ہین سنیے اور نعمات الٰہیہ کا دل سے شکر کیجیے۔

روز الست جبکہ ارواح سے الوہیت اور نبوت و امامت کا اقرار لیا گیا ہے وہی دن تھا تیس ہزار طاعونیون کے استخوان کا انبار تھا حضرت حزقیل نبی کی درخواست پر قدرت خدا کا ماء الحیوٰۃ اسی روز چھڑکا گیا زندہ ہوگئے

اسی روز جناب نوح کی کشتی کوہِ جودی پر آکر ٹھہری۔
اسی روز انشاء اللہ قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہو گا۔
یہی دن ہمارے ائمۂ اطہار کی رجعت کا ہو گا۔
اسی روز جناب خلیل اللہؑ نے بت شکنی فرمائی۔
امیر المومنین علیہ السلام نے اسی دن کعبہ میں دوشِ نبیؐ پر چڑھ کر بت توڑے۔

نعم الوفاق دیکھو کیا فضلِ ذو المنن ہے — دادا بھی بت شکن تھے پوتا بھی بت شکن ہے

حبیبِ کبریاؐ کو جو دہ پارچہ کا خلعتِ رسالت اسی دن سرکارِ رب العزت سے مرحمت ہوا۔
اٹھارھویں ذی الحجہ کو پہلی عید اسی دن ہوئی

غدیر خم کی مبارک منزل پر منعم حقیقی نے اکمال دین اور اتمام نعمت کیا علیؑ ولی کو بعد اپنے رسولؐ کا مقرر فرمایا۔ آپ نے حمد خدا کے بعد بالائے منبر اپنے بازو کے دونوں بازو پکڑ کر اٹھا لیا اسقدر بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل نمایاں ہو کر نور علی نور کا جلوہ نظر آیا اور فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ امیر المومنین کا لقب خدا نے دیا سب نے بیعت لیلی۔

پہلے بیعت جناب دوم نے	کی ہے بخ لک وہاں کہہ کے
ایک خوش گل نے یہ نصیحت کی	کہ خبردار توڑنا نہ کبھی
جب نبیؐ نے سنا یہ فرمایا	کہ وہ جبریلؑ تھے امینِ خدا

تہنیت اور مبارکباد کا جلسہ دیر تک رہا تکبیر کے نعرے وادی غدیر میں بلند تھے بگوش ولا اگر کوئی سنے تو وہی سہانی آواز مدنی لہجہ میں اب تک گونج رہی ہے مگر وہ راہ حدھر کو نبی ہو کر آئے تھے اسلیے چھوڑ دی گئی کہ اس جلسہ کو بھول کر بھی کوئی یاد نہ کرے۔ سہ دنیا پرست دیکھنے والے ہوا کے ہیں

وہاں نعرہ ہائے تکبیر بلند تھے وہی خونِ مودّت آپ کے رگہائے دل اور دماغ میں دوڑ رہا ہے جوش ولا میں آکر نعرہ ہائے درود بلند فرمائیں۔

روحِ ایمان جس سے ہو تازہ	ابروئے دین کا ہے غازہ

ایک سفیدی زیر بغل اور یاد آگئی جسکا بیان سنکر صاحبانِ اولاد بیقرار ہو نگے جب آپ کے آقا مظلوم کربلا تنہا رہ گئے دیکھا قافلہ سب روانہ ہو گیا جلوخانہ سونا پڑا ہے۔

نہ لشکری نہ سپاہی نہ کثرۃ الناسی	نہ قاسمؑ نہ علی اکبرؑ نہ عباسی

کبھی لاشہ ہائے شہدا کو حسرت کی نظر سے دیکھکر بیقرار ہوکر روتے تھے کبھی آواز استغاثہ بلند فرماتے تھے ھل من مغیث یغثنا ھل من ناصر ینصرنا استغاثہ کی آواز سنکر عالم تہ و بالا ہوگیا زبان قدرت خدا نے لبیک کہی یا حبیبی یا حسینؑ ہم تمھاری مدد کو موجود ہیں۔

یہ سنکر بیقرار ہوکر عرض کی الٰہی و سیدی بدلا ور فدا میں نہیں چاہتا ابھی ایک چھ مہینہ کا تیر اعطیہ میرے خزانے میں باقی ہے یہ نذر بھی قبول ہو پھر مرحلہ شہادت کے سر کرنے میں صبر مجھ کو عطا فرما۔

یہ عرض کر رہے تھے کہ خیمہ گاہ سے رونے کا شور بلند ہوا گھبرا کر در خیمہ پر آئے دیکھا کہ اہل حرم بشدت رو رہے ہیں علی اصغر گہوارہ میں دم توڑ رہے ہیں۔ فرمایا مجھ کو دو کہ میں اسکو دکھلا کر اشقیا سے پانی طلب کر دن عبا کے دامن میں چھپائے ہوئے میدان میں لاکر تشنہ جگر چھ مہینے کے بچے کو اتمام حجت کے لیے اپنے ہاتھوں پر جس کی آنکھیں حلقے پڑے ہوئے تھے اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل ظاہر ہوگئی اور فرمایا کہ اگر تمھارے گمان میں میں گنہگار ہوں تو اس شیر خوار کا کیا قصور ہے اور فرمایا کہ لے علی اصغر تم حجت خدا کے فرزند ہو تم بھی ان پر اپنی حجت ختم کر دو۔ ہائے وہ برگ گل سے لب خشک پیاس کی شدت سے کملا گئے تھے سوکھی ہوئی زبان دہن سے باہر گویا پانی کا سوال کر رہی تھی جسکو دیکھکر وہ بیرحم رونے لگے لشکر کی برہمی دیکھکر پسر سعد نے حرملہ سے پڑھکر کہا اقطع کلام الحسین قطع کر دے کلام حسین کو ہائے کجا گلوے صغیر اور کہاں ظلم کا تیر فانقلب النصبی علی یدی الامام وہ بچہ امام کے دونوں ہاتھوں پر منقلب ہوگیا سمجھ میں نہیں آتا کہ تیر سہ شعبہ گلوے بے شیر سے کیونکر آپ نے کھینچا چلو خون سے بھر کر آسمان و زمین کی طرف پھینکنا چاہا ندا آئی کہ پانی کبھی نہ برسیگا دانہ زمین سے نہ اُگے گا رو کر اُس خون مظلوم کو اپنے منھ پر مل لیا۔ چھوٹی سی میت ہاتھوں پر لیے کبھی خیمہ کیطرف جاتے تھے کبھی کچھ سوچکر اُدھر سے پلٹ آتے تھے رو کر مناجات فرماتے تھے کہ پروردگارا یہ بچہ میرا تیرے نزدیک بچہ ناقہ صالحؑ سے کم نہوگا آپ حضرات اعمال عاشورا میں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے چند قدم آگے بڑھتے ہیں اور پیچھے ہٹتے ہیں گویا تاسی اپنے آقائے مظلوم کی کرتے ہیں اجرکم علی اللّٰہ۔

پھر بنوک ذوالفقار ایک چھوٹی سی قبر کھود دی رسول خدا کے فرزند ابراہیم کو

امیر المومنین نے قبر میں اُتارا تھا۔
اب میں فریاد کرتا ہوں اُس شیر سے جو منہ پر کٹا پڑا ہوا ہے اے آقا آئیے اور اپنے بھتیجے کو قبر میں اُتاریے۔ قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے اپنے ہاتھوں سے اپنے چاند کو پیوند خاک فرمائیے اسقدر روئے کہ قبر آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

اسقدر اُٹھا دھواں آہ دلِ شبیر کا ۔۔۔ بنگیا ہے شامیانہ تربتِ بےشیر کا
زلزلے میں آگئی گویا زمین کربلا ۔۔۔ قبر اصغر پر تڑپنا دیکھکر شبیر کا

الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

الھدیۃ العاشرۃ

اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطٰن اللعین الرجیم
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ علی اجل نعمائہ والصلوٰۃ والسلام علی اجمل خلفائہ افضل رسلہ واکمل انبیائہ محمدؐ وعترتہ امنائہ سیما علی امیر المومنین سید اوصیائہ و نبرء عن اعدائھم و اعدائہ۔

سُنیے ارشاد رب العزت ۔۔۔ اور دیکھیے سورۂ برائت

لقد نصرکم اللّٰہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ۞ ثم انزل اللّٰہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین ۞ وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکافرین ۞

یقیناً نصرت کی تمھاری اللہ نے اکثر مقاموں پر اور جنگ حُنین کے دن جبکہ تمھاری کثرت نے تمکو مغرور کیا اور وہ تمھارے کچھ کام نہ آئی اور زمین تم پر باوجود وسعت تنگ ہو گئی پس پیٹھ دکھا کر تم بھاگے پھر نازل کی اللہ نے تسکین اپنی اپنے رسولؐ اور مومنین پر اور ایسے لشکر اُتارے جنکو تم دیکھ نہ سکے اور معذب کیا کفار کو یہی سزا ہے کفار کی۔
مکہ معظمہ اور طائف کے مابین حُنین ایک وادی ہے۔ قمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جناب سرورِ عالمؐ

بقصد فتح مکہ جب تشریف لے چلے شہرت یہ تھی کہ ہوازن پر چڑھائی ہے وہان کے باشندون نے بیحد سامان رسد جمع کر رکھا تھا بارہ ہزار لشکر مکہ سے فتح پاکر اپنی کثرت کے گھمنڈ مین اُن کیطرف پلٹا غرور کا سر نیچا ہے مقابلہ ہوتے ہی مسلمانون کے قدم اکھڑ گئے علیؑ مرتضےٰ کہ بمنزلے نفس پیغمبرؐ کے ہین اور نفس شے کبھی شے سے جدا نہین ہو سکتا اور دو چار ساتھی اُنکے پروانۂ شمع نبوت اور عباس بن عبدالمطلب اور ابن حارثہ داہنے بائین باگ مرکب نبیؐ کی پکڑے ہوے تھے باقی سب رسول اللہؐ کو چھوڑ کر چلے گئے

مجھکو شرم آتی ہے فراریون کا شرمناک قصہ تفصیل بیان نہ کرونگا جسکا دل چاہے صحیح بخاری وغیرہ مین دیکھ لے کہ کون اول نمبر آگے اور کون اُسکے عقب مین تھا مگر مجکو حیرت ہے کہ آجکل کے مسلمان جسکے مداح ہین یہ وہی قرن اول ہے آخر جہاد سے بھاگنے والون کی کوئی سزا بھی شرع مقرر ہے یا نہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

روحی بفداہ علیؑ مرتضےٰ سپر بنے ہوے تھے رسول خدا کی ماشاءاللہ خدا کے شیر نے تنہا یہ معرکہ سر کیا حقتعالےٰ ناصر و مددگار ہے آسمانی مدد اپنے فرشتونکی اس معرکہ مین اُسنے بھیجی۔ بہرحال شکر ذوالجلال ہے کفار نے شکست کھائی عیال و اطفال اُنکے اسیر ہوے سامان غنیمت بہت کثیر مسلمانون کے ہاتھ آیا الحمدللہ عرب بھر مین اسلام کا ڈنکا بج گیا۔

مواطن کثیرہ قرآن مین آیا ہے تفسیر قمیؔ مین امام علی نقی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے اسّی مقام پر اپنے نبی کی نصرت فرمائی ہے۔ تفسیر عیاشی مین یوسف بن سخت سے مروی ہے کہ متوکل عباسی بیمار تھا اُسنے نذر کی کہ شفا ہونے پر مال کثیر تصدق کرونگا صحّت پاکر جب نذر کرنا چاہا اہل دربار سے مال کثیر کی تفسیر پوچھی۔ اُنھون نے کہا کہ آپکے والد نے اسّی کرور درہم تصدق کیے تھے آپ اگر مناسب ہو پچاس کرور تصدق فرمائین اس رقم کو اُس نے زیادہ خیال کیا ابو یحییٰ منجم نے کہا امام علی نقی علیہ السّلام سے دریافت کیجیے متوکل نے عریضہ لکھا جواب مین آپ نے تحریر فرمایا اسّی درہم دیدیے حضّار نے کہا اُن سے پوچھو کہ یہ حکم آپ کہان سے فرماتے ہین۔ ارشاد فرمایا قرآن سے کہتا ہون کتاب خدا مین مواطن کثیرہ آیا ہے اور وہ موقعے جہان جہان خدا نے اپنے رسولؐ کی نصرت فرمائی ہے اسّی ہین معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ نے اسّی کو کثیر فرمایا ہے پس اسّی درہم مال حلال کے مال کثیر ہین اللہ اکبر۔ اللہ اور رسول اور امام کے سوا قرآن کے معنے کون جان سکتا ہے کلام پاک

ایک بحر ذخار ہے جسکی شناوری دشوار ہے۔ کسی فاضل کامل کا خط کہین سے آئے تو وہ خود اُس کے نکات کو جانتا ہے۔ یا جسکے نام لکھا ہے بشرطیکہ وہ اُن رموز کا ماہر ہو اُسکو سمجھ سکتا ہے یہ فرمان بلاعنت نشان جسکے حروف مقطعات اور متشابہات سے اغیار قطعاً نابلد ہین شہنشاہ کا مراسلہ اُسکے سفیر کے نام سربمہر آیا ہے اور امین اُسکو لایا ہے۔

اسکی تفسیر یا سفیر کرے　　اُس کا مخصوص یا وزیر کرے

اللہ تعالےٰ نے بشرف اعجاز اپنے نبی کو علم لدنی کرامت فرمایا اور نبیؐ کے ذریعے سے اُن کے شاگرد اور وزیر جناب امیرؑ کو وہ علم عطا ہوا یہی معصوم معجز نما نبیؐ و علیؑ مراسلہ کا مطلب جانتے ہین۔

خود جناب رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم ط نہین جانتا کوئی تاویل قرآن کو سوا اللہ اور اُن لوگون کے جو راسخ فی العلم ہین رسولؐ خدا اور اُنکی عترت طاہرہ یقیناً راسخ فی العلم ہین اسلیے کہ وہ حجت خدا ہین قول و فعل حجت کا قابل حجت ہے۔

حجت کے معنے غلبہ کے ہین حجت امعجز نما غالب کل غالب ہے اسکے مقابل تمام دنیا مغلوب ہے شرف اعجاز مایۂ ناز دشمنون کو زیر کرنیوالی قوۃ الٰہیہ ہے۔

اہل بصیرت گہری نظر سے دیکھین اس آیت مین لفظ اللہ کے بعد مضمون جملہ کو ختم کر دینے والی علامت مطلق لگا دی گئی ہے علم تاویل قرآن کا حصر کر دیا گیا ذات الٰہیہ مین کہ خدا کے سوا علم تاویل کسی کو نہین دو محال سخت لازم آئے جسکا کوئی جواب نہین۔

ایک یہ کہ معاذ اللہ جناب رسولؐ خدا بھی عالم تاویل نہ رہے حالانکہ اُنسے بڑھکر کون عالم ہو سکتا ہے علم اُنکا علم لدُنّی ہے۔

دوسرے وہ حدیث نبوی غلط ہوئی جاتی ہے جسمین ارشاد ہے مخبر صادق کا کہ مین تنزیل پر لڑتا ہون کفار تنزیل کے قائل نہین۔ یا علیؑ تم تاویل قرآن پر لڑوگے۔ یہ حدیث یقین دلا رہی ہے کہ امیر المومنین عالم ہین تاویل قرآن کے۔

بعد رحلت نبیؐ سب سے پہلا کام آپنے یہی کیا کہ قرآن پاک وقتاً فوقتاً جو بیس برس تک نازل ہوا جسکو عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحابیون نے جسکو جتنا ملا لکھ لیا تھا آپ سے اَعلم کون تھا کہ ہر ایک آیت یہ کسوقت اور کس جگہ کس کی شان مین نازل ہوا اور کیا مطلب اسکا ہے

مجمل ہے یا مؤول سخت محنت سے بہ ترتیب تنزیل ایک مجلد مین جمع فرماکر شائع کرنا چاہا۔ مگر نا قدر شناسون نے قبول نہ کیا انشاء اللہ قائم آل محمدؐ کا جب ظہور ہوگا تب اس قرآن کی اشاعت سے جہان پُر نور ہوگا۔

جام جہان نما ظلم سے لبریز ہوگیا اب جلد غرق ہونیوالا ہے جسکا حال خدا ہی جانتا ہے زمانہ پُرآشوب نظر آرہا ہے جس کی اصلاح بہت دشوار ہے صاحب الامر علیہ السّلام کا ہر دم انتظار ہے علائم ظہور اکثر ظاہر ہوکر آمد آمد کی خبر دے رہی ہین۔ تیمیّ نبیؐ کے قبضہ مین آکر ذوالفقار کا پانی ظلم و بدعت کی آگ کو بجھائے گا۔ رسول اللہ کا نور مکہ مین جب چمکا اور علیؑ مرتضٰے خدا کے گھر مین پیدا ہوے شرک و کفر کی کالی آندھیان سیاہ غبار سے جہان کو تاریک کیے ہوے تھین۔ ذوالفقار کے پانی سے کفر کا غبار فرو ہوا رب العزت نے اپنے نبیؐ کو مبعوث برسالت فرمایا پھر کچھ عرصے کے بعد یہ حکم محکم نازل فرمایا۔ یاایہا المدثر قم فانذر اے کملی اوڑھنے والے اُٹھ اور انذار کر۔ ایک انگریزی محقق نے بھی منصفانہ تحریر کے صفحہ پر حق نما تصویر اسکی کھینچی ہے۔

قم فانذر کا حکم جب آیا ۔۔۔ بنی ہاشم کو پہلے جمع کیا
پھر ضیافت کے بعد کی تقریر ۔۔۔ کلک قدرت کی خوشنما تصویر
اشرف خلق ناطق و عاقل ۔۔۔ تم تھے یا ایسے بن گئے جاہل
حیف ہے پتھرونکو پوجتے ہو ۔۔۔ کفر چھوڑو خدا پرست بنو
مین خدا کیطرف سے آیا ہون ۔۔۔ اک شریعت جدید لایا ہون
چاہتا ہون ملے تحصین اعزاز ۔۔۔ درس توحید پاکے ہو ممتاز
وحدہٗ لاشریک حق کو کہو ۔۔۔ اور رسولؐ خدا سمجھے جاؤ تو
کون ہے تم مین منچلا ایسا ۔۔۔ دین حق مین بنے وزیر مرا
اور ہو معصوم صاحب اعجاز ۔۔۔ دین و ایمان کا ہو مایہ ناز
ہاشمی جب تھے سُن کے یہ تقریر ۔۔۔ متاثر ہوے جناب امیر
اس جگہ لکھ رہا ہے وہ انگریز ۔۔۔ ناگہان ہونہار اک نوخیز
جوش مین آکے ولولے مین اُٹھا ۔۔۔ جسکا اقبال جبہہ کہہ رہا تھا
انا فی الدین عضدک واللہ ۔۔۔ میرے اس قول پہ خدا ہے گواہ

قدم پاک پہ فدا ہو سر — جان و دل سے ہوں ناصر و یاور
بندگی حق کی اور نبی کی ولا — دین و ایمان ہے مرا بخدا
دین حق میں وہی تھی پہلی عید — جب ولیعہدی کی ہوئی تمہید
منصفو منکرین سے پوچھو — حق کی تردید ابتو آ کے کرو
شب معراج جب گئے ہیں نبیؐ — اسکی تجدید تخلیہ میں ہوئی

جناب سید المرسلین اور امیر المومنین نے دین کا باغ لگایا اسکی بہار نہ دیکھنے پائے اسی کی نصرت میں جان بھی دیگئے۔ آپکے بعد ظلم کی باد خزان نے جب اسکو پامال کیا ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے اپنے خون سے اسکو سینچا اسی باغ کی نصرت میں تیغ جفا سے زہر دغا سے یہ سب شاہزادے شہید کیے گئے ایک حجت خدا دنیا میں باقی ہیں وہ دین کی نصرت فرماتے ہیں۔ علما ان آشنایوں کے ذرے بھی دین کی نصرت میں تہ دل سے منہمک ہیں اور اہل دین کے کام آتے ہیں۔

اپنے آقا کا سنیے اب اعجاز

تاج العلما جناب مغفور — تھے بحر علوم چشم بددور
تحفے سے وہ اسکو نقل کر کے — اس معجزہ کا بیان ہیں لکھتے
بحرین کا حکمران و سلطان — تھا ضد و خلاف اہل ایمان
عیّار جہان وزیر اس کا — تھا ثانی عمر عاص گویا
مٹی کا بنا کے اس نے سانچا — مضمون ستم نیا تراشا
نام اسمیں فلان فلان کے لکھکر — کندہ کیے اسنے کے نشتر
اس کے مابین جو خلا تھا — گلنار شگوفہ تازہ چھوڑا
شکون کی نہ کوئی انتہا تھی — تا آمد و شد رہے ہوا کی
پختہ ہوا جب انار بڑھ کر — قالب کے حروف ابھرے اسپر
لکھا ہوا نام تھا ہر اک کا — قدرت کے قلم سے صاف گویا
سلطان کے پاس لے کے پہونچا — دیکھا جو یہ سحر ساحری کا
فق ہو گیا رنگ اہل دربار — دل سے ہوے معتقد طرفدار
کی عرض جہان پناہ اس کو — انصاف کی اب نظر سے دیکھو

ہیں تین سو جلد اُن کی تصنیف تھا کی سچ زبان بعض تالیف

یہ معجزہ ہے خدا کی قدرت
بھڑکا یہ سن کے شعلۂ نار
بولے کہ گئے بقہر دلگیر
اس معجزہ کا جواب یا رو
خاموش تھے سب بہ رنگ تصویر
کافی مہلت اب ہمکو دیجیے
دربار سے بیقرار نکلے
یہاں آن کے مشورہ یہ ٹھہرا
چودہ ساقی ہیں جو ہمارے
جواب ہیں امام دو جہان کے
یہ کہتے ہی جستجو میں نکلا
دن رہ گئے وعدہ کے جو دو چار
از بہر نبیؐ و آل اطہار
اک اُنمیں اسیر کرب مضطر
کہتا تھا مدد کو آؤ آقا
آخر سن لی خدا نے فریاد
فرمایا نہ بے قرار اب ہو
دیوانہ وزیر کے محل میں
گوشہ میں فلان طرف ہیں رکھے
ایسا ہی کیا کہ جب بلایا
یہ شعبدہ کھل گیا جو اک بار
عیار وزیر خر نکل تھا
اس معجزہ کی یہ دیکھیے شان
ملتے تھے گلو تنسے ہنس کے مومن
امداد سے صاحب الزمان کی

غازہ کش ابروے خلافت
تنور غضب بنا وہ دربار
دکھلا کے انار کی یہ تقریر
یا قتل ہو یا یہ دین چھوڑو
آخر کی لب ادب سے تقریر
تا اسکا جواب دین سمجھ کے
روتے روتے زار زار نکلے
اللہ کے لطف پر سے تکیہ
سرشار ہوئے ولا ہیں ان کے
فریادی ہو صاحب الزمان سے
منھ اُٹھ گیا جسطرف کو جسکا
کرتے تھے دعا خدا سے دیندار
اس ظلم سے دے نجات غفار
منھ خاک پہ رکھ کے اور رو کر
ہم بیکسوں کو بچا لو آقا
کی حجت کبریا نے امداد
دربار میں جب بلائیں تمکو
دیوار سے وزن سے ایک پل میں
لے آئیو سانچوں کو جھپٹ کے
قالب یہ اٹھا کے جلد لایا
یک دھک سب گئے جفا کار
چالاکی پہ اپنی منفعل تھا
مومن ہوا جان و دل سے سلطان
بشاش تھے عید کا تھا وہ دن
حل ہوتی ہیں مشکلیں جہان کی

رحمت کا قدم جو درمیان ہے قہار کے قہر سے امان ہے

خدا کی حجت تا قیامت زمین پر قائم رہیگی آیت اللہ حجت اللہ حضرت صاحب الامر سلام اللہ علیہ اس زمانہ کے امام ناظر احوال ہین ہم سب کے اور ناصر ہین دین حق کے اکثر معجزات آپکے مشہور ہین بحکم خدا دشمنون کی نظر سے غائب ہین زندہ اور سلطان عادل حکمران ہین زمانہ کے مصلحت الٰہیہ جب ہوگی ظہور فرمائینگے اور آپکے آبائے طاہرین بھی سب زندہ ہین شہدائے راہ خدا ہین اور سب کے اعمال کو وہ بھی دیکھ رہے ہین اسکی خبر کتاب خدا مین ہے سیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون ؀

غائر نظر سے دیکھیے کوئی انتہا ہے ظلم کی ظالمون کا یہی معمول رہا ہے کہ مظلوم کے مرجانے کے بعد پھر کچھ تعرض نہین کرتے لیکن لعنت خدا ہو ان ظالمون پر کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر بعد شہادت بھی ظلم و جفا مستمر ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام کے روضۂ اطہر پر مرۃ ظلم کرنے کو آیا تھا جلال حیدری دیکھیے صاحب ذوالفقار کے مزار سے دو انگلیان نکلین ظالم کے دو ٹکڑے کر دیے۔

یا دیکھیے ظلم متوکل کا جس نے مظلوم کربلا کے مرقد اطہر پر ظلم عظیم کیا بیلون اور گدھون کو قلبہ رانی کیلیے ہرچند مار مار کر ہنکایا مگر وہ آگے نہ بڑھے پیچھے کو بھاگتے تھے مطلب یہ تھا کہ یہان زراعت ہو کر نشان قبر اطہر کا نہ رہے۔

ہائے کیا ظلم عظیم ہے ایک معمولی مسلمان کا نبش قبر بھی شرعاً حرام ہے امام کونین کے مزار اقدس پر یہ ظلم اور بے ادبی کیجائے اور تختہ زمین کا ان بیحیا ظالمون اور بے غیرت جفا کارون پر الٹ نہ دیا جائے۔ اے منتقم کون تیری مصلحت سمجھ سکتا ہے کہ انتقام مین کس لیے تاخیر ہوئی۔

آپنے سنا کہ بیل اور گدھے آگے نہ بڑھے اسکی نظیر جناب موسیٰ کے عہد مین بھی پائی گئی ہے حضرت کلیم اللہ لشکر لیکر کسی بادشاہ ظالم سے لڑنے کو چلے بلعم باعور ایک عابد و زاہد اس عہد مین مستجاب الدعا مشہور تھا بادشاہ نے اسکو بلوا کر کہا کہ بالائے کوہ جا کر دعا کر کہ میرے لشکر کی فتح اور جناب موسیٰ کے لشکر کی شکست ہو۔ اس نے اول بہت انکار کیا آخر ظالم کے قہر سے مجبور تھا چاہا کہ الاغ پر سوار ہو کر پہاڑ کی طرف جائے الاغ زمین پر گر پڑا اور کسی طرح نہ اٹھا جب بہت مارا تو بقدرت خدا

گویا ہوا کہ اے ملعم شرم کر خوف خدا سے ڈر نبی کے لیے دعاے بد کرنے کو جاتا ہے تو مجھ کو بجبر لیے جاتا ہے اور فرشتے منع کرتے ہین جانے سے ۔

واعبرتاہ ۔ جانور عقل نہین رکھتے مگر معرفت خدا و نبی و امام اور حلال و حرام کا ادراک انکو بھی ہے ڈرتے ہین قہر خدا سے ۔ ہاے یہ عبد شیطان بندۂ زر عاقل ہو کر مرتکب اس ظلم کے ہوے ارض و سما جس سے تھرا گئے اور آجتک اصرار و استمرار ہے رسول خدا اور اُن کے اہلبیت رحمۃ للعالمین اور سید الصابرین ہین اور جناب اقدس و اعلے مظلومون کے صبر ظالمون کے جبر کا امتحان کر رہا ہے ۔

العظمۃ للہ ۔ گاو خر کا قدم نہ بڑھا تو مزار اطہر کیطرف ایک نہر کاٹ دیگئی کہ مرقد انور سیلاب سے فنا ہو جائے نشان باقی نہ رہے ۔ پانی روضۂ اقدس کے گرد حیران پھرتا تھا آگے نہ بڑھتا تھا اسلیے اس مقام کا نام حائر ہے ضریح اقدس سے پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہے یہان نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے تحت قبۂ حسینیہ مومن کی دعا قبول ہوتی ہے حقتعالے ہر مومن کو مظلوم کربلا کی زیارت اور حائر کے مقام مین دعا و نماز کا شرف عطا فرمائے عجب مرتبہ ہے زائر کا زائر مرجاتا ہے تو امام حسین علیہ السلام شب اول خود اُس کی زیارت کو تشریف لاتے ہین ۔

پانی گویا شرم و خجالت سے پانی پانی ہو گیا آگے نہ بڑھا ۔ ہاے یہ وہی پانی ہے جس کے لیے بازو جناب عباسؑ کے نہر علقمہ پر قلم ہو گئے مظلوم کربلا دونون ہاتھون سے کمر پکڑے ہوے واعباساہ کہکر روتے تھے ۔ ہاے یہ وہی پانی ہے کہ روز عاشورا جس کے لیے ننھے ننھے بچے حسینؑ کے ہاتھون مین خالی کوزے لیے ہوے العطش العطش کہکر بسمل کیطرح خاک پر تڑپتے تھے ۔ ہاے یہ وہی پانی ہے جسکی خاطر جناب علی اصغر تشنہ جگر تیر کھا کر ہر لین کو سدھارے گود جناب رباب کی خالی ہو گئی ۔ ہاے یہ وہی پانی ہے جسکے نہ ملنے سے ہمارے آقا کی زبان خشک ہو گئی تھی ۔ پانی بھی آگے نہ بڑھا اور کسیطرح نشانِ قبر اطہر محو نہ ہو سکا تو وہ ملاعنہ زائرون کے دست و پا کاٹنے لگے ۔

جمال شقی کے ظلم کا تصور تو آپ نے کیا ہو گا جسکو دیکھکر سیدہ بیتاب ہو کر روئی ہین کیا آپ اپنی شہزادی کو پرسا نہ دینگے ۔

اللہ اکبر اب دیکھیے شوق زیارت زائران سید الشہدا کا ۔

مشہور ہے کہ ایک مومن پاک اعتقاد سہ مرتبہ زیارت کو گیا اور اپنے دست و پا سے

تصدق کر دیے ؎

اے غلامان خمر نجبا　　دیکھیے امتحان مودت کا

پانچویں مرتبہ جمال کے ذریعے سے آیا اور کہا اب سر میرا حاضر ہے اسکو بھی قلم کر ڈالو۔

جب دیکھا ظالموں نے کہ زائر سر بکف شوق زیارت میں چلے آتے ہیں کسیطرح نہیں رکتے ناداروں کے روکنے کو مال و زر کا جزیہ مقرر کیا کبھی آپنے دیکھا ہوگا ترکی حکومت مین قسطنطنیہ اسکا نمونہ تھا۔

ایک ضعیفہ نادار محتاج زیارت کو گئی لب دریا محکمہ جزیہ کا افسر کرسی پر بیٹھا ہے قدم بوس حاضر ہین ضعیفہ نے زر جزیہ پیش کیا محصل نے پوچھا اے نادار یہ رقم کہان سے لائی۔ اس نے کہا بیٹا چکیان پیسین چرخہ کاتا فاقے کیے بڑی محنت مشقت سے یہ پیسہ جمع کیا ہے مظلوم کی زیارت کرنے آئی ہون۔ ناری یہ سنکر جلگیا توپسون کو حکم دیا کہ اس ضعیفہ کو اٹھا کر دریا مین ڈالدو فریاد و زاری اس نے کی روضۂ اقدس کیطرف دیکھکر بیتاب ہوکر رو دی اور بزبان استغاثہ روکر کہنے لگی اے مظلوم شاہزادے میرے خونزادے آپ گواہ رہیے کہ یہ لونڈی غریب و بیکس بیجرم و بیخطا آپ کی محبت مین جبراً غرق دریا کی جاتی ہے اور اپنے خدا کے سوا کوئی فریادرس اور حامی و مددگار نہین رکھتی جوان ظالمون کے ظلم و جفا سے مجھ بیکس کو بچائے اس بیکسی و تنہائی کے عالم مین میری نصرت اور مدد کو آئے۔

ہائے کون اس غریب الوطن زائرہ کو ظالمون کے ظلم سے بچاتا اور اسکی مدد کو آتا ہر چند زائرہ نے فریاد کی پر جمون نے مطلق اُسکے حال پر رحم نہ کھایا اور اس مظلومہ کو دریا مین پھینکدیا۔ غوطہ کھا کر جب اُس نے سر اٹھایا دیکھا کہ ایک جوان صالح لب دریا جلوہ فرما ہین آپنے آہستہ با احترام سنبھال کر ضعیفہ کو دریا کے کنارے کھڑا کر دیا۔

ضعیفہ دعائین دیکر کہنے لگی کہ آپ کون ہین اس مصیبت و بیکسی کے وقت مین میری مدد فرمائی اور غرق ہونے کے مہلکہ اور گرداب بلا سے رہائی مجھ کو دی اپنے ہاتھ مجھ کو دیجیے کہ اُن پر بوسہ دون۔

آہ آہ فرمایا اے ضعیفہ بروز عاشورا تیرے آقا پر دونون ہاتھ نثار ہوگئے ہین وہی ہون جسکا علم عزاخانہ مین رکھتی ہے اسوقت جو تونے فریاد کی مین تیرے آقا کی خدمت مین حاضر تھا حضرت بیتاب ہوگئے اور فرمایا اے بھیا جلد جاؤ میری زائرہ کو بچاؤ۔ اب تو

آنکھیں بند کر کہ مین تجھکو روضۂ اقدس پر پہونچا دون۔ اب جو آنکھ کھولی دیکھا نہ وہ جوان نہ دریا روضۂ اطہر پیش نظر ہے دوڑکر ضریح اقدس سے لپٹ گئی حضرتؑ نے باعجاز مدد فرمائی۔
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الھدیۃ الحادیۃ عشر

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک ما اعظم شانک نحمدک یا اللہ یا حق یا احد یا واحد یا صمد یا واجب الوجود یا محمود یا معبود۔ انت رب العلمین ارحم الراحمین ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ونصلی علی حبیبک سید الانبیاء والمرسلین محمد وعترتہ المیامین الطیبین الطاہرین المعصومین سیما علی سمیک اخی نبیک مولنا امیر المومنین سید الوصیین قامع رؤس الکفرۃ الفجرۃ والمشرکین۔
ونلعن علی اعدائک واعدائہم اجمعین ۵

حق تعالے قرآن مین سورۂ رحمن مین فرماتا ہے فبای آلاء ربکما تکذبان تم دونون اپنے پروردگار کی کونسی نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔ ظاہرا جن وانس کیطرف خطاب ہے باطنا بعض منافقین پر عتاب ہے۔
نعماے الٰہیہ بے تعداد ہین یہان خاص رسول خدا اور جناب امیر علیہما السلام مراد ہین۔
وا اسفاہ۔ فضائل عترۃ نبویہ زیور بخاعرائس قرآنیہ کا زمانہ کی دستبرد نے لوٹ لیا ایک قاری تلاوۃ کرتا ہے واجعلنا للمتقین اماما ۵ یعنے ہمکو پرہیزگارون کا امام بنادے۔ معصومؑ نے سنکر فرمایا بڑی جسارت کی اس نے کسی نے پوچھا وحی فداک تنزیل کیا ہے فرمایا واجعل لنا من المتقین اماما ۵

چمنستان دھر مین ہر سو	حمد اور نعت منقبت کی بو
بس کہ ہر ہر روش ہے عطرفشان	بارک اللہ مہک رہا ہے جہان

اک مُصلّا ہے یہ زمین گویا
پاک نیت سے دیکھین اہل نظر
ہین بہائم رکوع مین موجود
زمزمہ طیر کا ہے ذکر خدا
رَبُّنَا اللّٰہ وھو خالقنا
رنگ لایا ہے طرفہ صحن چمن
سبزۂ گلفروش یا دیکھیے
کوئی ہے سُرخ اور کوئی زرد
ہے عجب رنگ تماشا ہر ان چمن
شوخیون پر ہے حُسن گل کی بہار
یہ مرقع یہ دل کشا منظر
سبزہ مین سب حدوث کی ہی لہک
کسی واجب نے جب کیا پیدا
اپنی علت ہون آپ یہ ہے محال
ہے وہی واجب الوجود خدا
کئی واجب جہانین ہوتے اگر
لامحالہ ہر اک تھا ناکافی
جو ہو ناقص خدا نہین عاقل
اور ہر ایک ہو اگر کافی
وحدہٗ لاشریک جب وہ ہوا
متفرد ہین ظلم کے انکار
حُسن اور قبح عقلی بھی اُسکو
اور نبوت امامت اور معاد
ہین مکلف عباد جب اُسکے
ہوا اصول و فروع کی تدریس
اور مُرقّع زمانہ کا ہے کھچا
کہ ہین محو قیام کوہ و شجر
حشرات زمین ہین سربسجود
یہی تسبیح کر رہے ہین ادا
وحدہٗ لاشریک رازقنا
کسی گلچین کا ہے گھر دامن
کہ ہے مملو شگفتہ پھولون سے
چاندنی سیوطی ہے اور گل زرد
دلفریبانہ قدرتی نقشین
ہین عنادل ہزار جان سے نثار
اپنے صانع کی دے رہا ہے خبر
اور ہے امکان کی گلو تہمین تہک
تب عدم سے ہوا وجود ان کا
لازم آتا ہے دَور کا اشکال
ایک ہے اُسکی ذات ہے تنہا
کرتے پیدا وہ سب کو مل جُل کر
نقص کی یہ دلیل ہے شافی
کیونکہ واجب کی ذات ہے کامل
کیا ضرورت ہے پھر تعدد کی
اُسکو عادل ہی جانین گے عُقلا
عین واجب وہ ہو نہین سکتا
ظلم سے پاک کہتا ہے دیکھو
مقتضا عدل کا ہین رکھے یاد
انبیا اور ائمہ بھیجے گئے
ہر مُکلّف کا امتحان ہو نفیس

ہے قیامت کا روز جائزہ کا
اور خلد برین ہے عمدہ صلہ

طُرفہ نظارہ اب ہے مدِ نظر
ہو اثر جس کی سیر کا دل پر

اصطلاحات کا نیا گلزار
دیکھیے پُر فضا ہے جس کی بہار

جانِ عرفان جس سے ہو تازہ
روے تحقیق کا ہے غازہ

تازہ و تر ہین جسکے پھول و پھل
نص و ظاہر مُاوّل و مجمل

لفظ و معنی ہون ایک دونون اگر
اُسکو نص کہتے ہین سب اہل نظر

دو ہون معنی لفظ اگر ظاہر
راجح انھین جو ہے وہ ہے ظاہر

جو ہے مرجوح وہ ماوّل ہے
اور ماوّل سے ظاہر افضل ہے

متساوی ہون دونون معنے اگر
ہے وہ مجمل سُن لے ینکو منتظر

نص و ظاہر مین مشترک ہے جو
کہتے ہین محکم اہل علم اُس کو

مشترک مجمل و ماوّل کا ؛
متشابہ ہے اور اے دانا

علم تاویل ذوالجلال کو ہے
یا نبیؐ اور اُن کی آلؑ کو ہے

متشابہ ہے انھین کی نظر
سب ہین اغنیا انکے دست نگر

گل چنے ہین حدیث و قرآن سے
ہین غنادل سب اہل علم انکے

قم خراسان عراق ہے گلزار
ہے وہان انکے زمزمونکی بہار

حقتعالے نے اپنے خلیلؑ کو ولایت نبوت خُلّت رسالت کے بعد امامت کا خلعتِ فاخرہ بھی عطا فرمایا۔ امامت کے دو معنی ہین۔ ایک نیابت نبوت و رسالت کی بالمعنے الاخص دوسرے ریاستِ عامّہ پیشواے خلائق ہونا یہ سب سے بالاتر ہے بالمعنے الاعم۔

ارشاد فرماتا ہے اِنّی جاعلک للناس اماما۔ ہم تمکو پیشواے خلائق بنانا چاہتے ہین۔ آپ نے ادب کی زبان سے عرض کیا اَوَمِن ذُرّیتی کیا یہ عہدہ میری ذریت کو بھی عطا ہوگا۔ زبان قدرت نے جواب آیا لاینال عہدی الظالمون۔

احتجاج طبرسی مین امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ میرا عہد ظالمونکو نہ پہونچیگا جسکا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ انبیا و اولیا کے سپرد کیا جاتا ہے وہ ظالمون کو نہین دیا جا سکتا جو نجاست کفر و شرک مین مبتلا ہو چکے ہون اسلیے کہ شرک کو خود خدا تعالی ظلم عظیم فرماتا ہے اِنّ الشرک لظلم عظیم۔ پس ابراہیم علیہ السّلام جب یہ سمجھ گئے کہ امامت کا

عہدہ بت پرست نہین پا سکین گے تو اُنھون نے خدا سے یہ دعا کی واجنبنی وبنیّ اَنْ نعبدَ الاصنام ٥ مجھکو اور میری ذریت کو بُت پرستی کرنے سے بچا۔

آمالی مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے اسی روایت کے قریب قریب منقول ہے جسکے آخر مین یہ فرمایا کہ جناب ابراہیمؑ کی یہ دعا مجھ تک اور میرے بھائی علیؑ تک پہونچی کہ ہم دونون مین سے کسی ایک نے بھی کبھی بت کو سجدہ نہین کیا پس اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا اور میرے بھائی علیؑ کو وصی قرار دیا۔

احتجاج سے یقین ہو گیا کہ نبی کی دعا مستجاب ہے خواص اولاد مین مشرک بت پرست کافر کوئی نہین ہے۔ حبیب کبریا نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ ہمارے اجداد شریعتِ خلیلیہ کے عامل سب مسلمان تھے۔

ان احادیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اولاد اسمٰعیلؑ کے سوا اور کفار بھی سب ظالم ہین کیونکہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے والکافرون ھم الظالمون ٥ پس مشرکین کسیطرح امامت کا استحقاق نہین رکھتے آپ جو کچھ مین عرض کرتا ہون عارفانہ حکیمانہ عقل کے صفحہ پر نمایان تصویر کھینچکر عالمانہ خوب گہری نظر ڈالکر اُسکو دیکھیے جناب امیر علیہ السلام کا نام جب لیا جاتا ہے شیعہ علیہ السلام کہتے ہین اور اہل سنت کرم اللہ وجہہ کہتے ہین یعنے بزرگ کیا ہے اللہ نے اُنکے چہرہ کو انکی پیشانی کبھی بتون کے سجدے مین نہین جھکی۔ ہم میلاد مین فخر یہ پڑھتے ہین کہ انکی مادر گرامی جب خانۂ کعبہ مین گئین ید اللہ نے اپنے دونون پائے مبارک شکم مادر مین تان دیے کہ وہ معظم بت کے سجدہ مین کبھی جھک ہی نہ سکین۔ ایمان اسکا نام ہے۔

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

جو مولود دنیا پیدا ہوتا تھا ابوجہل ملعون خاک پائے اصنام کا سرمہ آنکھون مین اُس کی لگاتا تھا اُسکو لیجا کر سجدہ بتون کا کراتا تھا ؎

نورِ حق جبکہ کعبہ مین چمکا حسب معمول وہ لعین آیا

اور چاہا کہ آپ کی آنکھون مین وہی سرمہ لگائے لیجا کر بتون کو سجدہ کرائے ید اللہ نے ایسا طمانچہ اُس لعین کے منھ پر مارا کہ گردن اُس کی کج ہو گئی مدۃ العمر وہ کبھی نہ گئی۔

الحق یعلو ولا یُعلیٰ نبیؐ نے آکر جب اپنی گود مین لیا آنکھین کھولدین سب سے پہلے نبیؐ کا منھ دیکھا لعاب زبانِ نبیؐ چوسا ؎

تھی یہ دنیا مین پہلی ان کی غذا اور قرآن حق زبان سے پڑھا

تفسیر قمی علیہ الرحمہ مین قصۂ جناب ابراہیم علیہ السلام کا خلاصہ دیکھیے کہ جب اُن جناب نے مشرکین کو بتون کی عبادت سے باز رکھنا چاہا اور اپنی حجت اُنپر قائم کر دی گروہ باز نہ آئے اور اُنکی کوئی عید آئی وہ نمرود کے ساتھ باہر گئے تو ایک کلہوڑا اور کھانا لیکر بتخانہ مین آپ پہونچے ہر بت کے سامنے کھانا رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسے کھاؤ یا مجھے جواب دے جواب نہ ملا تو کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤن کسی کا سر توڑ کر سب بتون کی بری گت بنائی مگر بڑے بت کو جو صدر مین تھا یونہی رہنے دیا اور بسولا اسکی گردن مین لٹکا دیا جب وہ بت پرست میلے سے پھر کر آئے تو ذلت کی حالت دیکھکر افسوسناک زبان سے کہنے لگے ہمارے معبودونپر یہ ظلم کس نے کیا ان سے پوچھا اے ابراہیم کیا تم نے ایسا کیا۔

فرمایا نہین بل فعلہ کبیرھم انہین جو بڑا بت ہے اُس نے ایسا کیا ہے اُس سے پوچھو۔

کہا کہیں بت کہین بولتے ہین۔

فرمایا جب یہ بولنے کی لیاقت نہین رکھتے تو انکی پرستش کیون کرتے ہو ناطقے اُن کے بند ہو گئے پھر اُن ظالمون نے آگ مین اُن جناب کو ڈالا ایک طولانی اسکا قصہ ہے۔

اللہ اکبر۔ جناب خلیل نے بالکتمان کفش کاری بتون کی فرمائی۔ امیر المومنین نے باعلان دوش نبی پر چڑھکر خدا کے گھر مین بتون کو توڑا۔ ع

دادا کا وہ قصہ ہے یہ پوتے کا فسانہ آویزۂ حیرت ہے پئے گوش زمانہ

جناب رب العزت ارشاد فرماتا ہے اِنَّ من شیعتہ لابراھیم جناب خلیل اللہ علیہ السلام بنائے کعبہ کی تعمیر پر مامور ہین دونون باپ بیٹے تہ دل سے امتثال حکم کر رہے ہین دیوارین بلند ہوتی جاتی ہین اور یہ اپنے اعلائے مرتبہ کی دعائین کر رہے ہین اودھر سے بار بار دعا اُدھر سے لطف و عطا آخر حکم ہوا کہ تم تو ایسی نازش کرتے ہو کہ شیعیان علیؑ مین کسی گرسنہ کو کھانا کھلایا یا کسی برہنہ کو لباس پہنایا۔ تب اُنھون نے صمیم قلب سے دعا کی کہ الٰہی سیدی مجھ کو بھی شیعیان علیؑ مین داخل فرما۔ دعا آپ کی قبول ہوئی ارشاد فرماتا ہے اِنَّ من شیعتہ لابراھیم۔

خانۂ کعبہ جب بنکر تیار ہو گیا حکم ہوا کہ اب ندا کرو میرے بندون کو کہ وہ ہر طرف سے حج کرنے کو حاضر ہون عرض کیا کہ میری آواز کیا تمام عالم مین پہونچ سکتی ہے۔

فرمایا تم ندا کرو یہ کام تمہارا ہے اور ہر جگہ آواز کو پہونچا دینا یہ ہمارا کام ہے۔
جس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے تھے اور وہ باعجاز ضرورت کے موافق بلند ہوتا تھا
اُس پر کھڑے ہوئے اور وہ کوہ ابوقبیس سے بھی زیادہ بلند ہوا ندا کی آپ نے کہ اے گروہ
خلائق جسکو استطاعت ہو خانہ کعبہ کے حج کو چلو۔ قدرتِ الٰہیہ کی کوئی حد نہیں ہے اسکی
قدرت سے یہ ندا تمام عالم میں پہونچی۔ ارواح جو اصلاب پدر اور ارحام مادر میں تھے انھوں نے
لبیک حج کہی جس نے جتنی مرتبہ لبیک کہی ہے اُتنی مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوگا
بروایتے ننانوے برس کے سن میں جناب اسمٰعیلؑ اور ایکسو بارہ برس کی عمر میں جناب اسحاق
علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں یہ اور انکی اولاد انکے بیٹے پوتے ہمیشہ اسلام کی ترقی و اشاعت
اور مرتے وقت اسکی حفاظت کی وصیت فرماتے رہے ہمارے حضورؐ نے بھی حفاظت
اسلام کی وصیت امیر المومنین سے فرمائی ہے۔ (رخصت نمبر یہ بیان مرتبط ہے)
ایک ندا کا حال آپنے سُنا اب دوسری ندا کا حال سُنیے اُمت نوحؑ کی نافرمانی جب
حد سے گذر گئی ساکھو کے بیج بوئے گئے درخت جوان ہوکے کشتی سالہاسال میں بنی ہوا سے
درخت لاکر بھر دیے جملہ سامان جمع ہو کر حکم خدا ہوا کہ سوار ہونیوالوں کو پکارو جناب
نوحؑ نے باواز بلند ندا کی۔ ھلموا الی رکوب السفینۃ چلو کشتی پر سوار ہونے کے لیے
بحکم کارساز آواز بالائے ہوا ہر جگہ گونج اُٹھی اور لوگ سوار ہونے لگے۔ بھیڑ کو چڑھاتے تھے
مگر وہ بے عقلی سے سوار نہوتی تھی جھڑک کر فرمایا شیطان سوار ہو جب سب سوار ہو لیے
اطراف وجوانب پر نظر فرمائی دیکھا شیطان ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا ہے پوچھا تجھ کو کس نے
سوار کیا کہا آپ ہی نے تو حکم دیا۔ کہنے لگا اب دو کلمے نصیحت کے سُن لیجیے۔ فرمایا یہ امتحان کا
وقت ہے حکم ہوا کہ نصیحت اگرچہ دشمن ہی کی زبان سے ہو ضرور سنو۔ حرص کبھی نہ کرنا لان الحرص
اخرج اباک عن الجنۃ اسلیے کہ حرص نے آپ کے پدر عالی وقار کو بہشت سے جدا کیا۔
حسد کبھی نہ کرنا لان الحسد اخرجنی عن الجنۃ حسد نے مجھ کو جنت سے نکالا۔
ایک بوڑھیا کے تنور سے پانی نکلنا شروع ہوا تمام عالم غرق ہو گیا۔ آسمان سے بجائے
قطروں کے چادر پانی کی گرتی تھی۔ چھ مہینے تک پانی برسا اندھیارا بلا کا تھا۔
کشتی طوفانی ہو کر ڈکیں لینے لگی۔ فریاد کی آپ نے الٰہی وسیدی یہ کون مقام ہے
کشتی میری غرق ہوئی جاتی ہے۔

ارشاد ہوا کہ یہ قضائے کربلا ہے اسی سرزمین پر کشتی آل محمد دریائے خون مین غرق ہو گی دعا کی بار الہا بحق محمد و آل محمد میری کشتی کو غرق ہونے سے بچا۔ حق تعالے نے دعا آپ کی قبول فرمائی۔

ایک حکم نافذ ہوا کہ ہمارے دوست کی کشتی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرے گی۔ بلند پہاڑ غرور مین تھے کوہ جودی نے یہ خیال کیا کہ مین سب سے پست ہون اعزاز کے لائق کب ہون۔ انکسار اُسکا خدا کو پسند آیا کشتی اُسپر آکر ٹھہری۔ طوفان کا مطلع صاف ہونیلگا حکم ہوا اے آسمان تھم جا اے زمین اپنے پانی کو نگل جا۔

آہ آہ حق تعالے نے جسکی خبر جناب نوحؑ کو دی تھی جب اُسکا وقت قریب آیا مظلوم کربلا دوسری محرم کو وارد دشت نینوا ہوئے مرکب راکب دوش رسولؐ کا چلنے سے رُک گیا آپ نے مُڑ کر ہمراہیون سے نام اُس زمین کا پوچھا کسی نے دشت نینوا کسی نے غاذریہ کسی نے ماریہ بتلایا فرمایا کوئی اور بھی نام ہے اسکا۔

ایک شخص نے کہا دشت کربلا اسکا نام ہے کربلا کا نام سنتے ہی گھوڑے سے اُترے ایک مشت خاک اُٹھا کر سونگھی اور فرمایا بس سفر ہمارا تمام ہوا آگے نہ جائینگے حمالون سے خیمے استادہ کیے اہل حرم محملون سے اُترے۔ ایک کرسی پر آپ جلوہ فرما ہین۔ اور زمیندارون کو بلوا کر فرمایا بخوشی اگر اس زمین کو بیع کرو تو ہم چاہتے ہین کہ ایک بستی بسا کر یہان رہین سب نے عرض کیا کہ ہم غلام آپکے ہین زمین بھی آپ کی ہے۔ مگر یا ابن رسول اللہ یہان ؎

انبیاے سلف سے جو گذرا   وہ ہوا مبتلاے کرب و بلا

جناب آدمؑ کے پاؤنمین ٹھوکر لگی لہو جاری ہوا۔ جناب خلیلؑ گھوڑے سے گرے گز ند پہونچا۔

فرمایا جو مشیت حق مین گذرا ہے وہ ہوگا۔ ساٹھ ہزار درہم کو چار میل تک مول لیکر وہ زمین اُنکے نام ہبہ کر دی۔ ہبہ کے شرائط سُنیے۔

اول یہ کہ ہمارے مزار سالم رکھنا۔ دوسرے زائرونکو ہماری قبر کا بتا دینا۔ تیسرے ہمارے زائر کو تین دن اپنا مہمان رکھنا۔

ہاے وہ ظالم جب شمع ایمان کو خاموش کر چکے ایک دن ٹھہر کر اپنے کشتونکو نماز پڑھکر

دفن کیا شہدا کی لاشوں کو بے دفن و کفن چھوڑ کر چلے گئے۔

کربلا جا کر دیکھیے جب کوئی مسافر مر جاتا ہے مومنین تجہیز و تکفین فرماتے ہیں منادی ندا کرتا ہے مات الغریب الصلوٰۃ ایک مسافر مر گیا ہے آؤ اس کے جنازہ پر نماز پڑھو ہائے اگر یہ نہیں کہہ سکے کہ ہم نے بہ ظلم و جفا رسول اللہ کے فرزند کو تین رات دن کا پیاسا ذبح کر ڈالا۔ کاش یہی کہتے کہ ایک غریب الوطن سید سرحد اسلام میں مر گیا ہے۔ اے مسلمانوں سب جمع ہو کر اسکی نماز میت پڑھو اور دفن کر دو۔

یاد کیجیے کہ دوسری محرم کو جب اہل حرم محملوں سے اترے ہیں کیا اہتمام پردے کا تھا اور مدینے سے محملوں میں جب سوار کیا ہے کیا اہتمام تھا اور بعد شہادت سید الشہدا ناقہای بے فرش پر جب انکو سوار کیا ہے اسوقت کیا حال تھا۔

(یہ مقام بسط کلام کا ہے ذاکر کو اسکا خیال رہے)

تیسری ندا اور سن لیجیے اسپر ختم دعا ہے۔ واقعۂ کربلا ایسا شور انگیز نہ تھا کہ اسلامی دنیا میں جس سے زلزلہ نہ پڑ جائے۔ یزید نے کچھ سوچکر مدت کے بعد اہل حرم کو قید سے رہا کیا اول اجازت لیکر کہ ہم تیری فوج کے خوف سے جی بھر کر اپنے شہیدوں کو نہیں روئے مجلس عزا برپا کی پھر سیاہ محملوں میں سوار ہو کر براہ کربلا مدینہ کا سفر کیا۔

اللہ اکبر جس روز کربلائے معلیٰ پہونچے ہیں اسی روز جابر بن عبد اللہ انصاری جو آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے مدینے سے بقصد زیارت حاضر ہوئے ہیں۔ عجب کہرام تھا قبر اطہر سے لپٹ کر روتے تھے اور بیقرار تھے وہ گریہ و زاری اور بیتابی کی حالت اور قبر اطہر سے ہر ایک کا رخصت ہونا ایسا دردناک منظر تھا جسکا تصور آجتک دلوں پر مصیبت کا اثر ڈال رہا ہے سید الصابرین نے ہر ایک کو سمجھا کر صبر دلایا اور وہاں سے مرخص فرمایا۔

مدینہ جب قریب رہ گیا تو شہزادیاں بیتاب ہو کر روتی تھیں اور نوحہ جان گزا پڑھتی تھیں کہ اے مدینۂ رسول یہ منھ تیرے دکھلانے کے لائق نہیں ہے تیرے بادشاہ کو ہم کھو کر آئے ہیں خاندان زہرا سب ایک دن میں ذبح ہو گیا۔

یثرب عزادار ایک خیمہ میں رو رہے ہیں سید الساجدین نے بشیر کو حکم دیا کہ اہل شہر کو ہمارے آنے کی خبر کر دے بشیر محلۂ بنی ہاشم میں جب پہونچا ہے رسول خدا اور امام حسین کا

زمانہ یاد آگیا بے اختیار ہو کر رو کر فریاد کرنے لگا۔

یا اھلَ یثرب لا مقام لکم بِھا　　قتل الحسینُ فادمعی مدرارٌ

اے اہل یثرب مدینہ میں رہنے کا کوئی لطف نہ رہا تمھارا بادشاہ بظلم ذبح کر دیا گیا آنسو میرے جاری ہیں۔

الجسم منہ بکربلاء مُضرَّجٌ　　والراس منہ علی القناۃ یدارٌ

جسم انور خاک کربلا پر خون میں غلطان رہا اور سر اطہر نوک نیزہ پر شہر بشہر پھرا گیا ہائے اس آواز کو سنتے ہی مرد و زن بیتاب ہو کر بشدت روتے ہوئے اور سینہ و سر پیٹتے اپنے گھروں سے نکل پڑے ہر طرف کہرام مچ گیا شور آہ و فریاد بلند تھا۔

محمد حنفیہ بستر علالت پر پڑے ہوئے پوچھتے ہیں کہ آج یہ شور کیسا ہے۔ کہا گیا کہ وہ قافلہ جو مدینے سے گیا تھا پھر کر آرہا ہے۔ اٹھ بیٹھے اور اپنے غلاموں سے فرمایا مجھکو اٹھا کر لیچلو راہ میں دیکھا کہ سیاہ ماتمی علم کا پھریرا کھلا ہوا ہے گھوڑے خالی آرہے ہیں۔ رو کر اپنے بھتیجے سے لپٹ گئے۔

فرمایا اے چچا زور سے میری گردن کو نہ دبانا ہائے وہ نورانی گردن طوق کے رگڑوں سے بالکل مجروح تھی۔

پوچھا بھائی میرے کیا ہوئے کہا تین شبانہ روز کے پیاسے بظلم ذبح کیے گئے۔ پوچھا میرے بھائی عباس کہاں گئے فرمایا چچا عباس کے شانے دریا پر قلم کر دیے گئے علی اکبرؑ قاسم و عون و جعفر اور تمام لشکر جوہر شجاعت دکھلا کر حضرتؑ کے سامنے شہید ہو چکے تھے۔ سب سے پہلے یہ سوگوار رسولؐ خدا کو پرسا دینے کے لیے روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے ہیں شاہزادیوں کے بین سنکر کلیجے شق ہوگئے۔

ثانی زہرا جناب زینبؑ دونوں بازو ضریح روضۂ اقدس کے پکڑ کر فریاد کی یا جداہ میں سنانی آپکے فرزند حسینؑ کی لائی ہوں فریادی آئی ہوں۔

شہزادی ام کلثوم نے پیراہن خون آلود تیر و شمشیر سے چاک چاک قبر اطہر پر رکھکر فریاد کی اے جد عالی وقار یہ سوغات میں کربلا سے لائی ہوں۔ گویا قبر اطہر تھرانے لگی حضار بیقرار ہو کر سینہ و سر پیٹنے لگے کسی کو تاب ضبط نہ تھی روضۂ اقدس نمونۂ حشر کا بنا ہوا تھا۔ تصور فرمائیے جس حکایت میں یہ اثر ہے کہ جہاں متوجہ ہو کر سنا دل پاش پاش ہو گیا

جب یہ سنائی آئی ہوگی اس منظر اس محلّی عنہ کا کیا حال ہوگا۔
فاطمہ صغرا بیمار اپنی نانی کو ہمراہ لیکر آئیں تلاطم مچا ہوا تھا بیبیاں بیقرار ہو گئیں دل کی طرح اپنے سینہ سے لگا کر ہر ایک تڑپ کر رونے لگی۔ فاطمہ صغرا بلک بلک کر رو رہی ہیں اور پوچھتی ہیں پھوپھی اماں میرے بابا کیا ہو گئے۔ فرمایا پیاسے ہی شہید ہو گئے العطش کہتے ہوئے دنیا سے گئے۔ بھائی عباس کے شانے کاٹے گئے دریا پر شہید ہوئے علی اکبر کی صورت آنکھوں میں پھر رہی ہے ہزار ہا تلواریں کھا کر نیزہ سے شہید کیے گئے۔ قاسم پامالِ سُمِ اسپاں ہوئے۔
فاطمہ صغرا ہر بی بی کی گود کو دیکھتی تھیں کہ میرا شیر خوار بھائی علی اصغر کدھر ہے۔ فرمایا تیر کھا کر شہید ہوئے نہر لبن کو سدھارے۔
اللہ اکبر سیدانیوں کی عمر روتے ہی میں گذر گئی ہر وقت صفِ عزا بچھی ہوئی تھی عورتیں آکر سیدانیوں کو اور سید سجاد کو پرسا دیتے تھے۔
جب ابن زیاد لعین کا سر کٹ کر آیا ہے تب اجلۂ سوگ سیدانیوں نے اُتارا ہے قائم آلِ محمد انتقام لینگے تب پورا سوگ اُتریگا۔
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ○

الهدية الثانية عشر

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○
اللہ احمد وایاہ اشکر علی نعمائہ وھو الاصدق الذی ینجز ماوعد باولیائہ وینتقم عن اعدائہ وعن ظلمۃ احبائہ۔
والصلوٰۃ والسلام علی اجل خلفائہ اکمل اصفیائہ سید رسلہ وسند انبیائہ محمد وعترتہ امنائہ سیما علی امیر المومنین سید اوصیائہ و لعنۃ اللہ علی اعدائھم واعدائہ۔
وبعد فقال اللہ سبحانہ عزّ شانہ فی کتابہ المبین وھو اصدق الصادقین۔

جناب رب العزت اپنی کتاب محکم مین سورۂ صف مین ارشاد فرماتا ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔
ظاہر ترجمہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہین نور خدا کو منھ سے بجھا دین حالانکہ حق تعالے اپنے نور کا پورا کرنیوالا ہے اگرچہ کفار ناخوش ہون ۔
ملا محسن علیہ الرحمہ نے بحوالہ کافی لکھتے ہین کہ فرمایا امام ہمام جناب موسے کاظم علیہ السلام وہ چاہتے ہین کہ ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی زبانی باتون سے اڑا دین اور اللہ تعالے امامت کا پورا کرنیوالا ہے جیساکہ فرماتا ہے فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا ۔ پس تم اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ ۔ پس النور سے مراد امام ہے ۔
قمی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ واللہ متم نورہ کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالے قائم آل محمد کے ذریعے سے کار امامت کو پورا کرنے والا ہے اسطرح کہ جب وہ حضرت ظہور فرمائینگے تو حقتعالے اُنکو سب پر غالب فرمائیگا اُن کے ذریعے سے دین اسلام سب ادیان پر غالب آجائے گا پس سوا خدا کے کسی کی پرستش نہوگی ۔
وا اسفاہ نبی کی رحلت فرماتے ہی شیطان علیہ اللعن نے امامت کے جھگڑے ڈال کر اسلام کے تہتر فرقے کر دیے مسلمان اُسی نور خدا کی بیعت پر قائم رہتے جسکا انعقاد بحکم خدا خم غدیر مین ہوا تھا تو اسلام سے بہتر آج تمام عالم مین کوئی مذہب نہین ہے ۔ ظلمون کی آگ آجکل ہر طرف بھڑک رہی ہے وہی نور خدا ذوالفقار کے پانی سے بجھائین تو بجھے گی ۔

یا الٰہی بحق سید پاک
ہو امام زمان کا جلد ظہور
اہل ایمان بیقرار ہین اب
ہوگیا ظلم سے جہان مملو
اس وقاحت کی بھی ہے کوئی حد
مشتعل ہے جہان مین وہ آگ
جسقدر دشمنان آل نبی
نہوئی تھی سلف سے ایسی جفا

بھر ذریت شہ لولاک
جبر ہو دور ظلم ہو کافور
ہمہ تن چشم انتظار ہین سب
ہر طرف اُڑ رہی ہے ظلم کی بو
ظلم کرتے ہین بر ملا مرتد
کہ اُگلتے ہین زہر کالے ناگ
اموی گذرے اور عباسی
ظلم جو نجدیون نے آج کیا

سیّدہ اور ائمہ کے روضے
ابھی روضہ نبیؐ کا ہے سالم
منتقم اپنے عدل کا صدقہ
قہر کی بجلیاں گرا ان پر
صاحب الامر جلوہ فرمائین
جان ایمان ہو تر و تازہ
وہی رُخ پر ہون احمدی گیسو
قلب مین ہو شجاعتِ علوی
چرخ چارم سے تب بفخر و ناز
منعقد ہو جہان مین جشن طرب
مئے خم غدیر کے ساغر
پھر ہو ملک حجاز رشک چمن
پھر ہو سرسبز سرزمین عراق
چمن کربلا و ارض غریؑ
پھر بہار آئے آئے فصلِ چمن
سُن کے پھر زمزمے عنادل کے
پھر گلِ وردِ علم کی خوشبو
غنچے تدریسِ علم کے ہر سو
ہائے مت پوچھو دل شکن قصے
ہاں ابھی کچھ نشا جرے وہ پڑھے
آجتک نشہ ہے وہی باقی
کوئی رجعت پہ اور بدا پہ کوئی
شہ رگون پر کوئی تقیہ کی
خندہ زن بے دلیل ہے اُس پر
جب چلے شب کو سیدِ ابرار

کھُد گئے بے نشان مزار ہوے
اُسکو بھی توڑنے کو ہین ظالم
جلد اب انتقام لے اس کا
پہونچین اپنی سزا کو یہ خود سر
باغِ خضرا سے کعبہ مین آئین
روے دین پر ہو عدل کا غازہ
وہی سینہ مین ہو گلاب کی بو
اور قبضہ مین ذوالفقار علیؑ
آکے پیلے پڑھین عقب مین نماز
اہل ایمان شگفتہ دل ہون سب
دور عادل مین چھلکین شام و سحر
پھر مدینہ ہو غیرتِ گلشن
چمنستان ہون علم دین کے رواق
سُرّمن راد کاظمین مین بھی
پھر بنے دار علم یہ گلشن
کھل کھلا اُٹھین غنچے ہر دل کے
تازہ کر دے مشام ایمان کو
چٹکیون مین اُڑائین آعدا کو
رونا آتا ہے یاد کرنے سے
دینِ اسلام مٹگیا جن سے
وہی پیمانہ ہے وہی ساقی
جا بجا نہ ہے صرفِ طعنہ زنی
پھیرتا ہے بلا کی کُند چھُری
غور سے دیکھین اسکو اہلِ نظر
ملگیا یارِ غار کا اک یار

راہ مین اُس نے پوچھا مَن ھٰذا — مقتضائے مقام ہی یہ تھا
بات ذو معنین کہنی پڑی — رجل السبیل یہدینی
اس کو ہے مولوی حسن نے لکھا — پوچھ لو اُن سے پڑھتے ہین طلبہ
اہل انصاف ہے یہ فکر کی جا — یہ تقیہ نہین تو اور ہے کیا
تو ریہ گر کوئی بتائے اسے — عام مطلق تقیہ ہے اُس سے
تو ریہ ایک فرد ہے جس کی — اب تو راہ گریز بند ہوئی
اب نہ ہنستا تقیہ پر اصلا — انبیا نے بھی ہے تقیہ کیا

حق تعالے حزقیل علیہ السّلام کی مدح فرماتا ہے و یکتم ایمانہ۔

اپنے ایمان کو چھپاتے تھے — جان و مال آبرو بچاتے تھے

ایمان کو چھپانا کنایہ کے طور پر کلام کرنا یہی تقیہ ہے۔

آپ فرعون کے عزیز شریعت موسٰی کے عامل فراعنہ کو قہر الٰہی سے ڈرانیوالے تھے
عمازون کے روبرو مین سر دربار عجب لطیف تقریر فرمائی ہے جس سے تقیہ کا حُسن دوبالا ہو گیا
اول فرعون سے پوچھا کبھی مین نے جھوٹ بولا ہے۔ اُس نے کہا آپ نے میرے سامنے جھوٹ
نہین بولا پھر حضّار دربار سے پوچھا کہ تم سب کا خالق و رازق اور خدا کون ہے سب نے
کہا فرعون ہے۔

فرمایا تم سب گواہ رہنا جو تمھارا خالق و رازق اور خدا ہے وہ ہی میرا بھی خدا ہے
یہ سُنکر فرعون ہنس پڑا ع شور تحسین ہر طرف سے اُٹھا۔

امیر المومنین علیہ السّلام مسجد نبوی مین جلوہ فرما ہین۔ ایک شخص کسی کو قتل کر کے وہان
آیا اور بہت جلد وہان سے نکل گیا مقتول کے ملازم قاتل کے متلاشی اُس طرف آ گئے
اور آپ سے اُسکا حال پوچھنے لگے۔

اس سے پیشتر حیدرؑ صفدر مسجد کے ایک در سے اُٹھکر دوسرے مین جا بیٹھے تھے فرمایا
جب سے یہان آ کر بیٹھا ہون مین نے اُسکو نہین دیکھا۔

بعض بے خبر کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السّلام نے بیعت یزید کی کیون نہین کر لی تقیہ
جائز تھا تقیہ کیا ہوتا۔

متوجہ ہو کر جواب اسکا سنیے اور ہمیشہ یاد رکھیے۔

نبی اور امام نور خدا ہیں لوح محفوظ ہر وقت ان کے پیش نظر ہے۔ روح القدس خدا کیطرف سے مامور نصرت کے لیے حاضر ہیں۔ راضی برضا تابع فرمان خدا مصلحۃ الٰہیہ کا امتثال کرنے والے ہیں اپنی خواہش نفسانی سے کوئی بات نہیں کرتے ایک وقت حکم یہ تھا لکم دینکم ولی دین آپ آگے بھائی پیچھے عقب میں نزدیک دشمنوں سے مخفی نماز پڑھی برسوں ایسا ہی کیا۔

فانذر کا حکم آیا اپنے خاندان کی فقط دعوت کی کذا وکذا یہ سب تقیہ کے محل تھے رفتہ رفتہ بحکم خدا علانیہ دعوت کرنے لگے۔

جسطرح دنیا میں آکر جناب امیر علیہ السلام کو پہلی غذا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے لعاب دہن اطہر سے ملی ہے نشوونما جس سے ہوا لحمک لحمی انکے حق میں فرمایا ایسے ہی امام حسین علیہ السلام نے پیدا ہوکر اُسی شیر اطہر سے پرورش پائی جو رسول اللہ کے انگشت انور سے باعجاز ہر روز نکلتا تھا جب تو حسین منی ارشاد فرمایا وہ ہی خون رسولؐ اُنکی رگوں میں دوڑ رہا ہے اُسی شجاعت وصبر نبویؐ کی خوشبو اُن کے سینوں میں ہے۔ اُسی گل ورد کے عطر سے اُن کے دل ودماغ معطر ہیں خلق عظیم جسکو خدا نے فرمایا۔ نبیؐ کی شان کا جلوہ عترت اطہار میں صاف نظر آرہا ہے۔ ع

جو آنکھیں ہوں تو نظارہ کرے اس سنبلستان کا

جو تکلیف رسولؐ کی ہے وہی امام کی ہے۔ نبیؐ نے ہجرت فرمائی امام نے بھی ہجرت کی نبیؐ نے صلح فرمائی امام نے بھی صلح کی۔ نبیؐ نے جہاد فرمایا امام نے بھی جہاد کیا۔

تقیہ کا جب محل نہ تھا حبیب کبریا نے باعلان موعظہ فرمایا بُت پرستی کو منع کیا۔ مشرکین قریش کے اکابر سب جمع ہوکر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا آپ کے بھتیجے کو ہم بفخر اپنا سردار بناتے ہیں عرب کی حسینہ وجمیلہ وشکیلہ لڑکیوں میں سے جس قبیلہ میں جسکو پسند کریں ہم عقد کر دیں جسقدر مال وزر چاہیں ہم سے لیں مگر وحدہٗ لاشریک خدا کی توحید نہ پھیلائیں ہمارے بتوں کو بُرا نہ کہیں۔

فرمایا اے چچا اگر دنیا بھر کا مال وزر اور کل عالم کی حکومت سلطنت مجھ کو دیں آفتاب میرے داہنے ہاتھ پر ماہتاب کو بائیں ہاتھ پر لاکر رکھدیں تب بھی اسلام کے جاری کرنے اور بُت پرستی کے روکنے میں اپنی جان تک دینے سے ہرگز دریغ نہ کرونگا۔

اللہ اکبر کیا شجاع تھے رسولِ خدا کچھ خوف آپ نے نہ کیا وہ ہی شجاعت نبویہ ہر امام عصر مین ہے امام حسینؑ نے کشتی اسلام کو غرق ہونے سے بچا لیا اپنی جان کو دین پر فدا کر دیا۔

درگلشن مصطفیٰ بہارے کر دی ۔۔۔ باللہ کہ لے حسینؑ کارے کر دی

جان و مال و زر و عزیز رفیق اپنا سب گھر عزت آبرو خدا کی راہ مین لٹا گئے اور دین خدا کو غارت ہونے دیا حق کی راہ دکھلا کر اہل بصر کو جہنم سے بچا دیا اگر تقیہ کر کے بیعت کر لیتے تو آج یہ بہار اسلام کے چمن مین نہ ہوتی تمام عالم آپ کی جان نثاری یاد کر کے روتا ہے اور حق تعالےٰ عادل اور قدر شناس ہے اُس نے حسن خدمت کے صلہ مین اپنے نبی مختار کی عترت کو مالک و مختار بہشت کا سردار کر دیا۔

روضہ ہاے منورہ پر نور برس رہا ہے دربار سجا ہوا ہے مومنین اور ملائکہ زیارت کو شوق کے عالم مین آ رہے ہین عجب دُربار دربار ہین اہل ایمان پُر نور ہو کر جاتے ہین۔

معجزۂ حسینیہ سنیے پہلے ریل اور دخانی جہاز نہ تھے برسون مین کربلا کا سفر طے ہوتا تھا سرکار اودھ کے ملازم دو فوجی سوار ایک میر ایک مرزا لکھنؤ سے کربلا کو چلے سرمایہ راہ مین تلف ہو گیا گھوڑون کو جنگل مین گھانس چرا دی۔ فاقے سے جب افاقہ نہوا ضعف زنجیر پا بنگیا سڑک کے کنارے راہ مین چھوٹی سی مسجد اور بڑا قبرستان اور باغ نظر آیا گھوڑون کو چھوڑ دیا سیّد مسجد کے اندر ضعف سے لیٹ رہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا ایک ہمیان زر مسجد کے فرش پر ہے۔ دونون مین دوستانہ تھا پکار کر کہا مرزا دیکھنا یہ کیا ہے۔ اشرفیان اور روپے اُسمین تھے مرزا ایک روپیہ لیکر چلے کہ دانہ گھوڑون کے لیے اور اپنے واسطے کھانا کہین سے لائین۔ خیال تھا کہ قبرستان ملا ہوا ہے کوئی بستی یہان ضرور ہوگی۔ مرزا اُدھر گئے سید نے ہاتھ رکھکر قبرون پر سورۂ انا انزلنا پڑھا ایک ٹوٹی ہوئی قبر مین جھک کر دیکھا نورانی چہرہ میت کا کھلا ہوا گلاب کا درخت قبر مین پھوٹا ہے اسکا پھول میت کے دہن کے قریب ہے اُسمین سے شربت میت کے منھ مین ٹپک رہا ہے۔ اُنھون نے خوب جھک کر ہاتھ سے پھول کو توڑ کر دیکھا ہاتھ سید کا شربت مین تر اور خوشبو سے معطر ہو گیا چکھتے ہی بھوک پیاس کا مطلق اثر نہ رہا وہان سے آکر سو گئے مرزا کھانا دانہ لیکر آئے سمجھے کہ سید کو غش آ گیا ہے بیدار کیا تب اُنھون نے سب قصہ بیان کیا ہر چند تلاش کرتے رہے قبر کا پتہ نہ لگا۔ خدا جسکو چاہتا ہے نعمت عطا فرماتا ہے

اللہ اکبر۔ شاہزادے علی اکبر کو زندگی مین شربت کوثر عطا ہوا ہے مظلوم کربلا انکی مفارقت مین بیقرار ہو کر فرماتے تھے پروردگارا شاہد رہنا اب تیری راہ مین وہ لڑکا مرنے کو جاتا ہے جو تیرے حبیب سے رفتار مین گفتار مین صورۃ مین سیرۃ مین بالکل مشابہ تھا الٰہی جب ہم تیرے نبیؐ کی زیارۃ کے مشتاق ہوتے تھے تو صورۃ علی اکبر کی دیکھ لیتے تھے عجب شان و شوکت حق تعالے نے عطا فرمائی۔

معاویہ نے اپنے جلسہ مین مدح کی ہے پوچھا احق خلافت تم مین کون ہے سب نے کہا آپ احق ہین۔ کہا نہیں بلکہ علی اکبر ہین صورۃ مین نبی شجاعت مین علی۔

ہاے کیا قلق ہوگا مظلوم کربلا کے دلبر سینہ داغون سے بھر گیا ظالمون کو نفرین ہنین کی۔ شاہزادے کی فرقت سے بیتاب ہو کر فرماتے تھے اے پسر سعد جسطرح آج تو نے میری نسل کو قطع کر دیا حقیقتاً تیری نسل کو قطع کرے۔

ناسخ التواریخ مین دیکھیے بروز عاشورا جبکہ صاحبزادے آپکے شہید ہوے ہین شاہزادے علیؑ اکبر نے تین دن کی پیاس مین بہت سے اشقیا کو فی النار کیا لشکر کو بھگا کر خدمت مین اپنے باباجان کی حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے یا ابتاہ العطش قد قتلنی بابا پیاس نے مجھکو ذبح کر ڈالا۔ حضرت نے اپنی انگوٹھی اُتار کر اُن کے منھ مین دی اُس سے بھی پیاس نہ بجھی فرمایا یابنی ھات لسانک۔ اے فرزند اپنی زبان میرے منھ مین دو۔ شاہزادے نے زبان اپنی دی مگر فوراً دہن اقدس سے باہر کھینچ لی اور عرض کیا لسانک ایبس من لسانی۔ باباجان آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے فرمایا امض الی عدوک بیٹا پھر جا کر دشمنون سے جہاد کرو۔ تمھارے جد شربت کوثر سے تمکو سیراب کرینگے کہ پھر پیاسے نہوگے۔

شہزادے نے میدان مین آکر پھر جہاد کیا ہاے تمام لشکر ایک تشنہ جگر پر ٹوٹ پڑا۔ قطعوہ اربا اربا۔ جسم اطہر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

یا ابتاہ اور کہنی کہکر خاک پر گرے خدا کسی کو جوان بیٹے کی لاش نہ دکھلائے کیا اُسوقت کی بیقراری اور آہ و زاری حضرت کی کوئی بیان کر سکتا ہے۔

ہاے سر اطہر زانوے انور پر لیے ہوے کس حسرت سے منھ شہزادے کا دیکھکر گرد چہرۂ انور کی پاک کرتے جاتے تھے اور بشدت رو رو کر فرماتے تھے یابنی علی الدنیا بعدک العفا

اے فرزند بعد تیرے خاک ہے زندگی دنیا پر - قد استرحت عن کرب الدنیا وترکت اباک وحیدا فریدا فی الاعداء - اے علی اکبر تم نے تو مر کر کرب دنیا سے خلاصی پائی اور اپنے باپ کو دشمنوں میں تنہا چھوڑ گئے -

اب اہل حرم کا حال سنیئے خیمہ میں شور گریہ و زاری سے تلاطم مچا ہوا ہے ثانی زہرا جناب زینب کبریٰ خیمے سے بیخودی کے عالم میں نکلکر واعلیاہ کے نعرے مارتی ہوئی میدان کیطرف روتی ہوئی جا رہی ہیں چادر سر سے ڈھلکی ہوئی ہے - حمید کہتا ہے کسی نے پوچھا یہ کون بی بی اس بیتابی سے نوحہ کرتی چلی آتی ہیں - میں نے کہا اپنی آنکھیں بند کر یہ وہ بی بی ہیں جن کی ماں کا جنازہ شب کو اُٹھایا گیا - بیخود ہو کر خیمے سے نکل آئی ہیں - آتے ہی شہزادے کی لاش پر گر پڑیں - ہائے کیا غیور ہیں آقا آپ کے عبا اپنی اُتار کر بہن کے سر پہ ڈالدی اور باحترام بازو پکڑے سمجھاتے ہوئے لے گئے خیمہ میں بٹھا آئے -

اے شیعو ثانی زہرا دو مرتبہ اور خیمے سے روتی ہوئی نکلی ہیں -

ایک جبکہ مظلوم کربلا زیر نوے قاتل جان اپنی امت پہ فدا کر رہے ہیں وہ معظمہ چاہتی ہیں کہ دوڑ کر بھائی سے لپٹ جائیں لیکن ملاعنہ نیزے لیے ہوئے مزاحمت کر رہے ہیں -

غیرتمند سادات مجلس میں بیٹھے ہیں - آہ کس زبان سے کہوں کہ شہزادی کی پشت مبارک نیزوں کی پوریوں سے زخمی ہو گئی ہے - جب کسی تدبیر سے مدد نہ کر سکیں اور دیکھا کہ ابن سعد خنجر زن لگائے قریب ہے رو کر فریاد کرنے لگیں یا ابن سعد یقتل ابن رسول اللہ وانت تنظر الیہ ابن سعد باپ تیرا سادس الاسلام تھا فرزند رسولؐ ذبح کیا جا رہا ہے اور تو دیکھ رہا ہے -

رو کر کہنے کا اثر اُس شقی کے دل پر ایسا پڑا کہ وہ بھی منہ پھیر کر رونے لگا -

روز عاشورا - ارواح طاہرین رسل وانبیاء وملائکہ اور خمسہ نجبا دشت کربلا میں موجود تھے -

خونریزی کی تحریر دیکھیے سیدہ نے چاہا کہ دوڑ کر شمشیر سے لپٹ جائیں جناب رسول خدا نے منع فرمایا اور صبر دلایا -

دوسرے جبکہ وہ ملاعنہ شمع امامت کو خاموش کر چکے ناریوں نے آگ خیموں میں

لگا دی بی بیان بچون کو لے کر خیمے سے باہر نکل پڑین کون ان بیکسون اور مظلومون کا فریادرس تھا کہ اُسوقت مصیبت مین آکر اُنکی مدد کرتا مظلوم کربلا اپنے بچون کو اپنی بہن کے سپرد کر گئے تھے اور فرما گئے تھے کہ بعد میری شہادت کے ان کی حفاظت کرنا۔

تصور فرمائیے کوئی مصیبت اس سے بڑھکر خیال مین نہین آسکتی وارث ان کے قتل کر دیے گئے گھر و خیمون آگ دیدی گئی ہے وہ جل رہے ہین مال و زر لوٹا جا رہا ہے زیور بچون کا ان کو طمانچے مار مار کر بظلم اُتارتے ہین وہ روتے ہین سہمے ہوے بچے اُس قہر کی آفت مین ظالمون کے خوف سے متفرق ہوجاتے ہین بیوہ سیدانیان اُنکو ڈھونڈ کر لاتی ہین اور ایک جگہ بٹھلا کر اُنکی دلدہی اور تسلّی فرماتی ہین۔

حق تعالے نے نصرت فرمائی میر و مرزا با عجاز سید الشہدا عتبات عالیہ کی زیارت سے مشرف ہوے باب مدینۃ العلم کے در دولت پر علم دین کی بہار دیکھکر متحیر تھے علماے اعلام کی زیارت پنجگانہ نماز جماعت مجالس عزا اور مواعظ کی شرکت دل کو مسرت۔ عراق بہشت ہے احیا اور اموات مومنین کے لیے۔ اکابر مجتہدین سے اُنھون نے عرض کیا کہ ہندوستان مرکز جہالت ہے وہان کے شیعہ علم دین کی دولت سے محروم ہین اگر دو چار عالم یہان سے جا کر چند سال اُنکو ہدایت فرمائین علم دین کی اشاعت ہو تو ملک ہمارا روشن ہوجائے۔ ان کے اصرار پر اُنھون نے فرمایا کہ بہشت سے باہر جانے پر کسی کا راضی ہونا مشکل ہے آپ دو چار ذکی و محنتی طلبہ جو ادب و معقول مین کمال رکھتے ہون حلیم و نیک عمل اپنے ملک سے لے آئے وہ یہان رہکر دینیات مین کمال حاصل کرین اجتہاد کے اجازے پاکر واپس جائین اور علم دین کی اشاعت کرین تب ملک آپ کا جہالت سے پاک ہوسکتا ہے انشاءاللہ تاریکی دور ہوجائے گی۔

مرزا نے ہندوستان آکر مومنین کو زیارت عتبات عالیہ اور علم دین کی تحصیل کا شوق دلایا مثاب ہوے اللهم اغفر له حق تعالے ما جور فرمائے۔

تکمیل علوم دینیہ اور اجتہاد کے درجہ پر فائز ہونا خداداد نعمت ہے نبوت اور امامت کی نیابت ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء۔

حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام جناب غفرانمآب سید دلدار علیصاحب اعلی اللہ مقامہ فی دار الکرامہ پہلے شخص ہین جن کے دماغ پر توفیق الٰہی کا نور چمکا۔ جائس ضلع

رائے بریلی کے رہنے والے معقول مین کامل مولوی حمد اللہ سندیلوی کے شاگردون مین فاضل ادیب لبیب نوجوان خوش نصیب تھے جنکو یہ دولت خدا نے دی۔

اُس زمانہ مین نہ ریل تھی نہ آگبوٹ نہ تار مینہ نمین عراق پہونچتے تھے تائید ایزدی اور حسن کرامات سے ان کے سب کہ تین برس مین گئے بھی وہان رہے بھی اور کلام۔ تفسیر۔ حدیث اصول فقہ اور فقہ مین اول درجہ پر کامیاب ہوکر اجتہاد کا اجازہ پاکر ہندوستان مین آکر نبوت و امامت کا کام کیا تمام ملک ہند کو روشن کردیا۔ مناظرہ مین ذوالفقار۔ رد تصوف مین شہاب ثاقب۔ اصول فقہ مین جواہر الانکار۔ کلام مین عماد الاسلام۔ اور نہ جانے کتنے رسالے لکھے ہر وقت علم دین کی اشاعت مین منہمک تھے ان کے شاگرد عدیم النظیر اور مشاہیر زمانہ سے ہین۔ عنیتہ کے زمانہ مین ان کی زمین مزروعہ پر زمینداروں نے قبضہ کرلیا تھا اُسکی فریاد کرنے کو لکھنؤ آئے۔ غازی الدین حیدر بادشاہ اور حسن رضا خان وزیر تھے وزیر سے ملے اُنھون نے بادشاہ سے تقریب کی اُن کے موعظہ سننے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ بادشاہ چلمن کے اندر ہین ارکان دولت روبروے منبر۔ مجمع کثیر مین موعظہ فرمایا

وزیر نے پہلے سمجھا دیا تھا کہ شراب کی مذمت کا وعظ نہ کہنا بندگان دولت کے خلاف ہوگا۔ منبر پر بیٹھتے ہی آپ نے تفضیح شراب اور تخویف شروع کی وزیر صاحب منبر کا پایہ پکڑے ہوے کھڑے کانپ رہے ہین شبنم کا کُرتا پسینے مین تر ہوگیا۔

بادشاہ خوف الٰہی سے زار زار رو رہے ہین رومال پر رومال آنسوؤن سے تر ہو رہے ہین مختصاً بیقرار اور اشکبار شور رنگا بلند ہوا روتے ہوے منبر سے اُترے موعظہ کا رنگ بندھ گیا۔ سنہری بیش بہا خلعت آیا فرمایا زربافت مردون پر حرام ہے یہ ہم نہ لین گے روپہلی کم قیمت خلعت عطا ہوا خوش ہوکر دعا دیکر لے لیا۔ سادگی کی وضع دل مین بادشاہ کے کھپ گئی فرمایا یہ عالم دنیادار نہین ہے۔ پانچ موضع نسلاً بعد نسلٍ اُن کے نام وقف کیے جو آج تک بحال اور قایم ہین۔ تائب ہوکر شراب کے کنٹر تڑوا کر پھکوا دیے۔ رحمہ اللہ

نصیر الدین حیدر مغفور کا عہد دولت سلطنت اودھ کے شباب کا زمانہ تھا نصیر کی نصرت اور غفرانمآب علیہ الرحمہ کی برکت انکی ذریت اور تلامذہ کے حسن سعی سے بفضل خدا چمن علم دین مین بہار آگئی جسکی خوشبو سے ابھی تک مشام ایمان مہک رہا ہے۔

ترقی مذہب حقہ کی اصلی وجہ مجالس عزائے سید الشہداء کا عروج ہے جسکو اہل علم کی حدیث خوانی انیس و دبیر علیہما الرحمہ کے حسن کلام اور رؤسا کی بدل ہمت نے رونق دی جو سلیقہ اہل لکھنؤ کو مجلس کرنے کا ہے وہ کسی ملک مین نہین بارک اللہ فی شوقہم۔
غفرانمآب کی دعا کا اثر اور اُن کی کرامات سے ہے کہ حقتعالے نے اُنکو اور اُن کی اولاد امجاد کو وہ کمال عطا فرمایا کہ جس نے ہندوستان کو روشن کردیا ہم سب پر اُنکا حق ہے حقتعالے خاندان اجتہاد کو ہمیشہ قائم رکھے اور ترقی دے۔
الملک والدین توامان ۔ اصلی ناصر اسلام و ایمان کا حق تعالےٰ عز اسمہ ہے بظاہر وسائل پیدا کردیے ہین سلاطین کی امداد سے دین کو محکم کرتا ہے ۔ غالباً جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ عالم فاضل مجتہد کامل ہو کر جب آئے ہین پادشاہ کی قدردانی دیکھیے مع رعایا عالم کے استقبال کو شہر سے برآمد ہوا ۔ علامہ نے کہا کہ مین اس شرط پر شہر مین داخل ہونگا کہ میرے ہوادار کو خود جہان پناہ اپنے کاندھے پر میرے فرودگاہ تک لے چلین ۔
پادشاہ نے لوجہ اللہ دین کی عزت کی خود ہوادار کو کاندھے پر اپنے اُٹھایا جسکا اثر یہ پڑا کہ ساڑھے چار سو عالم ان کی مجلس درس مین تھے ۔
بزبان عربی و فارسی ہزارہا بڑی بڑی کتابین اور رسائل تصنیف و تالیف ہوگئے ۔
بحار الانوار علم حدیث مین جسکی چوبیس جلدین ہین ایک یادگار ہے ۔ تمام ملک ایران علم دین کی خوشبو سے معطر ہوگیا ۔ ہر شہر اور قریہ اہل علم سے مملو ہوگیا ۔ باوصف انقلاب زمانہ ابھی تک علم کا اثر اور قوت ایمانیہ کا جوش اُس سرزمین مین باقی ہے ع

آثار پدید است صنادید عجم را

ایک عالم ربانی کی سواری کا جاہ و حشم آپنے سُنا خود پادشاہ نے ہوادار اپنے کاندھے پر بطیب خاطر اُٹھایا تصور فرمایئے وہ شان وہ تزک انبیاءؑ اور ائمہ علیہم السلام کی سواری کا روز جزا جس کے جلودار ملائکہ ہونگے ۔
آہ آہ جناب سیدہ مظلومہ کی سواری جب آئیگی ایک منادی باواز بلند ندا کریگا یا اهل المحشر غضّوا ابصارکم حتی تجوز فاطمة الزهراء اے اہل حشر آنکھین اپنی بند کرلو یہانتک کہ سیدہ مظلومہ فاطمہؑ زہرا کی سواری گذر جائے ۔

کسی نے سوال کیا یا بن رسولؐ اللہ عورتوں کو آنکھیں بند کرنے کا حکم کس وجہ سے ہوگا عورتیں تو سب باہم محرم ہیں۔
فرمایا معصومۂ مظلومہ کی اُسوقت وہ مصیبتناک حالت ہوگی کہ کسی سے دیکھی نہ جائے گی۔
بحار میں منقول ہے ایک ناقۂ جنت مرصع بساز رحمت ہوگا اُس پر وہ معصومہ نور کے قبہ میں سوار ہونگی لاکھ فرشتے داہنی جانب ستر ہزار بائیں جانب جبرئیلؑ مہار ناقہ کی لیے ہونگے۔ ایک ہاتھ پر عمامۂ پرخون علیؑ مرتضےٰ۔ داہنے شانے پر پیراہن زہر آلود حسنؑ مجتبےٰ۔ بائیں کاندھے پر پیراہن چاک چاک مظلومِ کربلا گود میں ایک چھوٹی سی میت لیے ہوئے زیرِ عرش آکر اس درد سے نالہ و فریاد کرینگی کہ انبیا و اوصیا بیتاب ہوکر منبروں سے گر پڑیں گے حوریں سر پیٹنے لگیں گی۔ ملائکہ فریاد میں آئیں گے۔
جبرئیلؑ ندا کرینگے اے سیدہ حقتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے حبیبؐ کی حبیبہ آج ہم سے مانگ لو جو مانگنا ہو سیدہ مشتاق ہونگی۔ معرکۂ کربلا دکھلایا جائیگا۔
سید الشہدا سر ہاتھ پر نذر کو لیے ہوئے۔ کئی ہزار زخم تیر تیغ و تبر جسم اطہر پر علی اکبرؑ نیزہ کھائے ہوئے۔ عباسؑ علی شانے کٹائے ہوئے۔ باقی شہدا خون میں نہائے ہوئے۔ ناریوں کے ظلم سے خیموں کا جلنا۔ سیدانیوں کا بے ردا باہر نکلنا سیدہ یہ دیکھکر اس درد سے روئینگی کہ دریائے قہر الٰہی جوش میں آجائے گا۔ نار جہنم مشتعل ہوگی۔ عرصۂ محشر زلزلہ میں آئیگا۔
جبرئیلؑ عرض کرینگے اے ابر رحمت خبر لیجیے اے ابر رحمت خبر لیجیے امت کی رسولؐ خدا آکر فرمائینگے اے سیدہ آج فریاد رسی کا دن ہے نہ فریاد خواہی کا حسینؑ کے عزادار کس بیکسی کی نگاہوں سے ہمکو دیکھ رہے ہیں۔ چلو محکمۂ حساب کیطرف تم جامۂ پرخون حسینؑ اُٹھا لو میں گیسوئے پرخون ہاتھ میں لوں۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ﴿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسناد ھذا الدعاء منقول عن امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ قال من داوم علی قراءۃ ھذا الدعاء والعالم ملئ من البلاء مایضرہ ابدا ویصیر فی نظر الخلائق معززا ومکرما ولا یظفر عدوہ وکل من قصد بعداوتہ یرجع العداوۃ الی صاحبہا ویؤمن من موت المفاجاۃ ویوسع علیہ الرزق ویموت من موضع لا یکون ظنہ فی وقت الموت یکون معہ الایمان واذا بعث من قبرہ قام ملک معہ براق عند راسہ ویرکبہ ویدخلہ الجنۃ راکبا۔ ھذا کلام امیر المومنین صدق الامیر علیہ السلام من العلی الکبیر۔

وایضاً مرویست باسناد صحیحہ از حضرت امام المعصوم الشہید المسموم الغریب المغموم عالم السر المکتوم مفتاح خزائن العلوم الوصی المرتضی المجتبی المرتجی ابی الحسن علی بن موسی الرضا سلام اللہ علیہ کہ با ولا و اطہار خود بزبان معجز بیان وصیت میفرمودند + ما اطلع البدیع فی الدعاء الا وکنت علی ذخیرۃ العظمی وکنز الاوفی کان حصنا حصینا و باللہ التوفیق بوصول الی مطلب التحقیق۔

اعتصام دعائے صباح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربنا ارحم ضعفنا بقوتک وتدارک جہلنا بنور ھدایتک واحفظنا بلطفک فی کنف عنایتک یا رحمۃ اللہ انزلی فقد کثر الاضطراب والمحن ویا عنایۃ اللہ تجلی فقد ھمنا الحرج والفتن یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم ۔ یا لا الہ الا انت اسئلک بعلمک ان تھدینا وبحلمک ان تعفوا عنا وترحمنا انک اکرم الاکرمین وانت ارحم الراحمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ اجمعین والائمۃ الطاہرین المعصومین ۔ پس سہ نوبت صلوٰۃ بفرستد و سہ بار اعوذ باللہ بگوید و سہ بار بسم اللہ بگوید و سہ بار تکبیر بگوید و در خواندن دعا شروع نماید از روئے خضوع و خشوع و اخلاص انشاء اللہ قرین اجابت گردد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم یا من دلع لسان الصباح بنطق تبلجہ وسرح قطع اللیل المظلم بغیاھب تلجلجہ واتقن صنع الفلک الدوار فی مقادیر تبرجہ وشعشع ضیاء الشمس

بنور تأججه یا من دل علی ذاته بذاته وتنزه عن مجانسة مخلوقاته وجل عن ملائمة
کیفیاته یا من بعد عن ملاحظة العیون وقرب من خواطر الظنون وعلم بما کان قبل
ان یکون یا من ارقدنی فی مهاد امنه وامانه وایقظنی الی ما منحنی به من مننه واحسانه
وکف اکف السوء عنی بیده وسلطانه صل اللهم علی الدلیل الیک فی اللیل الالیل
والماسک من اسبابک بحبل الشرف الاطول والناصع الحسب فی ذروة الکاهل الاعبل
والثابت القدم علی زحالیفها من الزمن الاول وعلی اله الاخیار المصطفین الابرار
الطاهرین وافتح اللهم لنا مصاریع الصباح بمفاتیح الرحمة والفلاح والبسنی
اللهم من افضل خلع الهدایة والصلاح واغرس اللهم بعظمتک فی شرب جنانی
ینابیع الخشوع واجر اللهم لهیبتک من اماقی زفرات الدموع وادب اللهم نزق
الخرق منی بازمة القنوع الهی ان لم تبتدئنی الرحمة منک بحسن التوفیق فمن
السالک بی الیک فی واضح الطریق وان اسلمتنی اناتک لقائد الامل والمنی فمن المقیل
عثراتی من کبوات الهوی وان خذلنی نصرک عند محاربة النفس والشیطان
فقد وکلنی خذلانک الی حیث النصب والحرمان الهی اترانی ما اتیتک الا من حیث
الامال ام علقت باطراف حبالک الا حین باعدتنی ذنوبی عن دار الوصال فبئس
المطیة التی امتطت نفسی من هواها فواها لها لما سولت لها ظنونها ومناها
وتبا لها لجراتها علی سیدها ومولاها الهی قرعت باب رحمتک بید رجائی
وهربت الیک لاجئا من فرط اهوائی وعلقت باطراف حبالک انامل ولائی
فاصفح اللهم عما کان اجرمته من زللی وخطائی واقلنی اللهم من صرعة
داعی فانک سیدی ومولای ومعتمدی ورجائی وانت مطلوبی وغایة منائی
فی منقلبی ومثوای الهی کیف تطرد مسکینا التجا الیک من الذنوب هاربا ام
کیف تخیب مسترشدا قصد الی جنابک ساعیا ام کیف تطرد ظمانا ورد الی
حیاضک شاربا کلا وحیاضک مترعة فی ضنک المحول وبابک مفتوح للطلب
والوغول وانت غایة المسئول ونهایة المامول الهی هذه ازمة نفسی عقلتها
بعقال مشیتک وهذه اعباء ذنوبی درأتها بعفوک ورحمتک وهذه اهوائی
المضلة وکلتها الی جناب لطفک وکرمک ورافتک اللهم فصل علی محمد

وآل محمد فاجعل اللهم صباحی هذا نازلاً علیّ بضیاء الهدیٰ والسلامة فی الدین والدنیا ومسائی جُنَّةً واقیة من کید العدیٰ ووقایة من مُردیات الهویٰ فانک قادر علیٰ ما تشاء تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعزّ من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شئ قدیر تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب - لا الٰہ الا انت سبحانک اللّٰھم وبحمدک جلّ ثناءک من ذا یعرف قدرتک ولا یخافک ومن ذا یعلم ما انت فلا یہابک الَّفت بقدرتک الفرق وفلقت برحمتک الفلق وانرت بکرمک دیاجی الغسق وانہرت المیاہ من الصمّ الصیاخید عذباً واجاجاً وانزلت من المُعصرات ماءً ثجاجاً وجعلت الشمس والقمر للبریة سراجاً وھّاجاً من غیر ان تُمارس فیما ابتدءت بہ لغوباً ولا علاجاً - پس ہفت مرتبہ بگو یا اللّٰہ و بگو یاربّاہ یا سیّداہ یا غایة رغبتاہ یا غایة املاہ انقطع الرجاء الّا منک وانسدّت الطرق الّا الیک - پس ہفت بار بگو یا ودود و بگو یا ذا العرش المجید یا مُبدئُ یا مُعید یا فعّال لما یرید اسئلک بنور وجھک الذی ملاء ارکان عرشک واسئلک بقدرتک التی اقتدرت بہا علیٰ جمیع خلقک واسئلک برحمتک التی وَسِعَتْ کلَّ شئ رحمة وعلماً - پس سہ بار بگو یا مغیث اغثنی و بگو یا غیاث من لاغیاث لہ یا انیس من لا انیس لہ یا جلیس من لا جلیس لہ یا ذاکر من لا ذاکر لہ یا غیاثی عند کل کربة ومعاذی عند کل شدة ومُجیبی عند کل دعوة ورجائی حین تنقطع حیلتی - فیا من توحّد بالعز والبقاء وقہر عبادہ بالموت والفناء صلّ علیٰ محمد وآلہ الاتقیاء اللھم استمع ندائی واستجب دعائی واھلک اعدائی وحقق بفضلک املی ورجائی یا خیر من انتجع لکشف الضر ودعی لکل عسر ویسر بک انزلت حاجتی فلا تردّنی یا سیدی من سنیّ مواھبک خائباً یا کریم یا کریم برحمتک وجودک ولا حول ولا قوّة الا باللّٰہ العلی العظیم وصلی اللّٰہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین والحمد للّٰہ رب العالمین - پس بسجدہ روی و بگو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الٰھی قلبی محجوب وعقلی مغلوب ونفسی معیوب وھوائی غالب وطاعتی قلیلۃ ومعصیتی کثیرۃ ولسانی مُقِرٌّ بالذنوب ومعترف بالعیوب وانت ستار العیوب فکیف حیلتی یا علّام الغیوب فاغفر لی یا غفار الذنوب یا شدید العقاب یا اللہ یا رحمٰن یا غفور یا حلیم یا رحیم اقض حاجاتی بحق القرآن العظیم ونبیک الکریم واولادہ الطاہرین تبت یا ذا الجلال والاکرام من جمیع الذنوب والاٰثام برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ الطاہرین اجمعین۔

ۇرد ونۂ اسماے مقدسۂ الٰہیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ الا لہ الواحد الاحد الصمد الاول الاخر السمیع البصیر القدیر القاہر العلی الاعلی الباقی البدیع البارئ الاکرم الظاہر الباطن الحی الحکیم العلیم الحلیم الحفیظ الحق الحسیب الحمید الحفی الرب الرحمٰن الرحیم الذاری الرزاق الرقیب الرؤف الرائی السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر السید السبوح الشہید الصادق الصانع الطاہر العدل العفو الغفور الغنی الغیاث الفاطر الفرد الفتاح الفالق القدیم الملک القدوس القوی القریب القیوم القابض الباسط القاضی الحاجات المجید المولی المنان المحیط المبین المقیت المصور الکریم الکبیر الکافی۔ کاشف الضر الوتر النور الوہاب الناصر الواسع الودود الہادی الوفی الوکیل الوارث البر الباعث التواب الجلیل الجواد الخبیر الخالق خیر الناصرین الدیان الشکور العظیم اللطیف الشافی اللّٰھم صل علی محمد وآل محمد۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٰھی باخص صفاتک وبعز جلالک وباعظم اسمائک وبعصمۃ انبیائک وبطاعۃ اوصیائک وبنور اولیائک وبمناجاۃ فقرائک وبدعاء صلحائک وبدم شہدائک اسئلک زیادۃ فی العلم وبرکۃ فی الرزق وصحۃ فی الجسم وطولاً فی العمر وتوبۃ قبل الموت وراحۃ عند الموت ومغفرۃ بعد الموت ونجاۃ من النار ودخولاً فی الجنۃ وعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ الٰھی بحق الحسین واخیہ وجدہ وابیہ وامہ وبنیہ وشیعتہ وموالیہ خلصنی

مما انا فیہ الٰہی طاعتی قلیلۃ ومعاصی کثیرۃ وانت عالم بصیر انی مسّنی الضر وانت ارحم الراحمین ۔

دعائے صد سبحان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان اللہ العظیم وبحمدہ سبحان من الٰہ ما اقدرہ وسبحانہ من قدیر ما اعظمہ
وسبحانہ من عظیم ما اجلہ وسبحانہ من جلیل ما امجدہ وسبحانہ من ماجد ما ارءفہ
وسبحانہ من رؤف ما اعزہ وسبحانہ من عزیز ما اکبرہ وسبحانہ من کبیر ما اقدمہ
وسبحانہ من قدیم ما اعلاہ وسبحانہ من علیّ ما اسناہ وسبحانہ من سَنِیٍّ ما ابہاہ
وسبحانہ من بہی ما انورہ وسبحانہ من منیر ما اظہرہ وسبحانہ من ظاہر ما اخفاہ
وسبحانہ من خفی ما اعلمہ وسبحانہ من علیم ما اخبرہ وسبحانہ من خبیر ما اکرمہ
وسبحانہ من کریم ما الطفہ وسبحانہ من لطیف ما ابصرہ وسبحانہ من بصیر ما اسمعہ
وسبحانہ من سمیع ما احفظہ وسبحانہ من حفیظ ما املاہ وسبحانہ من ملی ما اوفاہ
وسبحانہ من وفی ما اغناہ وسبحانہ من غنی ما اعطاہ وسبحانہ من معط ما اوسعہ
وسبحانہ من واسع ما اجودہ وسبحانہ من جواد ما افضلہ وسبحانہ من مفضل ما انعمہ
وسبحانہ من منعم ما اسیدہ وسبحانہ من سید ما ارحمہ وسبحانہ من رحیم ما اشدہ
وسبحانہ من شدید ما اقواہ وسبحانہ من قوی ما احکمہ وسبحانہ من حکیم ما ابطشہ
وسبحانہ من باطش ما اقومہ وسبحانہ من قیوم ما احمدہ وسبحانہ من حمید ما ادومہ
وسبحانہ من دائم ما ابقاہ وسبحانہ من باق ما افردہ وسبحانہ من فرد ما اوحدہ
وسبحانہ من واحد ما اصمدہ وسبحانہ من صمد ما املکہ وسبحانہ من مالک ما اولاہ
وسبحانہ من ولی ما اعظمہ وسبحانہ من عظیم ما اکملہ وسبحانہ من کامل ما اتمہ
وسبحانہ من تام ما اعجبہ وسبحانہ من عجیب ما افخرہ وسبحانہ من فاخر ما ابعدہ
وسبحانہ من بعید ما اقربہ وسبحانہ من قریب ما امنعہ وسبحانہ من مانع ما اغلبہ
وسبحانہ من غالب ما اعفاہ وسبحانہ من عفو ما احسنہ وسبحانہ من محسن ما اجملہ
وسبحانہ من جمیل ما اقبلہ وسبحانہ من قابل ما اشکرہ وسبحانہ من شکور ما اغفرہ
وسبحانہ من غفور ما اکبرہ وسبحانہ من کبیر ما اخبرہ وسبحانہ من خبیر ما اجبرہ

وسبحانہ من جبّار ما ادینہ وسبحانہ من دیان ما اقضاہ وسبحانہ من قاض ما امضاہ
وسبحانہ من ماض ما انفذہ وسبحانہ من نافذ ما ارحمہ وسبحانہ من رحیم ما اخلقہ
وسبحانہ من خالق ما اقہرہ وسبحانہ من قاہر ما املکہ وسبحانہ من مالک ما اقدرہ
وسبحانہ من قادر ما ارفعہ وسبحانہ من رفیع ما اشرفہ وسبحانہ من شریف ما ارزقہ
وسبحانہ من رازق ما اقبضہ وسبحانہ من قابض ما ابسطہ وسبحانہ من باسط ما اہداہ
وسبحانہ من ہاد ما اصدقہ وسبحانہ من صادق ما ابداہ وسبحانہ من باد ما اقدسہ
وسبحانہ من قدّوس ما اطہرہ وسبحانہ من طاہر ما ازکاہ وسبحانہ من زکی ما ابقاہ
وسبحانہ من باق ما اعوّدہ وسبحانہ من عواد ما افطرہ وسبحانہ من فاطر ما اوہبہ
وسبحانہ من وہّاب ما اتوبہ وسبحانہ من تواب ما اسخاہ وسبحانہ من سخی ما انصرہ
وسبحانہ من نصیر ما اسلمہ وسبحانہ من سلام ما اشفاہ وسبحانہ من شاف ما انجاہ
وسبحانہ من منج ما ابرّہ وسبحانہ من بارّ ما اطلبہ وسبحانہ من طالب ما ادرکہ
وسبحانہ من مُدرک ما ارشدہ وسبحانہ من رشید ما اعطفہ وسبحانہ من متعطف ما اعدلہ
وسبحانہ من عدل ما اتقنہ وسبحانہ من متقن ما احکمہ وسبحانہ من حکیم ما اکفلہ
وسبحانہ من کفیل ما اشہدہ وسبحانہ من شہید ما احمدہ وسبحانہ من عظیم ما اعظم شانہ
وسبحانہ ہو اللہ العظیم وبحمدہ سبحان اللہ والحمد للہ و
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ العلیّ العظیم دافع کل بلیۃ وھو حسبی ونعم الوکیل ۝

تمت برب العزۃ

مجرّب دعا صادق آل محمدؐ کا ارشاد ہے کہ جو مومن ہر روز اس دعا کو چار سو بار اول و آخر درود پڑھے دولت علم یا مال سے مالا مال ہو جائے۔ دعا یہ ہے
استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم الحی القیوم بدیع السموات
والارض من جمیع ظلمی وجرمی واسرافی علیٰ نفسی و
اتوب الیہ

عرائس افکار جن کے شوق دیدار مین شائقین محو انتظار تھے
یعنی ھدیۂ اثنا عشریہ کی پہلی جلد چھپکر شائع ہو گئی
شاہدان نظم ونثر کی رعنائی دلبربایانہ منظر ہے۔

رونما اس عروس زیبا کا	نظر لطف سے کرم فرما
مع محصولڈاک اور ویلو	بارہ آنہ ہے کل آقتل بہا ۱۲

باقی جلدین اول سے بڑھ چڑھکر ہین اہل نظر کے
قدر کرنے پر انشاءاللہ آیندہ طبع ہوکر مطبوع ناظرین ہونگی۔
لکھنؤ محلہ شاہ گنج مکان نمبر ۱۱۸ مؤلف سے طالبین
طلب فرمائین